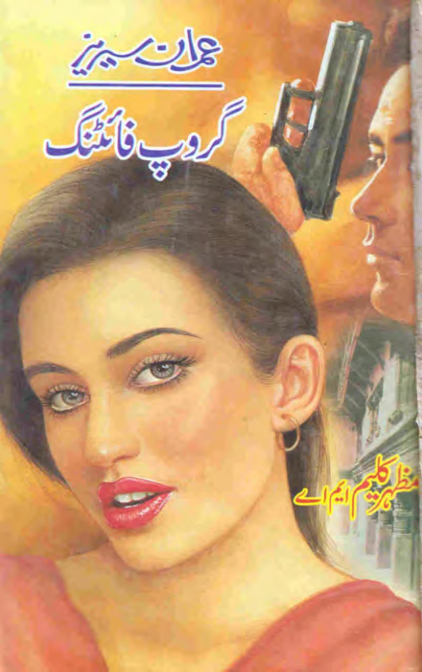
عمران سیریز
گروپ فائٹنگ
مظہر کلیم ایم اے

اب عمران کی اماں بی سمجھ گئی ہیں کہ عمران بر دکھاوے میں کامیاب نہیں ہوسکتا اس لئے شاید وہ کوئی اور طریقہ سوچ رہی ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazharkaleem.ma@gmail.com

یورپ کے ملک بارنیا کے دارالحکومت گریٹی کی انٹرنیشنل یونیورسٹی کے وسیع ہال میں اس وقت پوری دنیا کے معروف سائنس دانوں کی کانفرنس جاری تھی۔ ہال میں اس وقت تقریباً ڈیڑھ دو سو کے قریب بڑے اور معروف سائنس دان موجود تھے۔ ہر سائنس دان کے سامنے میز پر اس کے ملک اور اس سائنس دان کے نام کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ سٹیج پر تین سائنس دان موجود تھے جن میں سے ایک سائنس دان ایکریمیا سے تھا جبکہ دوسرے کا تعلق گریٹ لینڈ اور تیسرے کا تعلق کارمن سے تھا اور کارمن سائنس دان ہی اس کانفرنس میں سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے جبکہ گریٹ لینڈ کا سائنس دان مہمان خصوصی تھا اور ایکریمین سائنس دان کانفرنس کے صدر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ کانفرنس کا موضوع ایک ایسی شعاع تھا جسے سٹاربیم کا نام دیا گیا تھا اور کہا جاتا تھا کہ سٹاربیم

پر اگر مزید ریسرچ کی جائے تو اس کے بعد دنیا بھر کا تمام دفاعی اسلحہ بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ سٹیج پر موجود روسٹرم کے پیچھے سفید بالوں والا ایک دراز قد اور وجیہہ آدمی موجود تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر احسان تھا اور اس کا تعلق پاکیشیا سے تھا۔ شاربیم کا موجد ڈاکٹر احسان ہی تھا لیکن یہ شعاع ابھی ابتدائی حالت میں تھی اور اس پر کام کرنے کے وسیع امکانات موجود تھے۔ ڈاکٹر احسان نے اس شعاع پر ایک بین الاقوامی سائنسی رسالے میں مضمون لکھا تھا اور اس مضمون کے شائع ہونے پر پوری دنیا کے سائنس دان چونک پڑے تھے۔ جو کچھ اس مضمون میں لکھا گیا تھا اس نے خاص طور پر سپر پاورز کو چونکا دیا تھا کیونکہ اگر اس شعاع کو مزید ڈویلپ کر لیا جاتا تو پھر اس شعاع کا حامل ملک پوری دنیا پر چھا جاتا اور کوئی ملک بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اس مضمون پر ساری دنیا کے سائنس دانوں میں ڈسکشن شروع ہو گئی اور موجودہ انٹرنیشنل کانفرنس بھی اسی موضوع پر مزید بات چیت کے لئے منعقد کی گئی تھی اور اس کانفرنس میں خصوصی طور پر ڈاکٹر احسان کو مدعو کیا گیا تھا تاکہ وہ پوری دنیا کے سائنس دانوں کے سامنے اس شعاع کے بارے میں وہ تفصیل بھی بیان کرے جو اس نے مضمون میں درج نہ کی تھی اور اس کے بارے میں دیگر سائنس دانوں کے سوالات کے جواب بھی دے سکیں اور اس وقت ڈاکٹر احسان شاربیم پر ہی اپنا مقالہ پڑھ رہے تھے۔ تمام سائنس دان اس طرح متوجہ ہو کر ڈاکٹر احسان کی

زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سن رہے تھے جیسے اگر ایک لفظ بھی سننے سے رہ گیا تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ پورے ہال میں سکوت طاری تھا۔ صرف ڈاکٹر احسان کی آواز ہال میں گونج رہی تھی۔ اس ہال میں سائنس دانوں اور خصوصاً ڈاکٹر احسان کی سیکورٹی کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔ ہال کے اندر اور باہر مسلح فوجی موجود تھے اور ان فوجیوں کا تعلق میزبان ملک سے تھا۔ پاکیشیا سے ڈاکٹر احسان کے ساتھ ان کی پرسنل سیکرٹری مس فائزہ اور ایک ملٹری سیکورٹی کا کیپٹن شیخ آیا تھا اور وہ دونوں اس وقت ہال سے باہر ایک کمرے میں بیٹھے سامنے موجود سکرین پر نہ صرف ہال کا منظر دیکھ رہے تھے بلکہ ڈاکٹر احسان کی آواز بھی سن رہے تھے۔ مس فائزہ نے سائنس میں گریجوایشن کی تھی اور وہ ڈاکٹر احسان کے کافی قریب تھی۔ اس کی نظر میں ڈاکٹر احسان اس وقت پوری دنیا کے چند بڑے سائنس دانوں میں سے ایک تھے اس لئے ایک لحاظ سے وہ ڈاکٹر احسان کی عقیدت مند بھی تھی اور اسے اس بات پر بھی فخر تھا کہ وہ اتنے بڑے سائنس دان کی پرسنل سیکرٹری تھی۔ اس وقت بھی وہ بڑے عقیدت بھرے انداز میں بیٹھی سکرین پر ڈاکٹر احسان کو دیکھ رہی تھی اور ان کا مقالہ سن رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر احسان نے اپنا مقالہ ختم کر دیا تو سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سوال و جواب کا یہ سلسلہ بھی کئی گھنٹوں پر محیط تھا اور آخر کار صدر نے کانفرنس کے رسمی اختتام کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ ہی ہال

میں موجود تمام سائنس دانوں نے کھڑے ہو کر اور مسلسل کئی منٹوں تک تالیاں بجا کر ڈاکٹر احسان کو خراج تحسین پیش کیا اور پھر وہ سب ان سے ہاتھ ملانے کے لئے ان کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ پھر ڈاکٹر احسان دوسرے سائنس دانوں کے ساتھ ہال سے باہر آئے تو مس فائزہ اور کیپٹن شیخ اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ڈاکٹر احسان ابھی اس کمرے میں آئیں گے اور پھر یہاں سے وہ انہیں ساتھ لے کر ہوٹل جائیں گے اور وہی ہوا۔ سیکورٹی کے چار افراد کے ساتھ ڈاکٹر احسان کمرے میں داخل ہوئے۔

''آپ نے آج ثابت کر دیا ہے کہ آپ اس وقت دنیا کے سب سے بڑے سائنس دان ہیں۔ مبارک باد قبول فرمائیں''۔ مس فائزہ نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

''شکریہ مس فائزہ۔ بس میرا ملک چھوٹا ہے اس لئے مجھے وہ پذیرائی نہیں مل رہی جو بڑے ملک کے مجھ جیسے سائنس دان کو مل سکتی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ آؤ اب چلیں''...... ڈاکٹر احسان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ مس فائزہ ان کے ساتھ تھی جبکہ کیپٹن شیخ ان کے پیچھے بڑے چوکنا انداز میں چل رہا تھا۔ اس کے پیچھے مقامی سیکورٹی کے چار افراد بھی چل رہے تھے۔ بیرونی گیٹ پر سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ ڈاکٹر احسان اور مس فائزہ عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ کیپٹن شیخ ڈرائیور

ے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ان کی کار کے آگے پیچھے سیکورٹی ن کاریں تھیں اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار یک فائیو سٹار ہوٹل کے خصوصی گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی اور ڈاکٹر احسان، مس فائزہ اور کیپٹن شیخ نیچے اترے۔ سیکورٹی کے افراد بھی ان کے پیچھے گاڑیوں سے اتر کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ ڈاکٹر احسان نے مڑ کر مقامی سیکورٹی افراد کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس جانے کا کہا تو وہ سلام کر کے واپس چلے گئے۔ ڈاکٹر احسان آگے بڑھے اور پھر ایک خصوصی لفٹ میں سوار ہو کر وہ چوتھی منزل پر موجود اپنے کمرے کے سامنے پہنچ گئے۔ مس فائزہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور سائیڈ پر ہو گئی تو ڈاکٹر احسان آگے بڑھ گئے۔ مس فائزہ ان کے پیچھے اندر چلی گئی لیکن کیپٹن شیخ وہیں باہر ہی رہ گیا۔ جب دروازہ بند ہو گیا تو وہ سامنے اپنے لئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر احسان کمرے میں داخل ہو کر کرسی پر اس طرح گر گئے جیسے بے حد تھک گئے ہوں۔ مس فائزہ نے ان کا بیگ اٹھا کر مخصوص الماری میں رکھا اور پھر وہ واپس ڈاکٹر احسان کی طرف مڑی۔

''مس فائزہ''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''یس سر''...... فائزہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاٹ کافی منگوا لو۔ آج میں بہت تھک گیا ہوں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو فائزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ واقعی بے حد تھک گئے ہیں سر۔ کافی پی کر آپ فریش ہو جائیں گے''...... فائزہ نے کہا تو ڈاکٹر احسان نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں بند کر لیں۔ فائزہ نے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس کو ہاٹ کافی بھیجنے کے لئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو فائزہ نے جا کر دروازہ کھولا اور ٹرے خود لے کر اس نے دروازہ بند کر دیا کیونکہ کسی اجنبی کو چاہے وہ ویٹر ہی کیوں نہ ہو کمرے میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ فائزہ نے ٹرے میز پر رکھ کر دو کپ ہاٹ کافی کے تیار کئے۔

''مس فائزہ۔ الماری میں موجود بیگ میں سے میری دوا نکال دو پلیز''...... ڈاکٹر احسان نے آنکھیں کھول کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ تو آپ رات کو سونے سے پہلے لیتے ہیں سر''۔ فائزہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن میں ابھی اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں''۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''یس سر''...... فائزہ نے کہا اور واپس الماری کی طرف مڑی تو ڈاکٹر احسان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب ان کا ہاتھ باہر آیا تو ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی بوتل تھی۔ انہوں نے بوتل کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی گولی نکال کر کافی کی ایک پیالی میں ڈال دی اور پھر بوتل کو بند کر کے

...جیب میں رکھ لیا جبکہ فائزہ اس کی طرف پشت کئے الماری ...موجود بیگ سے دوا نکالنے میں مصروف تھی۔

''...رہنے دو۔ رات کو کھا لوں گا''...... ڈاکٹر احسان نے کہا اور ...کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود وہ پیالی اٹھا لی جس میں گولی ...ی گئی تھی جبکہ وہ پیالی جس میں ڈاکٹر احسان نے گولی ڈالی تھی ...میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی تھی۔ فائزہ نے الماری بند کی اور مڑ ...میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے سامنے موجود ...ی اٹھائی اور کافی پینی شروع کر دی۔

''کیا بات ہے۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تمہیں کافی پسند نہیں ...''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''سر۔ اس کا ذائقہ کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے''...... فائزہ نے کہا۔

''اچھا۔ مجھے تو محسوس نہیں ہوا۔ بہرحال ہو گا۔ اب تم جاؤ اپنے کمرے میں تاکہ میں آرام کر سکوں''...... ڈاکٹر احسان نے پیالی خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ صبح کا کیا پروگرام ہے''...... فائزہ نے بھی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''کل ایک میٹنگ میں جانا ہے۔ اس کے بعد واپسی''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''اوکے۔ شب بخیر۔ صبح ملاقات ہو گی''...... فائزہ نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''شب بخیر''...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو فائزہ نے پیالیاں ٹرے میں رکھیں اور ٹرے اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا، ٹرے کو باہر رکھا اور پھر دروازہ بند کر کے ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر احسان اٹھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر واپس آ کر اس نے رسیور اٹھا کر فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ اب فون ڈائریکٹ ہو گیا تھا۔ اس کا تعلق اب ہوٹل ایکس چینج سے نہ رہا تھا اور ڈاکٹر احسان نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈبل ایس ڈبل وی''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈی ای بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''اب کھل کر بات کریں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں نے پرسنل سیکرٹری کی کافی میں آپ کی دی ہوئی گولی ڈال دی ہے اور وہ کافی پی کر اپنے کمرے میں چلی گئی ہے۔ اب کیا کرنا ہے''...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔

''آپ کے سیکورٹی گارڈ کی کیا پوزیشن ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''وہ پہلے ہی اپنے کمرے میں ہے اور وہیں رہے گا''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''آپ نے اپنی سیکرٹری یا گارڈ کو اپنے جانے کے بارے میں کوئی اشارہ تو نہیں کیا''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''نہیں۔ میں ایسا کیسے کر سکتا تھا''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''میں نے اس لئے پوچھا ہے ڈاکٹر احسان کہ آپ نے ان دونوں کو ہلاک کرنے سے روک دیا تھا۔ ہم ایسا اس لئے چاہتے تھے کہ لاشیں بول نہیں سکتیں لیکن آپ کی وجہ سے انہیں اب صرف بے ہوش کیا جائے گا اور ہوش میں آنے کے بعد ظاہر ہے انہوں نے بیانات دینے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے کہ آپ کو ٹریس کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرے اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ کوئی اشارہ تو نہیں کر دیا آپ نے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اگر پاکیشیا والے میری قدر کرتے تو مجھے آپ کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت تھی اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ وہ لوگ بس صرف رسمی کارروائی کریں گے اور پھر بھول کر اپنے کاموں میں لگ جائیں گے''...... ڈاکٹر احسان نے تلخ لہجے میں کہا۔

''بہرحال ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے۔ آپ تیار ہیں۔ رات کو ٹھیک بارہ بجے ہمارا آدمی آپ کے دروازے پر تین بار دستک دے گا۔ اس کا نام جیکب برڈ ہو گا۔ آپ اس کے ساتھ فائر ڈور سے ہوٹل سے باہر آئیں گے۔ وہاں کار موجود ہو گی۔ وہاں سے آپ کو

سیدھا ایئر پورٹ پہنچایا جائے گا جہاں چارٹرڈ طیارہ موجود ہو گا جو آپ کو ایکریمیا پہنچا دے گا اور وہاں ایکریمیا میں جس طرح آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور ڈاکٹر احسان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک سائنسی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا لیکن بار بار اس کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔

''جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''بس تھوڑی دیر ہے۔ جب آپ کے سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک کی چھوٹی سوئی دو کے ہندسے پر پہنچے گی تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ بس تھوڑی سی دیر ہے''...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ارے۔ یہ تھوڑی دیر ہے۔ اس وقت گیارہ بجے ہیں اور چھوٹی سوئی تین گھنٹوں بعد دو تک پہنچے گی''...... عمران نے چیختے ہوئے احتجاجی لہجے میں کہا۔

''پہنچ تو جائے گی نا۔ بس یہی اس میں خامی ہے کہ پہنچ جاتی ہے۔ لیکن بڑی بیگم صاحبہ کا حکم ہے اس لئے مجبوری ہے ورنہ میں تو چھوٹی سوئی کو دو تک پہنچنے سے پہلے ہی باندھ دیتا'' ..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا اماں بی نے کہا ہے کہ دو بجے چائے دینا۔ کیوں''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے حکم دیا تھا کہ آپ کو سارا دن میں صرف تین پیالیاں چائے کی دی جائیں۔ ایک پیالی آپ ناشتے کے ساتھ پی چکے ہیں اس لئے دوسری دو بجے ملے گی اور تیسری رات کو دس بجے'' ..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دو بجے کا وقت تو نہیں دیا اماں بی نے۔ تم فوراً چائے لے آؤ۔ تیسری پیالی بے شک رات کو گیارہ بجے دے دینا'' ..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہو۔

''ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں لیکن پھر رات کو گیارہ بجے سے پہلے آپ چائے نہیں مانگیں گے۔ وعدہ کریں'' ..... سلیمان نے کہا۔

''وعدہ۔ پکا وعدہ۔ رات گیارہ بجے سے پہلے چائے نہیں مانگوں گا'' ..... عمران نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بڑی سوئی کو دو تک پہنچنے دیں'' ..... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا اور پھر دس منٹ بعد

سلیمان نے ایک پیالی چائے لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔

''بہت شکریہ سلیمان۔ تم واقعی بہت اچھے باورچی ہو۔ اتنی مزیدار چائے بناتے ہوئے کہ بس جی چاہتا ہے کہ تمہارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے ہر گھنٹے بعد پیتا رہوں'' ..... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے بڑے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ چائے کو مزیدار کہہ رہے ہیں۔ آپ کے ذوق پر رونے کو جی چاہتا ہے۔ چائے مزیدار نہیں ہوا کرتی'' ..... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا ہوتی ہے'' ..... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''اچھی چائے کی تین خصوصیات بتائی جاتی ہیں۔ لب سوز ہو، لب دوز ہو اور لب ریز ہو۔ اس میں مزیدار کہاں سے فٹ ہوتا ہے'' ..... سلیمان نے کہا تو عمران کی آنکھیں اس طرح پھیل گئیں جیسے اسے سلیمان کی بات پر بے حد حیرت ہو رہی ہو۔

''ارے۔ ارے۔ یہ تو خالصتاً فارسی کی تراکیب ہیں۔ تم نے کہاں سے سن لیں'' ..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''سن لیں۔ آپ کا مطلب ہے کہ مجھے ان کے معنی نہیں آتے۔ لب سوز کا مطلب ہے کہ چائے اتنی گرم ہو کہ ہونٹ جل جائیں۔ لب دوز کا مطلب ہے کہ چائے اتنی میٹھی ہو کہ ہونٹ ایک دوسرے سے چپک جائیں اور لب ریز کا مطلب ہے کہ پیالی بھری

ہوئی ہو''..... سلیمان نے بڑے عالمانہ لہجے میں جواب دیا۔

''حیرت ہے۔تم تو واقعی عالم فاضل آدمی ہو۔ اتنی فارسی تو آج کل اچھے خاصے تعلیم یافتہ آدمی کو بھی نہیں آتی''..... عمران نے کہا۔

''فارسی کا جتنا تعلق کچن اور کھانے پینے سے ہوگا وہ مجھے نہیں آئے گی تو اور کسے آئے گی۔ آخر میں آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہوں''..... سلیمان نے اکڑتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے چائے کے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔ چائے پی کر وہ کتاب پڑھتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا تو دو بجنے والے تھے۔

''سلیمان۔تم نے کہا تھا کہ جب چھوٹی سوئی دو پر پہنچے گی تو مجھے چائے لا کر دو گے۔ دیکھ لو۔چھوٹی سوئی دو پر پہنچ چکی ہے''۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''سوری۔ اب چائے رات گیارہ بجے سے پہلے نہیں مل سکتی۔ ویسے بھی میرا لنچ ٹائم ہے''..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ارے ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ لنچ تو مجھے بھی کرنا ہے۔ پھر''۔ عمران نے کہا۔

''آپ کو لنچ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ چائے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کو پینے کے بعد بھوک نہیں لگتی اور حکماء کا قول ہے کہ بھوک کے بغیر کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ اس لئے سوری''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ چائے کا اثر تو زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے تک رہتا ہے۔ اب تو تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ لنچ لے آؤ اور لنچ کے بعد چائے''..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پہلے آپ ثابت کریں کہ آپ کو بھوک لگی ہے۔ پھر میں سوچوں گا کیونکہ بھوکے کو کھانا کھلانا عین ثواب ہے''..... سلیمان بھلا کب آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

''کیسے ثابت کروں۔ کیا تم نے کوئی بھوک میٹر رکھا ہوا ہے جس سے پتہ چل جائے کہ مجھے بھوک لگی ہے یا نہیں اور اگر لگی ہے تو کتنی۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے بھوک لگی ہے تو بس لگی ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بھوکا اسے کہتے ہیں جو بھوک سے غش کھا کر گر پڑے''۔ سلیمان کی آواز دروازے سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''چلو شکر ہے تم غش کھانے سے پہلے ہی لنچ لے آئے ورنہ خوامخواہ مجھے کسی ہوٹل میں جا کر لنچ کرنا پڑتا''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ اس لنچ کے باوجود آپ کو ہوٹل تو بہرحال جانا ہی پڑے گا''..... سلیمان نے کہا۔

''وہ کیوں''..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ لنچ کے بعد آپ نے چائے مانگی ہے اور وہ ملنی

نہیں اور آپ چونکہ لنچ کے بعد چائے کے عادی ہیں اس لئے ہوٹل جا کر ہی آپ چائے پی سکتے ہیں جبکہ میں تو لنچ کرنے ہوٹل جا رہا ہوں۔ ساتھ ہی چائے بھی پیتا آؤں گا''...... سلیمان نے لنچ کے برتن میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر ٹرالی ایک طرف کر کے وہ تیزی سے واپس مڑ گیا اور عمران نے اٹھ کر بیسن پر ہاتھ دھوئے اور پھر آ کر وہ لنچ میں مصروف ہو گیا۔ لنچ کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے لئے اٹھ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو میز پر سے برتن ہٹائے جا چکے تھے اور وہاں چائے کی بھاپ نکالتی ہوئی پیالی موجود تھی۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں فرض شناسی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پیالی اٹھا لی۔ پھر اس نے ابھی چائے ختم کی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''چلو شکر ہے کہ اب فون کرنے والوں کو اتنی سمجھ آ گئی ہے کہ کسی کو لنچ اور چائے پینے کے دوران ڈسٹرب کرنا بداخلاقی ہے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''داور بول رہا ہوں عمران بیٹے''...... دوسری طرف سے سر داور نے سلام کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ۔ خیریت''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خیریت واقعی نہیں ہے عمران بیٹے۔ پاکیشیا کے ایک بڑے سائنس دان ڈاکٹر احسان کو یورپی ملک بارینا کے دارالحکومت گریٹی میں ایک ہوٹل سے اغوا کر لیا گیا ہے اور وہاں کی حکومت کی بے حد کوشش کے باوجود ان کا کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکا''...... سر داور نے کہا۔

''کیسے یہ سب ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر احسان ایک بالکل نئے آئیڈیئے پر کام کر رہے تھے۔ مختصر طور پر اتنا بتا دوں کہ انہوں نے ایک ایسی شعاع دریافت کی تھی جس کا تعلق ہماری دنیا سے نہیں بلکہ کسی نامعلوم سیارے سے تھا۔ پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں ایک شہاب ثاقب گرا تھا اور ڈاکٹر احسان ان دنوں وہیں تھے۔ انہوں نے اس شہاب ثاقب کو دیکھا تو انہیں محسوس ہوا کہ اس کے اندر کوئی توانائی موجود ہے۔ انہوں نے وہاں کی انتظامیہ سے بات کی اور پھر اس بڑے شہاب ثاقب کو ٹرک پر لدوا کر وہ دارالحکومت لے آئے۔ یہاں جب انہوں نے اس میں موجود توانائی پر ریسرچ کی تو تقریباً دو سالوں کی زبردست کوشش کے بعد وہ اس توانائی کو دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ یہ ایک شعاع کی صورت میں ہے۔ اس کا نام انہوں نے سٹارنیم رکھا ہے۔ اس پر جو ریسرچ انہوں نے کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ توانائی اس قدر طاقتور ہے کہ اس کے مقابل سینکڑوں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں کی کوئی حیثیت نہیں لیکن اس کے باوجود اس

شعاع سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا۔ البتہ تجربات سے ثابت ہو گیا کہ اس شعاع کے اثرات سے اس کی محدود رینج میں موجود تمام بارودی اور شعاعی ہتھیاروں حتیٰ کہ ایٹم اور ہائیڈروجن بم تک ناکارہ ہو جاتے ہیں لیکن کسی انسان یا کسی دوسری چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ ایک انتہائی اہم دریافت تھی۔ انہوں نے اسے میرے سامنے پیش کیا اور میں نے اس پر تجربات کئے تو میں بھی اس نتیجے پر پہنچا جس پر ڈاکٹر احسان پہنچے تھے۔ اس کے بعد حکومت کے ساتھ اعلیٰ سطح پر میٹنگ ہوئی اور یہ طے پایا کہ پہلے ڈاکٹر احسان اپنے طور پر اس پر کام مکمل کریں۔ پھر ان سے یہ فارمولا حکومت باقاعدہ خرید لے گی۔ چنانچہ ڈاکٹر احسان اپنے طور پر اس پر کام کرتے رہے۔ مجھ سے بھی ان کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ پھر ڈاکٹر احسان ایک بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے بارنیا گئے۔ مجھے اس کانفرنس کی تفصیلات کا علم نہ تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ کانفرنس اسی فارمولے پر طلب کی گئی تھی اور اس میں پوری دنیا کے اور خصوصاً سپر پاورز کے سائنس دانوں نے شرکت کی۔ وہاں ڈاکٹر احسان نے اس پر خصوصی مقالہ پڑھا۔ ان سے سوالات و جوابات ہوئے۔ وہاں کی حکومت نے ان کو مکمل سیکورٹی دی ہوئی تھی۔ ان کا ایک گارڈ بھی ان کے ساتھ پاکیشیا سے گیا تھا۔ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا۔ ڈاکٹر احسان رات کو اپنے کمرے میں سو گئے لیکن صبح کمرہ خالی ملا اور آج تک ان کا پتہ نہیں چل

سکا۔ ان کے اغوا کے بارے میں جب معلوم ہوا تو میں نے ان کی رہائش لیبارٹری چیک کرائی لیکن وہاں سے نہ ہی اس آئیڈیا پر اب تک کیا جانے والا ورک دستیاب ہوا اور نہ ہی شہاب ثاقب کا کوئی ٹکڑا ملا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ڈاکٹر احسان نے یہ سب چیزیں دانستہ کہیں چھپا دی ہیں۔ شاید انہیں پہلے سے کوئی خطرہ محسوس ہوا تھا''...... سرداور نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بین الاقوامی کانفرنس اس موضوع پر کیسے منعقد کی گئی جبکہ کسی کو اس بارے میں معلوم ہی نہ تھا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے پہلے معلوم نہ تھا لیکن میرے ذہن میں بھی یہی سوال پیدا ہوا تھا اور معلوم کرنے پر اطلاع ملی ہے کہ اس سبجیکٹ پر ان کا ایک تحقیقاتی مضمون ایکریمیا کے ایک بین الاقوامی سائنس میگزین میں شائع ہوا تھا جس کے بعد یہ کانفرنس بلائی گئی''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں کی پولیس نے کیا انکوائری کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ویسے تو کافی تفصیل تحریری طور پر ہمیں بھجوائی گئی ہے لیکن نتیجہ یہی ہے کہ وہ کوئی خاص بات معلوم ہی نہیں کر سکے''...... سرداور نے کہا۔

''تو اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر احسان کو برآمد کیا جائے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ فارمولا پاکیشیا کا ہے۔ اسے پاکیشیا کے مفاد میں ہی استعمال ہونا چاہئے۔ ڈاکٹر احسان کو ان کے فارمولے سمیت واپس آنا چاہئے۔ اگر اس طرح پاکیشیا کے سائنس دان اغوا ہوتے رہے اور ہم خاموش بیٹھے رہے تو پاکیشیا یقیناً سربلندی حاصل کرنے کی بجائے دوبارہ غلامی میں چلا جائے گا''..... سرداور نے کہا۔

''آپ اس کی تفصیلی فائل سرسلطان کو بھجوادیں۔ میں فائل دیکھ کر ہی معاملہ چیف کے سامنے پیش کروں گا۔ پھر آخری فیصلہ بہرحال چیف نے ہی کرنا ہے''..... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا چیف صاحب اس سے انکار بھی کر سکتے ہیں''۔ سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ بات ان کے ذہن میں ہی نہ تھی۔

''ہاں۔ وہ انکار بھی کر سکتے ہیں''..... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا وہ پاکیشیا کے مفادات کے خلاف فیصلہ کریں گے''۔ سرداور نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ہے سرداور۔ آپ پاکیشیا کے سینئر سائنس دان ہیں اور چیف بھی آپ کی بے حد عزت کرتے ہیں لیکن آپ کو بھی ان کے بارے میں سوچ سمجھ کر ریمارکس پاس کرنے چاہئیں۔ چیف کے لئے یہ ریمارکس دینا کہ وہ پاکیشیا کے مفادات کے خلاف جا سکتے ہیں انتہائی قابل اعتراض ہے اور سرسلطان اور صدر مملکت بھی ایسے ریمارکس دینے کی جرأت نہیں کر سکتے اس لئے میں آپ

کے بیٹے کی حیثیت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پلیز آئندہ ایسے کوئی ریمارکس نہ دیں۔ جہاں تک آپ کی بات ہے تو مجھے آپ کی بات سن کر احساس ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ وہ اپنی رضامندی سے کسی کے ساتھ گئے ہیں۔ انہوں نے خود ہی اس ٹاپ سیکرٹ کو بین الاقوامی سائنس میگزین میں شائع کرایا اور پھر اس پر ہونے والی کانفرنس میں اس کی وضاحت کرنے خود وہاں پہنچ گئے۔ اس سے یہی احساس ہوتا ہے کہ معاملات ویسے نہیں جیسے آپ سمجھ رہے ہیں۔ البتہ میں نے تو اپنی رائے دی ہے۔ چیف اس سلسلے میں انکوائری کرائیں گے۔ اس کے فارن ایجنٹس ہر ملک میں موجود ہیں۔ وہ ان سے رپورٹس حاصل کرنے کے بعد اس کا فیصلہ کریں گے کہ اس معاملے میں کیا ہونا چاہئے کیا نہیں''..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری عمران بیٹے۔ واقعی مجھے چیف کے لئے ایسے ریمارکس نہیں دینے چاہئیں۔ میں آئندہ محتاط رہوں گا۔ ویسے یہ الفاظ اس لئے میرے منہ سے نکل گئے کہ مجھے اس سٹار بیم کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے''..... سرداور نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ انشاء اللہ جو ہوگا ملک وقوم کے مفاد میں ہی ہوگا۔ آپ وہ فائل بھجوا دیں''..... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران

نے بھی اللہ حافظ کہہ کر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ فلیٹ سے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ آپ۔ کوئی خاص بات ہوگئی ہے عمران صاحب کہ آپ اس قدر سنجیدہ ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور جواب میں عمران نے سرداور سے ہونے والی بات چیت تفصیل سے دوہرا دی۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ اس نے چیف کے خلاف ریمارکس دینے پر انہیں کیا کہا ہے۔

''عمران صاحب۔ سرداور ہم سب کے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ آپ کو انہیں اس انداز میں جواب نہیں دینا چاہئے تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ ضروری تھا بلیک زیرو تا کہ چیف کا تاثر قائم رہے۔ بہرحال تم فوری طور پر بارینا کے دارالحکومت گریٹی میں اپنے فارن ایجنٹ سے کہو کہ وہ اس معاملے میں پوری تفصیل سے انکوائری کر کے تمہیں رپورٹ دے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

کریمیا کی بلیک ایجنسی کا چیف کرنل جیکب اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی اور وہ اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... کرنل جیکب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سیکشن ون کے چیف کرنل رچرڈ بات کرنا چاہتے ہیں''۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں کرنل رچرڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات ہے''...... کرنل جیکب نے اسی طرح

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو زیرو ہاؤس پہنچا دیا گیا ہے۔ اب مزید کیا حکم ہے''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''کوئی پرابلم''...... کرنل جیکب نے پوچھا۔

''نو سر۔ کوئی پرابلم نہیں ہے۔ ہم نے ہر طرف سے دامن بچا کر کام کیا ہے۔ کسی کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ ڈاکٹر احسان کہاں چلے گئے ہیں اور کیوں۔ بس یہی سمجھا جائے گا کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے اور بس''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''کیا اغوا ظاہر کرنے کے لئے مخصوص حالات پیدا کر دیے گئے تھے''...... کرنل جیکب نے پوچھا۔

''یس سر۔ تمام ضروری اقدامات کر دیے گئے تھے''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''آپ لائن پر رہیں۔ میں مشاورت کر کے پھر آپ سے رابطہ کروں گا''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکب نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بہاما میں ڈاکٹر کلارک سے بات کراؤ''...... کرنل جیکب نے کہا

اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکب نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''ڈاکٹر کلارک لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو ڈاکٹر کلارک۔ کرنل جیکب فرام دس اینڈ''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''یس کرنل۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا کے ڈاکٹر احسان کو آپ کے حکم کے مطابق بہاما میں پہنچا دیا گیا ہے۔ وہ اس وقت بہاما میں ہماری ایجنسی کی ایک بلڈنگ میں موجود ہیں۔ اب مزید کیا کرنا ہے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''کیا انہیں زبردستی لایا گیا ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''نو سر۔ وہ خود اپنی رضامندی سے آئے ہیں''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ آپ انہیں لیبارٹری بھجوا دیں۔ انہوں نے یہیں رہ کر آئندہ کام کرنا ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''سوری سر۔ آپ تک شاید چیف سیکرٹری صاحب کے احکامات نہیں پہنچے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''ان سے میری بات ہو چکی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم ڈاکٹر احسان سے ان کا فارمولا اور دیگر تمام ضروری معلومات حاصل کر کے اس اہم فارمولے پر خود کام کریں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''تو پھر ڈاکٹر احسان کا کیا ہو گا''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''کیا ہونا ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ یہ فارمولا ان کا ہے اور ان کی موجودگی فارمولے کی کامیابی کے لئے بے حد ضروری ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''لیکن چیف سیکرٹری صاحب کا حکم تو دوسرا ہے۔ ان کا حکم ہے کہ آپ ان سے تمام ضروری مواد لے کر انہیں ہمارے حوالے کر دیں اور ہم انہیں واپس ونگٹن بھجوا کر وہاں کار ایکسیڈنٹ میں ان کا خاتمہ کرا دیں''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب ڈاکٹر احسان خود اس فارمولے پر اپنی رضامندی سے ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں تو پھر اس حکم کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی یہ بات فارمولے کے خلاف جائے گی۔ یہ انتہائی اہم اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ صرف ان سے فارمولا لے لینا یا صرف چند گھنٹے بات چیت کرنے سے تمام معاملات بخیر و خوبی حل نہیں ہو سکتے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''جناب۔ ان کے نزدیک اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ ینٹا۔ بارینا کے دارالحکومت گریٹی سے انہیں لایا گیا ہے اور وہاں ے حالات بنائے گئے ہیں جن سے یہی سمجھا جائے کہ انہیں اغوا یا گیا ہے اس لئے لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کی برآمدگی کے ئے ایکریمیا پہنچ جائے گی اور اس سروس کا ریکارڈ ایسا ہے کہ یہ کم ی ناکام ہوتی ہے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''حیرت ہے کہ ایک چھوٹے سے اور پسماندہ ایشیائی ملک کی روس سے ایکریمیا جیسی سپر پاور اس قدر خوفزدہ ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اعلیٰ حکام کا یہی خیال ہے۔ اب میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا وں۔ آپ پلیز چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لیں۔ وہ آپ ی بات کو اہمیت دیں گے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ آپ مجھ سے ایک گھنٹے بعد بات کر لیں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا اور اس کے ساتھ ی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کا سرخ چہرہ اب مزید جل اٹھا تھا۔ ڈاکٹر کلارک کی باتیں کانٹوں کی طرح س کے دل میں چبھ رہی تھیں لیکن ظاہر ہے وہ چیف سیکرٹری کے ساتھ نہ بحث کر سکتا تھا اور نہ ہی اپنی بات جبراً منوا سکتا تھا اس لئے س نے ڈاکٹر کلارک کو ہی چیف سیکرٹری سے بات کرنے کے لئے ہا تھا لیکن اب اسے ایک بات پر رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا کہ اس

نے انہیں گریٹی سے اغوا کرانے کا پلان کیوں بنایا کیونکہ اگر وہ اپنی رضامندی سے آتے تو حکومت پاکیشیا انہیں واپس طلب کر سکتی تھی اور حکومت ایکریمیا انکار نہیں کر سکتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت ایکریمیا ان سے فارمولا بھی نہ لے سکتی تھی اس لئے انہیں اغوا کرانے کا پلان بنایا گیا تھا لیکن اگر انہیں ختم کرنا ہی مقصود تھا تو یہ کام وہیں آسانی سے کرایا جا سکتا تھا۔ لیکن اب ڈاکٹر کلارک کی باتیں سن کر انہیں اپنی یہ پلاننگ بے وقوفانہ لگ رہی تھی لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اگر ڈاکٹر کلارک چیف سیکرٹری سے اپنی بات منوا لیتے ہیں کہ ڈاکٹر احسان کو زندہ رکھا جائے تو پھر ان کی یہ پلاننگ کام آ جائے گی کیونکہ اس طرح حکومت پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے اور وہ کہاں ہے۔ یہی باتیں سوچتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تو کرنل جیکب نے ڈاکٹر کلارک سے دوبارہ رابطہ قائم کیا۔

''کرنل جیکب۔ چیف سیکرٹری صاحب سے میری بات ہو گئی ہے اور انہوں نے میری بات مان لی ہے لیکن ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ ہم ڈاکٹر احسان کو اپنے پاس نہیں رکھیں گے بلکہ کسی سپیشل لیبارٹری میں لے جا کر وہاں کام کیا جائے گا۔ ایسی سپیشل لیبارٹری جس کا علم صرف چیف سیکرٹری صاحب کو ہو گا اس لئے آپ ڈاکٹر احسان کو ہمارے پاس بھجوا دیں۔ اس کے بعد فوجی ہیلی کاپٹر پر ہم سب کسی سپیشل لیبارٹری میں شفٹ کر دیئے جائیں گے

اس کے بعد جب تک اس فارمولے پر کام مکمل نہیں ہو جاتا ہمارا رابطہ صرف چیف سیکرٹری تک رہے گا'' ڈاکٹر کلارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ میں ڈاکٹر احسان کو آپ کے پاس بھجوانے کے احکامات دے دیتا ہوں۔ انہیں ہیلی کاپٹر پر آپ کے پاس بھجوا دیا جائے گا'' کرنل جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن یہ خیال آپ ضرور رکھیں گے کہ انہیں پورے عزت و احترام سے ہم تک پہنچایا جائے۔ وہ ایک بہت بڑے سائنس دان ہیں اور انہوں نے ایکریمیا کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر کے ہماری عزت افزائی کی ہے'' ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا'' کرنل جیکب نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر'' ... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کرنل رچرڈ سے بات کراؤ'' ... کرنل جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو کرنل جیکب نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ... کرنل جیکب نے کہا۔

''کرنل رچرڈ لائن پر ہیں'' ... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

''یس چیف۔ میں کرنل رچرڈ بول رہا ہوں''۔۔۔ چند لمحوں بعد کرنل رچرڈ کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کرنل رچرڈ۔ آپ نے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو پورے عزت و احترام کے ساتھ ڈاکٹر کلارک کی لیبارٹری میں پہنچا کر ان سے رسیدی لیٹر لینا ہے۔ اس کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ لیکن کیا ڈاکٹر احسان اس لیبارٹری میں رہیں گے''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''نہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب ان سب کو ڈاکٹر احسان سمیت ملٹری ہیلی کاپٹر کے ذریعے کسی سپیشل لیبارٹری میں بھجوائیں گے جس کے بارے میں چیف سیکرٹری صاحب کو ہی علم ہوگا اور کسی کو نہیں ہو گا''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

''ایسا کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے کیا جا رہا ہے''۔ کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب کا خیال ہے کہ وہ لوگ ناقابل شکست ہیں''۔۔۔ کرنل جیکب نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے''۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ ڈاکٹر احسان کو ہیلی کاپٹر پر لیبارٹری پہنچا دیں تاکہ وہ

جد از جلد وہاں پہنچ سکیں''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

''یس چیف''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکب نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''اچھا ہوا کہ میں نے ڈاکٹر احسان کے اغوا کا ڈرامہ رچا دیا۔ ب ایکریمیا پر کوئی الزام نہیں آئے گا''۔۔۔ کرنل جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھک گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو سرسلطان کی طرف سے بھجوائی ہوئی فائل اس کے ہاتھ میں تھی۔ بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''بیٹھو''...... رسمی دعا سلام کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ فائل پڑھ کر اپنے پاس رکھ لینا''...... عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''کس کی فائل ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر فائل لیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر احسان کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کی رپورٹنگ کے ساتھ ساتھ سرداور کی طرف سے ڈاکٹر احسان کے بارے میں تفصیلات بھی اس میں موجود ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''گریٹی سے فارن ایجنٹ نے کوئی رپورٹ دی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں ملی''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''گریٹی سے ولسن بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ پولیس کے مطابق سائنس دان کو اغوا کیا گیا ہے کیونکہ ان کے مطابق کمرے کی حالت ایسی ہے جیسے وہاں کافی جدوجہد کی گئی ہے۔ سائنس دان کا سامان بھی کمرے میں موجود ہے''۔ ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اپنی رپورٹ کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف۔ میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کی ہیں ان کے مطابق سائنس دان ڈاکٹر احسان خود اپنی مرضی سے دو افراد کے ساتھ ہوٹل کے عقبی فائر ڈور سے گئے ہیں۔ وہاں سامنے والی بلڈنگ کے ایک چوکیدار نے انہیں فائر ڈور سے نکل کر کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس چوکیدار نے پولیس کو بھی یہی بیان دیا ہے

لیکن پولیس نے اس چوکیدار کے بیان پر اس لئے اعتماد نہیں کیا کہ یہ چوکیدار اس وقت شراب نوشی میں مصروف تھا اور پولیس کے مطابق نشے کے دوران آدمی اپنے طور پر بعض باتیں فرض کر لیتا ہے اور پھر اس پر کنفرم ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ فرض کر رہا ہے وہی وہ دیکھ بھی رہا ہے لیکن میں نے اس چوکیدار سے علیحدگی میں ملاقات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس وقت گیلری میں کھڑا شراب ضرور پی رہا تھا لیکن وہ پوری طرح ہوش و حواس میں تھا۔ اس نے کار کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔ میں نے اس تفصیل کے مطابق جب اپنے طور پر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ کار یہاں کے ایک ہوٹل کنگاور کے چیف سپروائزر فریڈ کی ملکیت ہے۔ فریڈ ایکریمین ہے اور اس کے رابطے بھی ایکریمیا سے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ سائنس دان اپنی مرضی سے یہاں سے ایکریمیا چلے گئے ہیں لیکن ظاہر یہی کیا گیا ہے کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے''۔ ولسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس سپروائزر سے مزید انکوائری نہیں کی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جناب۔ وہ بے حد طاقتور گروپ کا چیف ہے اس لئے میں اس سے انکوائری نہیں کر سکتا''...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تفصیل ہے اس کار کی''...... عمران نے پوچھا تو ولسن نے

تفصیل بتا دی۔

''او کے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ ولسن تو کمزور آدمی ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ اس فریڈ کا تعلق یقیناً حکومت ایکریمیا سے ہو گا اور ولسن خواہ مخواہ نظروں میں آ جاتا۔ اس سے معلومات حاصل کرنے کے اور بھی کئی طریقے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر احسان کیسے ازخود اغوا کنندگان کے ساتھ جا سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ولسن نے جو بات کی ہے وہ درست نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ولسن بے حد گہری نظر رکھتا ہے۔ وہ چاہتا تو جو کچھ پولیس نے بتایا ہے وہی ہمیں بتا کر بات ختم کر دیتا لیکن اس نے ازخود کام کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پولیس بھی اس فریڈ کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ وہ سرخ ڈائری مجھے دینا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کافی دیر تک ڈائری کی ورق گردانی کرتا رہا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے یورپی ملک بارینا اور پھر اس کے دارالحکومت گرینی کے رابطہ نمبر دے دیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"۔۔۔ چند لمحوں بعد آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران جانتا تھا کہ آپریٹر نے دونوں نمبر کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتائے ہوں گے اس لئے اس نے شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ اس کے بعد انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

"انکوائری پلیز"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مشینی تھا۔

"ہیگرڈ فوٹو اسٹوڈیو کا نمبر دیں"۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسی طرح مشینی لہجے میں نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیگرڈ فوٹو اسٹوڈیو"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ہیگرڈ سے بات کرائیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ ہیگرڈ بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لہجہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی ہے۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں کسی پرنس آف ڈھمپ کو نہیں جانتا"۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"کسے نہیں جانتے تم۔ پرنس کو یا ڈھمپ کو"۔۔۔ عمران نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"دونوں کو۔ سوری"۔۔۔ دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ سب کوئی کوڈ ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کسی کا دماغ خراب ہوتے دیر تو نہیں لگتی۔ اس ہیگرڈ کا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

"ہیگرڈ فوٹو اسٹوڈیو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوبارہ وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ہیگرڈ سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیگرڈ بول رہا ہوں"...... ہیگرڈ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا۔ کیا تمہیں یاد آ گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے جناب۔ آپ کون ہیں۔ پاکیشیا میں تو میرا ایک ہی دوست ہے علی عمران۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ پھر آپ بار بار کیوں مجھے تنگ کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے اس بار کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں علی عمران سے ملے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے"۔ عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آٹھ سال تو ہو گئے ہوں گے۔ کیوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہاری یادداشت کا اگر یہی حال رہا تو کسی روز یہ بھی بھول جاؤ گے کہ تمہاری بیوی شیلی کو فوت ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور علی عمران دو سال پہلے تمہاری بیوی کی تعزیت کے لئے تمہارے

سٹوڈیو آیا تھا اور اس نے تم سے پہلے اپنا تعارف پرنس آف ڈھمپ کے طور پر کرایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو تم علی عمران ہو۔ ویری بیڈ۔ تم سیدھی طرح کہو۔ اب مجھے کہاں یاد رہنا تھا پرنس آف ڈھمپ۔ خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا تم نے"...... ہیگرڈ نے اس بار مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں تو عمران سے ملے ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ سوری علی عمران۔ جب سے شیلی فوت ہوئی ہے میری یادداشت ہی غائب ہوتی جا رہی ہے۔ آئی ایم سوری۔ آج کیسے فون کیا ہے"...... اس بار ہیگرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گریٹی میں کنگارو ہوٹل کا چیف سپروائزر ہے فریڈ۔ سنا ہے کہ وہ ایکریمین ہے اور کافی بڑا گینگسٹر ہے۔ کیا واقعی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ درست سنا ہے تم نے"...... ہیگرڈ نے جواب دیا۔

"کیا تم سے بھی بڑا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ہیگرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم اپنا مسئلہ بتاؤ۔ خواہ مخواہ اپنی کال کا بل بڑھا رہے ہو"۔ ہیگرڈ نے کہا۔

"ارے۔ کیا مطلب۔ کیا اس کال کا بل مجھے ادا کرنا ہو گا"۔

عمران نے یکلخت انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر یہ فون تمہارا ہے تو ظاہر ہے تم نے ہی بل دینا ہے''۔ ہیگرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فون تو میرا ہے لیکن میں نے سنا تھا کہ یورپ نے بڑی ترقی کر لی ہے اور تمام یورپی ریاستیں اعلیٰ درجے کی ویلفیئر اسٹیس بن چکی ہیں اس لئے فون کرنے والے کی بجائے فون سننے والا اس کا بل ادا کر دیتا ہے''..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور ہیگرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلو تمہاری خاطر میں یہ بھی کر لوں گا۔ بل مجھے بھجوا دینا''۔ ہیگرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے کیوں میرا کباڑا کرانا چاہتے ہو۔ ہمارے ملک کے پوسٹ آفس حکام نے پوسٹ کے اخراجات اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ اگر میں نے بل تمہیں پوسٹ کے ذریعے بھیجا تو بل سے بھی زیادہ رقم اس پر خرچ ہو جائے گی''..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تو پھر تم بتاؤ کہ کس طرح یہ مسئلہ حل ہو گا''..... ہیگرڈ نے شاید زچ ہو کر کہا۔

''ایک ہی صورت ہے کہ تم پاکیشیا سے گریٹی تک اور پھر گریٹی سے پاکیشیا تک فلائٹ کی ٹکٹیں بک کرا دو۔ میرے فلیٹ سے ایئرپورٹ تک اور پھر واپسی پر ایئرپورٹ سے فلیٹ تک ٹیکسی کا

۔ یہ جو پٹرول کی موجودہ مہنگائی کے دوران ہوائی جہاز سے زیادہ ۔ چکا ہے ادا کر کے مجھے وہاں بلوا لو۔ میں بل دستی تمہیں دے ں گا''..... عمران نے کہا تو ہیگرڈ کافی دیر تک ہنستا رہا۔

''تم سے واقعی باتوں میں نہیں جیتا جا سکتا۔ اب بہت گپ شپ ی اس لئے اب میں بند کر رہا ہوں فون''..... ہیگرڈ نے کہا۔

''ارے۔ ابھی کہاں گپ شپ ہوئی ہے۔ ہمارے ملک میں تو تہار چھپتے ہیں کہ ساری رات اور سارا دن بس باتیں کرتے رہو''۔ ن نے کہا۔

''ایسے اشتہار کون دیتا ہے''..... ہیگرڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''موبائل فون کی کمپنیاں۔ ان کا بس چلے تو وہ دن اور رات ے گھنٹے بھی ڈبل کر دیں''..... عمران نے کہا تو ہیگرڈ ایک بار پھر س پڑا۔

''ہاں واقعی۔ اس لحاظ سے تو تم نے کوئی بات ہی نہیں کی لیکن ر میرے ضروری کام کا حرج ہو رہا ہے اس لئے میں فون بند کر ہوں''..... ہیگرڈ نے کہا۔

''یہ بار بار تم مجھے دھمکیاں کیوں دے رہے ہو۔ مانا کہ تم گریٹی ے بڑے گینگسٹر ہو۔ تم سے بڑا گینگسٹر اور کوئی نہیں حتیٰ کہ فریڈ بھی نہیں جس نے پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر احسان کو اس طرح غائب کرا دیا ہے کہ وہاں کی پولیس اسے اغوا کہہ رہی ہے جبکہ ہمارا آدمی بتا رہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنی مرضی سے فریڈ کی کار

میں بیٹھ کر ہوٹل کے فائر ڈور سے گئے ہیں۔ کہاں گئے ہیں اور کیوں گئے ہیں یہ فریڈ سے معلوم کرنا ہے یا کسی بھی اور ذرائع سے حتمی بات معلوم کرنی ہے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''یہ کب کی بات ہے''۔۔۔ اس بار ہیگرڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''دو روز پہلے کی''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لینا۔ میں تفصیل بتا دوں گا''۔۔۔ ہیگرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''آپ کے بھی نجانے کس کس ٹائپ کے لوگوں سے کس کس ٹائپ کے تعلقات ہیں''۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تعلقات جائز ہیں یا ناجائز''۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''لگتے تو جائز ہیں کیونکہ ہیگرڈ نے معاوضے کی بات ہی نہیں کی''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''معاوضہ وہ ضرور لیتا لیکن اب کیا کیا جائے کہ اس کی بیوی کی تعزیت کرنے ایشیا سے جانے والا میں اکیلا آدمی تھا اور ابھی اتنی شرم اس کی آنکھوں میں موجود ہے کہ وہ کم از کم مجھ سے معاوضہ طلب نہ کرے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی ایسی باتوں کو ذہن میں رکھتے ہیں جو بظاہر بہت

چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ان کے دور رس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ مغربی دنیا میں ایسی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''کہا یہی جاتا ہے لیکن وہاں بھی انسان بستے ہیں۔ وہ انسان جو جذبات رکھتے ہیں۔ وہاں بھی میاں بیوی میں مثالی محبت ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تعداد نسبتاً مشرقی دنیا سے کم ہے لیکن بہرحال وہاں بھی درد دل رکھنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں اور ہیگرڈ بھی ان لوگوں میں شامل ہے۔ وہ کریٹی کے بڑے گینگسٹروں میں سے ہے لیکن اس کے باوجود شیلی سے اس کی محبت مشرقی بلکہ جنون کی حد تک کہا جا سکتا ہے''۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اگر ڈاکٹر احسان اپنی مرضی سے گئے ہیں تو کیا پھر بھی ہم ان کے پیچھے جائیں گے یا صرف اغوا کی صورت میں ہم حرکت میں آئیں گے''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''سرداور کے مطابق یہ فارمولا پاکیشیا کا ہے اور اسے واپس آنا چاہئے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''لیکن یہ فارمولا ایجاد کردہ بھی تو ان کا ہے۔ اخلاقی طور پر حکومت پاکیشیا بھی ان سے فارمولا خرید سکتی ہے۔ جبراً نہیں لے سکتی اور اگر ڈاکٹر احسان کسی اور کو یہ فارمولا فروخت کرنا چاہتے ہیں

تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے'' ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اصولی بات تو واقعی یہی ہے لیکن یہ شہاب ثاقب جس سے یہ شعاع ایجاد ہوئی ہے پاکیشیا میں گرا تھا ایکریمیا میں نہیں اس لئے اس سے ہونے والے فائدے کو پاکیشیا میں ہی استعمال ہونا چاہئے۔ ایکریمیا کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ صرف دولت خرچ کر کے سب کچھ خود ہی سمیٹ لے'' عمران نے کہا اور اس بار بلیک زیرو نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا اور پھر دو گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر ہیگرڈ سے رابطہ کیا۔

''کیا رپورٹ ہے ہیگرڈ'' ۔۔۔ اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی سائنس دان فریڈ کے آدمیوں کے ساتھ اپنی رضامندی سے ایئر پورٹ گئے ہیں اور پھر وہاں موجود ایک آدمی کے ساتھ وہ ایکریمیا چلے گئے ہیں'' ۔۔۔ ہیگرڈ نے کہا۔

''کیا یہ معلومات حتمی ہیں'' ۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد حتمی'' ۔۔۔ ہیگرڈ نے جواب دیا۔

''کیا یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ فریڈ کو یہ ٹاسک کس نے دیا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ ڈاکٹر احسان کو ایکریمیا بھجوانا اور اسے باقاعدہ اغوا ظاہر کرنا'' ...... عمران نے کہا۔

''نہیں سوری۔ میں اس معمولی سی بات کے لئے فریڈ سے لڑنا نہیں چاہتا'' ...... ہیگرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

چلو یہ تو معلوم کر سکتے ہو کہ جس فلائٹ سے ڈاکٹر احسان گئے ہیں اس فلائٹ کی تفصیلات اور گرینی سے فلائٹ کا ٹائم اور ایکریمیا میں اس کی آخری منزل کہاں تھی'' عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو ایئر پورٹ حکام سے بھی معلوم کی جا سکتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کرنا۔ میں بتا دوں گا'' ۔ ہیگرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب بات طے ہو گئی کہ ڈاکٹر احسان کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ انہیں باقاعدہ ان کی مرضی سے ایکریمیا لے جایا گیا ہے۔ البتہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے اسے اغوا ظاہر کیا گیا ہے'' بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہ بات طے ہو گئی ہے کیونکہ ہیگرڈ جس مزاج کا آدمی ہے وہ اگر کسی بات کو حتمی کہتا ہے تو وہ واقعی حتمی ہو گی'' ۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر ہیگرڈ سے رابطہ کیا تو اس نے فلائٹ کی تفصیل بھی بتا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ اس فلائٹ کی آخری منزل ولنگٹن تھی اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''مارتھر بول رہا ہوں'' رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف فرام دی سائیڈ۔ سپیشل فون پر کال کرو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دوسرے فون پر کال آ گئی۔ یہ ایسا فون تھا جس پر ہونے والی بات چیت کسی طرح بھی چیک نہ ہو سکتی تھی اور چونکہ بات چیت ایکریمیا میں فارن ایجنٹ مارتھر سے ہونی تھی اور عمران سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر احسان کے اس معاملے کے پیچھے ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی کا ہاتھ ہو گا اس لئے اس نے فارن ایجنٹ کو سپیشل فون پر بات کرنے کے لئے کہا تھا۔

"چیف سپیکنگ"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ مارتھر بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک فلائٹ کی تفصیل نوٹ کرو جو گریٹی سے ونگٹن گئی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیگرڈ کی دی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"یس چیف۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے"۔۔۔ مارتھر نے جواب دیا۔

"اس فلائٹ سے ایک پاکیشیائی سائنس دان کو اس کی رضامندی سے گریٹی سے لے ونگٹن جایا گیا ہے۔ اس سائنس دان کا نام ڈاکٹر احسان ہے لیکن فلائٹ میں شاید نام بدل دیا گیا ہو۔ میں تمہیں اس کا حلیہ نوٹ کرا دیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فائل میں ڈاکٹر احسان کی تصویر کے مطابق اس نے ڈاکٹر احسان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"یس سر۔ نوٹ کر لیا ہے"۔۔۔ مارتھر نے کہا۔

"تم نے ونگٹن ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کرنی ہیں کہ اس حلیے کے آدمی کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ کیا تم معلوم کر سکو گے"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"یس سر"۔۔۔ مارتھر نے جواب دیا۔

"کیسے معلوم کرو گے جبکہ وہاں پوری دنیا سے ہر وقت سینکڑوں مسافر آتے رہتے ہیں اور ڈاکٹر احسان چونکہ اپنی مرضی سے گئے ہیں اس لئے لامحالہ وہ ٹیکسی کی بجائے کسی کی کار میں گئے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سر۔ یہاں پولیس نے ایسے معاملات سے نمٹنے کے لئے ایک طریقہ کار بنایا ہوا ہے اور ایئر پورٹ کے آؤٹ گیٹ پر باقاعدہ پولیس چیک پوسٹ ہے۔ ہر کار اور ہر ٹیکسی کا اندراج وہاں کیا جاتا ہے اور مسافروں اور انہیں لے جانے والوں کے نام و پتے بھی درج کئے جاتے ہیں تاکہ کسی بھی وقت ان اندراجات کی مدد سے چیکنگ کی جا سکے۔ گو لوگ بعض اوقات آئندہ کی منزل کے بارے میں درست نہیں بتاتے لیکن اس کار کا رجسٹریشن نمبر معلوم ہو جائے اور پھر اس کار کو تلاش کر کے آگے بڑھا جا سکتا ہے"۔۔۔ مارتھر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تمہاری کارکردگی واقعی قابل تحسین ہے۔ گڈ۔ کب تک یہ معلومات حاصل کر لو گے"۔۔۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں

کہا۔

''تھینک یو چیف۔ میں دو گھنٹے کے اندر یہ سب معلومات حاصل کر کے آپ کو سپیشل فون پر اطلاع دوں گا''...... مارتھر نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا کیا خیال تھا۔ اسے کیسے چیک کرنا چاہئے تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''بڑا آسان سا طریقہ تھا کہ ایئرپورٹ پر موجود کیمروں سے معلومات حاصل کر لی جاتیں۔ اس سے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ساتھ کون تھا۔ وہاں ان سے کون ملا تھا اور وہ کس سواری پر وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ چاہے پرائیویٹ کار میں یا ٹیکسی میں۔ دونوں صورتوں میں ریکارڈ موجود ہوتا ہے کیونکہ ایکریمیا کے بڑے بڑے ایئرپورٹس پر خفیہ کیمرے جہاز کی آمد سے لے کر مسافروں کے ایئرپورٹ کی حدود سے باہر جانے تک اور اسی طرح ایئرپورٹ کی حدود میں داخل ہونے والے آدمی کو اس کی پرواز تک مسلسل چیک کیا جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تو واقعی آسان طریقہ تھا۔ آپ نے بجائے مارتھر کو یہ آسان طریقہ بتانے کے اسے باقاعدہ شاباش دے دی''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''دوڑنے والے گھوڑے کو ہنٹر مارنے کی بجائے اگر تھپکی دی جائے تو وہ اور زیادہ پرجوش ہو جاتا ہے۔ مارتھر کی تعریف اب اسے

ید پرجوش بنا دے گی اور ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ مارتھر بہرحال یشیائی نہیں ہے ایکریمین ہے اس لئے اگر ایسے لوگوں کو تھپکی نہ ن جائے تو پھر ان کے ذہن میں تبدیلیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں''۔ مران نے کہا۔

''آپ کو تو باقاعدہ ماہر نفسیات ہونا چاہئے تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم نے ماہر نفسیات نجانے کس پیرائے میں کہا ہے ورنہ عام ے ماہر نفسیات کو پاگلوں کا ڈاکٹر کہتے ہیں اور اگر کسی کو یہ کہا ئے کہ تم کسی ماہر نفسیات سے علاج کراؤ تو وہ مرنے مارنے پر ل جاتا ہے کہ تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو۔ اب تم خود یہ سوچ لو کہ تمہاری پوزیشن کیا ہے۔ تم اس وقت میرے سامنے موجود ہو''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ عام رائے کے مطابق میں پاگل ہوں''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں نے تو یہ نہیں کہا۔ تم نے خود ہی ماہر نفسیات کہا ہے''۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو اس بار کافی دیر تک ہنستا رہا اور پھر اسی طرح مختلف باتوں میں دو گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا کہ سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''چیف فرام دس اینڈ''...... عمران نے کہا۔

''مارتھر بول رہا ہوں چیف۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں

ان کے مطابق ڈاکٹر احسان کو ولنگٹن ایئر پورٹ سے ہی ان لینڈ فلائٹ کے ذریعے ریاست بہاما لے جایا گیا ہے''۔۔۔ مارتھر نے جواب دیا تو عمران اور بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑے۔

''کیسے معلوم ہوا''۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ میں نے جب ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ اس حلیئے کا کوئی آدمی ایئر پورٹ سے باہر نہیں گیا جس پر میں نے ایئر پورٹ میں لگے ہوئے خفیہ کیمروں کے آپریٹر کو کچھ رقم دے کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر احسان اور ان کے ساتھ ایک آدمی ایئر پورٹ سے باہر جانے کی بجائے ایک ان لینڈ پرواز پر سوار ہو کر یہاں سے گئے ہیں تو میں نے ایئر پورٹ کے ریکارڈ سے جب معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ ان لینڈ فلائٹ کے ذریعے ریاست بہاما کے دارالحکومت بہاما گئے ہیں۔ ریکارڈ کے مطابق یہ بات حتمی ہے''۔۔۔ مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری بہاما میں ہے جہاں ڈاکٹر احسان کو لے جایا گیا ہے''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو یہی ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ انہیں واپس کیسے لایا جائے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا رکاوٹ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں

جائے گی اور وہاں سے انہیں واپس لے آئے گی''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''سیکرٹ سروس اغوا شدہ کو تو واپس لا سکتی ہے کیونکہ وہ تو خود ہی آنا چاہتے ہیں لیکن جو آدمی خود اپنی مرضی سے جائے وہ تو ہی نہیں آئے گا۔ اسے تو وہاں سے اغوا کر کے لانا پڑے گا''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ ہم انتظار کریں۔ فارمولا ابھی مکمل نہیں ہوا۔ جب فارمولا مکمل ہو جائے تو اس لیبارٹری کو تباہ کر کے فارمولا واپس لایا جائے اور ڈاکٹر احسان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ لیکن اس سے ایک مستقل دوڑ شروع ہو جائے گی۔ ایکریمین ایجنٹ اس فارمولے کے پیچھے یہاں آتے رہیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکریمیا جاتی رہے گی اس لئے یہ کوئی حل نہیں بلکہ یہ مستقل دردسر ہے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر دوسرا حل کیا ہے''۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''دوسرا حل یہ ہے کہ ڈاکٹر احسان کو خود ہی واپس آنے پر تیار کیا جائے اور اگر ایکریمیا انہیں واپس نہ آنے دے تو پھر وہاں کارروائی کی جائے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''لیکن وہ کیوں واپس آئیں گے۔ اگر انہوں نے واپس آنا ہوتا تو وہ جاتے ہی کیوں''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر اس کا ایک اور حل ہے''۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہ مشن وہ لوگ مکمل کریں جن کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہ ہو''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ ٹائیگر کا نام لینا چاہتے ہیں''۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ یہ مشن ٹائیگر کے بس کا نہیں ہے کیونکہ ایکریمیز کو معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سلسلے میں کام کرے گی اس لئے یقیناً زبردست اقدامات کئے گئے ہوں گے اور ان حفاظتی انتظامات کا خاتمہ کر کے مشن مکمل کرنا ٹائیگر کا کام نہیں ہے۔ یہ کام سیکرٹ سروس کا مکمل طور پر تربیت یافتہ رکن ہی کر سکتا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے لئے فور سٹارز سب سے بہتر رہیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ جولیا، صفدر اور ان کے دوسرے ساتھیوں کی بجائے اس اہم مشن پر فور سٹارز یعنی صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو کیوں بھجوانا چاہتے ہیں۔ کیا صفدر اور اس کے ساتھی آپ کے خیال کے مطابق اس مشن میں کامیاب نہیں رہیں گے اور دوسری بات یہ کہ یہ ٹھیک ہے کہ فورسٹارز بیرونی مشنوں میں بہت کم شریک ہوئے ہیں لیکن بہرحال وہ ایشیائی ہیں اور پھر خصوصی طور پر

ب آپ ساتھ ہوں گے تو کیسے انہیں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر سمجھ جائے گا''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''صدیقی اور اس کے ساتھی مستقل طور پر ایکریمین میک اپ میں ہوں گے اور ان کے لہجے میں خود درست کرا دوں گا۔ اس ح وہ سر تا پا ایکریمین ہی نظر آئیں گے اور جہاں تک جولیا اور فدر اور اس کے ساتھیوں کا تعلق ہے تو وہ بھی مشن پر جائیں گے۔ ن کے ساتھ میں ہوں گا لیکن ہمارا مشن دوسرا ہو گا۔ اصل مشن فورسٹارز بطور ایکریمین مکمل کریں گے۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ روس پر الزام ہی نہیں آئے گا اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ وہ مولا اور ڈاکٹر احسان کہاں گئے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''فورسٹارز کن کی طرف سے مشن مکمل کریں گے''۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''ورلڈ پیس آرگنائزیشن کی طرف سے۔ ان کا مقصد پوری دنیا و اسلحہ سے پاک کرنا ہے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب یا۔

''ایسا نہ ہو کہ اس نام کی واقعی کوئی تنظیم ہو''۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس نام کی تنظیم موجود ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر کانڈا میں ہے اور وگ ایسی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اور فورسٹارز کے پاس نہ ف ان کی طرف سے جاری کردہ کاغذات، موجود ہوں گے بلکہ

اگر چیکنگ کی گئی تو یہ کاغذات درست ثابت ہوں گے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ آپ نے لگتا ہے سارا انتظام کر لیا ہے“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”میں سوچ سمجھ کر بات کرتا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ سوچ اور سمجھ کا یہ عمل تیزی سے مکمل ہو جاتا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اور آپ کس طرف سے یہ مشن مکمل کریں گے“۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ مشن نہیں بلکہ اس سے ہٹ کر ایک دوسرا مشن۔ اور یہ مشن بہاما میں ہی مکمل ہو گا“۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہاما میں۔ لیکن یہ مشن کیا ہو گا۔ کیا آپ وہاں کوئی اور لیبارٹری تباہ کریں گے“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں یاد ہو گا کہ چند روز قبل اخبارات اور ٹی وی پر یہ خبر آئی تھی کہ فلسطینی ریڈ ایگل گروپ کے سیکنڈ چیف ولید عارفی کو ایکریمین ایجنٹوں نے گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا ہے اور ریڈ ایگل گروپ کے چیف ابوقاسم نے اس سلسلے میں سرسلطان کو فون کر کے ان سے درخواست کی تھی کہ ولید عارفی کو برآمد کرانے میں ان کی مدد کی جائے جس پر سرسلطان نے اسے میرا نمبر دے دیا۔ میری اس سے بات ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان کی

تحقیقات کے مطابق ولید عارفی کو ریاست بہاما پہنچایا گیا ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس سلسلے میں چیف سے رابطہ کر کے ولید عارفی کی برآمدگی کے لئے سیکرٹ سروس بھیجنے کی درخواست کروں گا“۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ بات چیت کب ہوئی ہے“۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”دو روز پہلے ہوئی تھی یہ بات“۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”تو اب اسے برآمد کرنے کا کیا فائدہ۔ اس سے تمام معلومات بھی حاصل کر لی گئی ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک بھی کر دیا گیا ہو“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے یہ بات ابوقاسم سے کی تھی تو ابوقاسم نے بتایا کہ ولید عارفی سپیشل مشن پر کام کرتا تھا۔ اس کا گروپ علیحدہ تھا۔ اس گروپ سے ہٹ کر باقی تنظیم اور تنظیم کے ٹھکانوں کے بارے میں اسے معلوم نہیں تھا اور ولید عارفی کی گرفتاری کے بعد اس سپیشل گروپ کو فوری طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا لیکن ولید عارفی ذاتی طور پر بے حد دلیر ہے۔ وہ بے حد سمجھ دار اور فلسطینی کاز کے لئے کامیاب کام کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے۔ اس کا زندہ واپس مل جانا فلسطین کے لئے بے حد مفید ثابت ہو گا“۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن وہ اسے زندہ کب رکھیں گے“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ ان کی مجبوری ہو گی کہ وہ اسے زندہ رکھیں کیونکہ ابوقاسم کے مطابق جب ولید عارفی کو گرفتار کیا گیا تھا تو وہ ذہنی طور پر ایک

مخصوص دورے میں مبتلا تھا۔ ایسا دورہ اسے سال میں دو تین بار پڑتا ہے۔ دورہ تو کچھ دیر بعد ختم ہو جاتا ہے لیکن ولید عارفی ذہنی طور پر اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ اسے بحال ہونے میں کم از کم ایک ماہ بلکہ پوری طرح ذہنی طور پر تندرست ہونے میں ڈیڑھ ماہ لگ جائے گا اور چونکہ ولید عارفی کو یہ دورہ اچانک پڑتا ہے اس لئے اس نے اس دورے کے بارے میں لکھ کر اپنی جیب میں رکھا ہوا ہے تاکہ اگر لوگ اسے کسی ہسپتال پہنچائیں تو ڈاکٹروں کو اس کے دورے کی نوعیت کا علم ہو سکے اس لئے لامحالہ جب اسے اغوا کیا گیا تو اس کی تلاشی کے دوران یہ تحریر پڑھ کر انہیں اس بارے میں معلوم ہو جائے گا اور وہ اس کے ذہنی طور پر پوری طرح تندرست ہونے کا انتظار کریں گے اس لئے سکوپ بن سکتا ہے کہ اسے زندہ برآمد کر لیا جائے''۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو آپ جولیا اور صفدر کے ساتھ ولید عارفی کی برآمدگی کے لئے کام کریں گے''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارے اسرائیلی مشنز میں فلسطینی ہمارے لئے اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں اس لئے ہم پر بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم بھی ان کے لئے کام کریں''۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ورزشی جسم اور طویل القامت آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ طویل القامت آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

''فاران سیکرٹری صاحب کی کال ہے جناب''۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''۔۔۔ طویل القامت آدمی نے کہا۔

''ہیلو''۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں کرنل رچرڈ بول رہا ہوں انچارج سیکشن ون''۔ کرنل رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل رچرڈ۔ فلسطینی ولید عارفی کی کیا پوزیشن ہے''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ اسے سپیشل ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ وہ وہاں

ماہر ڈاکٹروں کے زیر علاج ہے لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اسے پوری طرح صحت یاب ہونے میں ڈیڑھ دو ماہ لگ جائیں گے۔ اس کے بعد ہی وہ اس قابل ہو سکے گا کہ اس سے کوئی معلومات حاصل کی جائیں۔ اگر اس سے پہلے ایسی کوشش کی گئی تو اس کے ہلاک ہونے کا نوے فیصد اندیشہ ہے"..... کرنل رچرڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایکریمین ڈاکٹر اس قابل نہیں ہیں کہ جدید ترین شعاعوں اور ادویہ کے تحت اس کا فوری علاج کر سکیں"..... فارن سیکرٹری نے کہا۔

"اس موضوع پر میری ان سے بات ہوئی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ یہ بیماری ایسی ہے کہ اس کا اس سے زیادہ موثر علاج ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا"..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

"لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ فلسطین کے کسی گروپ لیڈر ابو قاسم نے ولید عارفی کی برآمدگی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید اس کے خلاف کام کرے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم اس کا علاج کرتے رہ جائیں اور وہ اسے واپس لے اڑیں"..... فارن سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اول تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ انہیں کسی طور پر

معلوم نہیں ہو سکتا کہ اسے بہاما لے جایا گیا ہے۔ وہ اسے ولنگٹن یا ہزارک میں تلاش کرتے رہیں گے اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو سنا ہے کہ اپنے ایک سائنس دان کو تلاش کرنے کے سلسلے میں ایکریمیا پہنچ رہی ہے اس لئے وہ دو مشنز پر تو بیک وقت کام نہیں کر سکتی"..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

"اپنے سائنس دان کو تلاش کرنے کے سلسلے میں۔ کیا مطلب"۔ فارن سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

"ان کا ایک اہم سائنس دان اپنی مرضی سے ایکریمیا آیا ہے اور وہ اپنے ساتھ ایک اہم فارمولا بھی لایا ہے۔ اس فارمولے اور سائنس دان کی واپسی کے لئے وہ لوگ ایکریمیا پہنچ رہے ہیں"۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

"کیا ان کے خلاف بھی آپ ہی کام کریں گے"..... فارن سیکرٹری نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ہو سکتا ہے کہ بلیک ایجنسی کا کوئی اور سیکشن کام کرے۔ ہم تو صرف بہاما میں ہی کام کرتے ہیں"..... کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ سائنس دان بہاما میں نہیں ہے۔ کہیں اور ہے"..... فارن سیکرٹری نے کہا۔

"وہ پہلے بہاما میں لایا گیا تھا اور اس نے بہاما کی ایک لیبارٹری میں کام کرنا تھا لیکن پھر چیف سیکرٹری صاحب نے اس سائنس دان

کے ساتھ ساتھ یہاں کی لیبارٹری میں کام کرنے والے باقی سائنس دانوں کو بھی یہاں سے بلوا کر کسی اور لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے جس کا علم صرف چیف سیکرٹری صاحب کو ہی ہے اور کسی کو نہیں ہے''۔ کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی یہ باتیں سن کر مجھے خاصا اطمینان ہوا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی گروپ ولید عارفی کی برآمدگی کے لئے کام بھی کرے گا تو بہاما نہیں آئے گا اور اگر آ بھی گیا تو پھر آپ اسے سنبھال لیں گے''۔۔۔ فارن سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن ایسی صورت میں اس فلسطینی کو ہسپتال سے نکال کر خفیہ جگہ رکھنا پڑے گا ورنہ وہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو پھر وہ آسانی سے ہسپتال پہنچ جائیں گے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے ہسپتال ہی چیک کرنے ہیں''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

''کیا ایسی کوئی جگہ ہے جہاں اس کا باقاعدہ علاج بھی ہو سکے اور وہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کوئی فلسطینی گروپ نہ پہنچ سکے''۔ فارن سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ ایسی بے شمار جگہیں ہیں''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

''ان میں آپ کی نظر میں سب سے اہم جگہ کون سی ہے''۔ فارن سیکرٹری نے کہا۔

''جناب۔ بہاما ریاست کی شمالی سرحد پر ایک ٹاؤن ہے جس کا نام کیرونا ٹاؤن ہے۔ یہاں قدیم دور کی پہاڑی سرنگیں ہیں جو

ہزاروں سال پرانی ہیں اور جہاں اس دور کے لوگ رہتے تھے اس لئے اس ٹاؤن میں سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں ہوٹل بھی ہیں اور کلب بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کا بھی انتہائی سخت انتظام ہے۔ پورے ٹاؤن کے گرد فصیل بنائی گئی ہے اور وہاں رہنے والے ہر آدمی کا کمپیوٹر ڈیٹا مین کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ وہاں جو سیاح بھی جاتے ہیں ان کا مکمل ڈیٹا بھی مین کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پورے ٹاؤن پر ایک مخصوص ریز کی مدد سے سب کی مسلسل چیکنگ ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ غاروں کے اندر بھی چیکنگ سپاٹ موجود ہیں۔ وہاں سیاحوں کے لئے ایک اعلیٰ درجے کا ہسپتال ہے جس کے نیچے اس ہسپتال کا خصوصی شعبہ ہے۔ یہ خصوصی شعبہ چونکہ اہم افراد کے علاج کے لئے مختص ہے اس لئے اس کو نہ صرف خفیہ رکھا جاتا ہے بلکہ اس کی ڈبل سیکورٹی رکھی گئی ہے اس لئے جناب اگر ولید عارفی کو اس خصوصی شعبے میں منتقل کر دیا جائے تو وہاں مکمل طور پر محفوظ رہے گا اور اگر آپ چیف کو حکم دے دیں تو میں اس وقت تک خود کیرونا ٹاؤن کی سیکورٹی سنبھال لوں جب تک یہ آدمی وہاں رہے گا۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس اول تو وہاں پہنچ ہی نہیں سکتی اگر پہنچ بھی جائے تو دوسرے لمحے چیک ہو کر ہلاک کر دی جائے گی''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ یہ بہت اچھا اور قطعی محفوظ پلان ہے۔ اس پر فوری عمل

ہونا چاہئے۔ میں تمہارے چیف کو احکامات دے دیتا ہوں۔ اب ولید عارفی کی سیکورٹی کی ذمہ داری تمہاری ہوگی‘‘۔۔ فارن سیکرٹری نے کہا۔

’’یس سر۔ آپ قطعی بے فکر ہو جائیں‘‘۔۔ کرنل رچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران نے کار اس کوٹھی کے سامنے روکی جسے فورسٹارز بطور ہیڈ کوارٹر استعمال کرتے تھے۔ اس نے دانش منزل سے صدیقی کو ٹرانسمیٹر کال کر کے فورسٹارز کو اس ہیڈکوارٹر میں فوری پہنچنے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ہی بتا دیا تھا کہ انہیں ایک خصوصی مشن پر ایکریمیا بھیجا جا رہا ہے اور عمران انہیں اس سلسلے میں بریف کرے گا۔ چنانچہ اس حکم کے بعد عمران نے تقریباً آدھا گھنٹہ مزید دانش منزل میں گزارا تا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی اس کوٹھی میں پہنچ جائیں۔ اس کے بعد وہ کار لے کر یہاں آ گیا تھا۔ اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور اس کوٹھی میں رہنے والا بوڑھا عمر دین باہر آ گیا۔ وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔

’’میرے علاوہ کوئی اور بھی یہاں پہنچا ہے یا نہیں‘‘۔۔ عمران نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

''سب آ چکے ہیں جناب۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں''۔۔۔ عمر دین نے سلام کر کے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ اندر پورچ میں چار کاریں موجود تھیں۔ عمران جیسے ہی کار روک کر نیچے اترا برآمدے کی سیڑھیوں پر کھڑے صدیقی اور اس کے ساتھی نیچے اتر کر عمران کی طرف بڑھے۔

''فورسٹارز اپنے ہیڈ سٹار کو خوش آمدید کہتے ہیں''۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب نے جاپانیوں کے سے انداز میں اپنے سر جھکا دیئے۔

''ہیڈ ماسٹر تو سنا تھا۔ اب ہیڈ سٹار بھی آ گئے ہیں میدان میں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ جب سے چیف کا فون ملا ہے کہ ہمیں ایکریمیا مشن پر بھیجا جا رہا ہے تو ہمارے دل بلیوں اچھل رہے ہیں۔ شکر ہے کہ چیف کو ہمارا خیال تو آیا''۔۔۔ چوہان نے کہا۔

''میں نے تو چیف کی بڑی منت کی تھی کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ بھیجا جائے لیکن چیف نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ اسے فورسٹارز پر مکمل اعتماد ہے کہ وہ تمہارے بغیر بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے اس لئے تمہارے دل تو مسرت سے بلیوں اچھل رہے ہیں جبکہ میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے''۔۔۔ عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کے پاس دل بھی موجود ہے ابھی تک۔ کمال ہے۔ یہ تو ہمارے لئے نئی خبر ہے''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ عمران کے نہ جانے کا انہوں نے شاید اس لئے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا کہ یقیناً عمران ایسا مذاق میں کہہ رہا ہے ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں بیرون ملک مشن پر بھیجا جائے اور سربراہی عمران نہ کر رہا ہو۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ عمر دین ٹرے میں چائے کے برتن رکھے اندر داخل ہوا۔

''ارے۔ اتنی جلدی چائے بنا بھی لی۔ تمہیں تو سلیمان کی جگہ میرے فلیٹ میں ہونا چاہئے''۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''جناب۔ یہ میں نے آپ کی آمد کی خبر سن کر پہلے ہی بنا لی تھی اور فلاسک میں رکھ لی تھی''۔۔۔ عمر دین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ پھر ٹھیک ہے''۔۔۔ عمران نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ صدیقی اور ساتھی بھی پہلے ہی کپ اٹھا چکے تھے اور عمر دین خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ سلیمان چائے بنا کر فلاسک میں تو رکھ سکتا ہے عمر دین کی طرح۔ پھر تو آپ کو شکایت نہیں رہے گی''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ سلیمان باورچی کم اور فلاسفر زیادہ

ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ فلاسک میں چائے ہوا بند ہو جاتی ہے اور ہوا بند چائے پینے سے میں بیمار ہو سکتا ہوں اس لئے فلاسک کی چائے بند''۔۔۔ عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہوا بند کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب''۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

''سلیمان کی فلاسفی ہے کہ فلاسک میں چائے اور کولر میں پانی اس طرح بند ہو جاتا ہے کہ تازہ ہوا اس تک نہیں پہنچتی جس طرح قدیم زمانے میں مٹی کے گھڑوں میں پانی تک ہوا پہنچتی رہتی تھی اور پانی تازہ اور صحت مند رہتا تھا۔ اب پانی یا چائے تک تازہ ہوا دوسرے الفاظ میں تازہ آکسیجن نہیں پہنچ سکتی اس لئے یہ صحت کے لئے مضر ہے''۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''بات تو سلیمان کی ٹھیک ہے عمران صاحب''۔۔۔ اس بار خاور نے کہا۔

''میری تو مجبوری ہے۔ تمہیں کیا مجبوری ہے''۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجبوری۔ کیا مطلب''۔۔۔ خاور نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

''میری تو مجبوری ہے کہ میں سلیمان کی فلاسفی کو درست سمجھوں ورنہ وہ اماں بی سے شکایت کر دیتا ہے اور اماں بی اپنی بھاری جوتی اٹھائے فلیٹ پر پہنچ جاتی ہیں اور پھر تمہیں معلوم ہے کہ بچانے والا کوئی نہیں ہوتا اور میرا سر کئی ہفتوں تک پلپلا رہتا ہے۔ تمہاری کیا

مجبوری ہے کہ تم سلیمان کی فلاسفی کو مان رہے ہو۔ یہ سب وہ جان بوجھ کر کہتا ہے ورنہ اب مٹی کا فلاسک تو بننے سے رہا''۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں بریف کرنا تھا''۔۔۔ صدیقی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''ایک تو یہ تمہارا چیف خود ہے ہی جادوگر کہ پوری دنیا سے چھپا ہے اور کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ نجانے کہاں سے اس نے غیبی ٹوپی حاصل کر لی ہے لیکن مجھے بھی اس نے جادوگر مشہور کر دیا ہے حالانکہ کہا جاتا ہے جادو برحق ہے لیکن جادو کرنے والا دوسرے لفظوں میں جادوگر کافر ہے''۔۔۔ عمران نے کہا تو سب ایک بار ہنس پڑے۔

''آپ کو کس نے جادوگر کہا ہے''۔۔۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے

''تم نے ابھی نہیں کہا کہ میں نے تمہیں بریف کرنا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ چھ فٹ کے لمبے تڑنگے چار انسانوں کو میں بے چارہ دبلا پتلا سا آدمی کیسے بریف یعنی مختصر، مطلب ہے کہ چھوٹا کر سکتا ہوں''۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب اس کی وضاحت سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

''آپ واقعی الفاظ کو اپنی مرضی سے گھما پھرا دیتے ہیں۔ میرا مطلب تھا کہ آپ نے ہمیں بیرونی مشن کے بارے میں بتانا تھا''۔

صدیقی نے کہا۔

''تم بھی نئے بن جاتے ہو صدیقی۔ عمران صاحب سے مس جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے آج تک کچھ نہیں معلوم کر سکے تو تم کیسے کر لو گے۔ ظاہر ہے عمران صاحب ہمارے ساتھ جائیں گے تو جب ان کی مرضی ہو گی بتا دیں گے''...... نعمانی نے کہا۔

''ارے۔ یہ بات نہیں جو تم کہہ رہے ہو۔ میں تو یہاں آیا ہی تمہیں بتانے کے لئے ہوں کیونکہ میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہا''۔ عمران نے کہا۔

''آپ ہمارے ساتھ نہیں جا رہے''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ کیونکہ میں مس جولیا، صفدر اور ان کی ٹیم کے ساتھ جا رہا ہوں اور ایسا چیف کے حکم سے ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف ہمیں اچھوت کیوں سمجھتا ہے''...... خاور نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم خاور''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو وہ چیف کی دل سے عزت کرتے تھے اور اس کے لئے اس طرح براہ راست اور کھلا منفی ریمارک پاس کرنا تو ایک طرف، سننا بھی وہ گوارہ نہ کرتے تھے جبکہ خاور نے کھلے عام یہ بات کر دی تھی۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ چیف نجانے کس مجبوری کے تحت ہمیں ایکریمیا مشن پر بھجوا رہا ہے لیکن اسے ہماری کامیابی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لئے اس نے آپ کو ہمارے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔ شاید اس کی نظر میں ہماری کامیابی یا ناکامی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے''...... خاور نے ایسے کھل کر بات کر دی جیسے وہ صدیوں سے چیف کے خلاف بھرا بیٹھا ہو۔

''یہ بات نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا بات ہے''...... خاور نے کہا۔

''چیف کو تم پر اعتماد ہے۔ جولیا اور صفدر گروپ پر نہیں۔ تم یقین کرو۔ میں نے چیف سے کہا کہ مجھے تمہارے ساتھ بھیج دیں لیکن چیف نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اسے سو فیصد یقین ہے کہ صدیقی اور اس کے ساتھی اپنے مشن میں کامیاب لوٹیں گے جبکہ صفدر گروپ کے ساتھ میرا جانا اس لئے ضروری ہے کہ تنویر بعض اوقات آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتا ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل سوچتے زیادہ اور عمل کم کرتے ہیں اور جولیا جذباتی ہو جاتی ہے۔ ان سب کو بیلنس کرنے اور کنٹرول کرنے کے لئے میرا ان کے ساتھ جانا ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر یہ بات ہے تو آئی ایم رئیلی سوری عمران صاحب''۔ خاور نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا دو علیحدہ علیحدہ مشن درپیش ہیں"۔ صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر احسان والے مسئلے کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی فلسطینی رہنما ولید عارفی کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا۔

"دونوں مشن بہاما میں ہیں"۔ خاور نے پوچھا۔

"ہاں۔ فی الحال تو یہی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر احسان بھی بہاما کی کسی لیبارٹری میں ہے اور ولید عارفی کو بھی وہیں کسی ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔ اب یہ دونوں ہی علیحدہ علیحدہ لیکن اہم مشن ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دونوں مشنز پر کام کرنا ہے۔ تمہارا چیف تو مجھ سے بھی زیادہ گہرا غوطہ کھا کر سچے موتی نکال لاتا ہے۔ اب دیکھو اس نے مجھے تمہارے ساتھ اس لئے نہیں بھیجا کہ ایک تو اسے تم پر اعتماد ہے۔ دوسرا پوری دنیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بدنام زمانہ میں ہوں اس لئے میرے ساتھی خودبخود سیکرٹ سروس کے ممبر سمجھے جاتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ فلسطینیوں کو یہ بات بتانا بھی مقصود ہے کہ ولید عارفی کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کام کیا ہے کسی چھوٹی ایجنسی نے نہیں اور وہاں بھی میری موجودگی ضروری ہے۔ اگر میں وہاں نہیں ہوں گا تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ پاکیشیائی حکام نے سیکرٹ سروس کی بجائے کسی دوسری چھوٹی ایجنسی کو بھجوا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہارے چیف کے ذہن

میں بھی مستقبل کا نقشہ موجود ہے۔ بظاہر یہ شو کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو اغوا کر کے لے جایا گیا ہے اور یہ اغوا بھی یورپی ملک نے کرایا ہے تاکہ ایکریمیا سامنے نہ آئے لیکن اصل بات جو تمہارے چیف کو معلوم ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ ڈاکٹر احسان اپنی مرضی سے گیا ہے۔ اب اگر ڈاکٹر احسان کو اس کی مرضی کے بغیر واپس پاکیشیا بلایا گیا تو لامحالہ وہ خود بھی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ دوسرا ایکریمین ایجنٹ بھی اسے واپس لے جانے کے لئے یہاں مسلسل آتے رہیں گے اور ایکریمیا کے پاس ایجنٹوں کی کمی نہیں ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کے ایجنٹ صرف ڈاکٹر احسان کو واپس لے جانے کے لئے یہاں آئیں۔ وہ ساتھ ساتھ انتقامی کارروائی بھی کر سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر احسان کو وہیں ختم کر دیا جائے اور صرف وہ اہم فارمولا واپس لایا جائے تو پھر ایک بھیانک کھیل شروع ہو جائے گا۔ ایکریمیا اس فارمولے کے لئے پہلے ہی پاگل ہو رہا ہے۔ وہ مسلسل پاکیشیا سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہے گا اور ہم اسے روکنے کے لئے اور اگر وہ فارمولا لے جائے گا تو ہم اس کے پیچھے جائیں گے"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ یہ باتیں تو ہمارے ذہن میں نہیں آئیں۔ بہت گہری باتیں ہیں"۔ صدیقی نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے چیف نے اس بار نئی حکمت عملی ترتیب دی ہے۔

فور سٹارز ڈاکٹر احسان کیس پر کام کریں گے لیکن بطور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نہیں بلکہ ورلڈ پیس آرگنائزیشن کے نمائندوں کے طور پر۔ یہ بین الاقوامی تنظیم ہے جو پوری دنیا میں کام کر رہی ہے تاکہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایسے ہتھیار اور فارمولے تلف کر دیئے جائیں جن سے عالمی امن کو خطرہ ہو۔ یہ بنیادی طور پر ایکریمیا کے لوگوں نے بنائی ہے اور اب اس میں پوری دنیا کے لوگ شامل ہیں۔ پہلے چیف کا خیال تھا کہ تم سب پر مستقل ایکریمین میک اپ کر دیا جائے اور تم ایکریمین زبان اور لہجے میں ہی وہاں بات کرو اور کام کرو لیکن پھر چیف نے یہ ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اسے یہ خطرہ تھا کہ کسی بھی طرح کے معمولی سے فرق سے بھی اصل معاملہ سامنے آ سکتا ہے اور ساری سکیم تلپٹ ہو سکتی ہے جبکہ ایشیائی لوگ بھی اس تنظیم میں کام کرتے ہیں اور ایکریمیا کو بھی اس کا علم ہے اس لئے تم کافرستان کے ہمسایہ ملک ناپال کے افراد بن کر وہاں کام کرو گے۔ ناپالی زبان تمہیں نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد ضرور ناپال میں رہتے تھے اور پھر تمہارے آباؤ اجداد ایکریمیا منتقل ہو گئے اور تم پیدا ہی ایکریمیا میں ہوئے ہو۔ اس کے باوجود تم بہرحال ناپالی ہو اور تمہیں اس پر فخر بھی ہے''۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ناپالی ہونا ضروری ہے۔ ہم کافرستانی بھی تو ہو سکتے ہیں''۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ وہ اس لئے کہ کافرستان کے ایک گروپ کو کئی سال پہلے ایکریمیا میں پکڑا گیا تھا اور حکومت کافرستان نے اس پر حکومت ایکریمیا سے معافی مانگی اور خود ہی کافرستان میں کارروائی کر کے وہاں کی ساری تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں تک کو ختم کر دیا گیا تھا جبکہ ناپال میں ایسا نہیں ہوا''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ ناپال کے لوگوں کے قد وقامت چھوٹے ہوتے ہیں جبکہ ہم میں سے کسی کا قد بھی چھ فٹ سے کم نہیں ہے''۔ خاور نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ تمہاری یہ بات قابل غور ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کروں گا۔ تم کافرستانی بن جاؤ۔ وہاں ہر قسم کے قد وقامت کے لوگ موجود ہیں''۔۔۔ عمران نے خاور کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہمیں کب روانہ ہونا ہے''۔۔۔ صدیقی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''دو تین روز کے اندر تمہارے کاغذات وغیرہ تیار ہو جائیں گے اور تمہیں آگے بڑھنے کے لئے لائن آف ایکشن بھی دے دی جائے گی۔ اس کے بعد تمہارا کام ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ چیف صاحب کا ہماری طرف

سے شکریہ ادا کر دیں۔ انہوں نے ہم پر اعتماد کر کے ہمیں سرخرو کیا ہے۔ ہم بھی انشاء اللہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس لوٹیں گے“...... صدیقی نے کہا۔

”اوکے۔ اب مجھے اجازت تاکہ میں چیف کو کہہ کر تمہاری قومیت تبدیل کرا دوں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد عمران کار میں سوار ہو کر واپس دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ایکریمیا کی ریاست بہاما کے دارالحکومت جس کا نام بھی بہاما ہی تھا کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا، بڑی سی دفتری میز کے سامنے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے نہ صرف سر کے بال سرخ تھے بلکہ اس کی بھنوؤں اور مونچھوں کے بالوں کا رنگ بھی سرخ تھا۔ ان کے ساتھ اس کا سرخ و سفید رنگ مل کر دیکھنے والے کو یہ محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے چہرے پر شعلے سے لپک رہے ہوں۔ آنکھوں میں سختی اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ چہرے کی جلد چکنی ہونے کی بجائے اس قدر سخت تھی کہ دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا چہرہ گوشت پوست کی بجائے سخت چٹانوں سے تراشا گیا ہو۔ وہ اپنے سامنے موجود ایک فائل پر جھکا ہوا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ایک جدید ساخت کے فون کی مخصوص

گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہیگرڈ بول رہا ہوں''۔۔۔۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔

''لارڈ ایلسن فرام دس سائیڈ''۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو ہیگرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔۔ اس بار ہیگرڈ کا لہجہ پہلے کی نسبت نرم اور قدرے مؤدبانہ تھا۔

''ایک اہم مشن درپیش ہے۔ میرے پاس آ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہیگرڈ نے رسیور رکھا، فائل بند کر کے اس نے میز کی دراز میں رکھ کر اسے لاک کیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے فون کے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''میں ہیڈکوارٹر جا رہا ہوں''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کی زرد رنگ کی جدید ماڈل کی شاندار سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ ایکریمیا کا دارالحکومت ولنگٹن تھا اور یہاں کی سڑکوں پر ہر

ت کاروں کا ہجوم نظر آتا تھا۔ لیکن ٹریفک کے انتظامات اور قوانین
ے تھے کہ حادثات کی شرح بے حد کم تھی۔ ہیگرڈ کا تعلق ایکریمیا
ن ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے تھا۔ اس ایجنسی کا تعلق براہ راست
کریمیا کے صدر سے تھا۔ اس ایجنسی کو پی ون کہا جاتا تھا اور لارڈ
سن اس کا چیف تھا جبکہ ہیگرڈ اس ایجنسی کا سپر ایجنٹ تھا۔ ہیگرڈ
ن فائل اس کے شاندار کارناموں سے بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی
۔ پی ون کو جب بھی کوئی ایسا مشن ملتا جو لارڈ ایلسن کی نظروں
یں سخت ہوتا تھا تو اس کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ یہ مشن ہیگرڈ کے
ے لگا دے کیونکہ ہیگرڈ آج تک کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔
ن کا نام ہی ہمیشہ کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔ وہ بہترین لڑاکا،
بردست نشانے باز اور ذہین آدمی تھا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا البتہ
ن کی ایک گرل فرینڈ نیٹی تھی جو اس کے ساتھ ہی کام کرتی تھی
یکن ان دنوں وہ اپنے آبائی گاؤں گئی ہوئی تھی جہاں اس کی ماں
ی رہتی۔ اس کا آبائی گاؤں ولنگٹن سے چار ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر
یے اور ریاست ڈیزائٹ میں تھا۔ نیٹی بھی پی ون کی سپر ایجنٹ
تی۔ وہ جسمانی طور پر چاق و چوبند اور ذہنی طور پر بھی بے حد
ز طر تھی۔ ہیگرڈ کی کامیابیوں میں اس کا بھی خاصا بڑا ہاتھ تھا۔ یہی
جہ تھی کہ ہیگرڈ بھی اس کے بغیر کسی مشن پر کام نہ کر سکتا تھا۔ ہیگرڈ
ی رہائش ایک رہائشی کالونی میں تھی جہاں وہ اپنی پرسنل سیکرٹری اور
چار دوسرے ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ پرسنل سیکرٹری صبح آٹھ

بجے آتی تھی اور شام چھ بجے واپس چلی جاتی تھی۔ باقی چار ملازم مستقل کوٹھی میں ہی رہتے تھے۔ نیٹی اس کالونی کی ایک اور کوٹھی میں رہتی تھی۔ اس کے پاس دو مسلح دربان اور دو گھریلو ملازم تھے۔ ایکریمیا اور خاص طور پر ولنگٹن میں ملازم رکھنا بے حد مہنگا پڑتا تھا لیکن ان ملازموں کے تمام واجبات چونکہ ایجنسی برداشت کرتی تھی اس لئے ان دونوں کے پاس چار چار ملازم تھے۔ ہیگرڈ کار میں بیٹھا مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ جو مشن اس کے ذمے لگایا جا رہا ہے اس میں اسے نیٹی کے بغیر اکیلے ہی کام کرنا پڑے گا اور اسے اس خیال سے ہی کوفت ہو رہی تھی کیونکہ نیٹی کے ساتھ کا وہ ایک لحاظ سے عادی ہو چکا تھا۔ پھر اس نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ اگر کوئی ایمرجنسی مسئلہ نہ ہوا تو وہ انتظار کر لے گا اور جب نیٹی واپس آئے گی تو پھر کام کا آغاز کرے گا۔ لارڈ ایلسن کی محل نما کوٹھی امراء کی ایک کالونی میں تھی۔ وہاں ساری کوٹھیاں ہی محل نما بنی ہوئی تھیں لیکن لارڈ ایلسن کی کوٹھی ان سب سے نمایاں تھی۔ کوٹھی کا نام ایلسن ولا تھا اور پھر تھوڑی بعد اسے کوٹھی کے اندر ایک آفس نما کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر چشمہ موجود تھا۔ اس کے بھاری اور پھولے ہوئے چہرے پر کسی معصوم بچے جیسی معصومیت نظر آ رہی تھی۔ لارڈ ایلسن کا چہرہ دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اسے اس دنیا کی ہوا تک نہ لگی ہو لیکن ہیگرڈ جانتا تھا کہ ایسا نہیں

ہے۔ لارڈ ایلسن انتہائی ذہین اور شاطر آدمی تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی حد تک بے رحم اور سفاک آدمی تھا۔ کسی انسان کو ہلاک کرنا اس کے لئے ایسے ہی تھا جیسے کسی ضرر رساں کیڑے کو بوٹ سے کچل دینا۔

''بیٹھو ہیگرڈ''.... لارڈ ایلسن نے ہیگرڈ کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ہیگرڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جو مشن تمہیں دیا جا رہا ہے یہ انتہائی خطرناک ہے''.... لارڈ ایلسن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو دیئے ہی خطرناک مشن جاتے ہیں چیف''.... ہیگرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لارڈ ایلسن بے اختیار مسکرا دیا۔

''اسے تم خطرناک ترین سمجھو''.... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا''.... ہیگرڈ نے بڑے نیازمندانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''.... لارڈ ایلسن نے کہا تو ہیگرڈ بے اختیار ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔

''بہت اچھی طرح جانتا ہوں چیف۔ خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے بھیڑ کے بچے جیسے معصوم لیکن بھیڑیئے سے بھی زیادہ خطرناک اور شاطر عمران کو تو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں چیف کہ اگر اس بار مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

خلاف ہے تو مجھے حقیقتاً بے حد مسرت ہو گی''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم کسی ذاتی انتقام کے جوش میں بول رہے ہو''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ایکریمیا کی بلیک ایجنسی میں تھا کہ مجھے ایک بین الاقوامی مشن پر اس عمران کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ تمام مشن میں نے مکمل کیا لیکن عین آخری لمحے میں اس عمران نے مجھے ایسا اُلو بنایا کہ مشن کا ہیرو وہ بن گیا اور میں ہاتھ ملتا رہ گیا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے اندر قدیم قبائلی خون دوڑ رہا ہے اس لئے جب تک میں اس عمران سے انتقام نہیں لے لوں گا تب تک میرے اندر جلنے والی آگ ٹھنڈی نہیں ہو گی''...... ہیگرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس بار یہ مشن پی ون نے بطور چیلنج لیا ہے ورنہ چیف سیکرٹری صاحب اسے بلیک ایجنسی کو دے رہے تھے''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''مشن کیا ہے چیف''...... ہیگرڈ نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایکریمیا میں ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کرنا''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''یہ لوگ ایکریمیا آ رہے ہیں۔ کہاں اور کب''...... ہیگرڈ نے چونک کر پوچھا۔

''یہ تو معلوم نہیں ہے۔ یہ ہم نے خود ہی معلوم کرنا ہے۔ میں

تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ پھر اس پر تفصیلی بات ہو گی''۔ لارڈ ایلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... ہیگرڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں ایک سائنس دان تھا جس کا نام ڈاکٹر احسان ہے۔ اس نے ایک انتہائی اہم فارمولا ایجاد کیا ہے اور پھر وہ پاکیشیا میں اس فارمولے پر اپنے طور پر کام کر رہا تھا کہ ایکریمیا کو اس بارے میں معلوم ہوا تو اس نے ڈاکٹر احسان سے رابطہ کیا۔ اس نے خطیر رقم اور شاندار مفادات کے عوض فارمولے سمیت پاکیشیا سے ایکریمیا آ کر اس فارمولے پر کام کرنے اور اس ایجاد کو ایکریمیا کے حوالے کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی لیکن ایکریمیا چونکہ اس لئے فرنٹ پر نہ آنا چاہتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ڈاکٹر احسان کے پیچھے یہاں پہنچ جائے گی۔ چنانچہ ایک یورپی ملک میں ایک سائنسی کانفرنس منعقد کرائی گئی اس میں ڈاکٹر احسان شامل ہوا اور پھر بظاہر ڈاکٹر احسان کو وہاں سے اغوا کر لیا گیا جبکہ ڈاکٹر احسان اپنی مرضی سے وہاں سے ایکریمیا پہنچ گیا۔ یہاں اسے بلیک ایجنسی کی تحویل میں دے دیا گیا اور بلیک ایجنسی نے اسے بہاما میں ایک خفیہ لیبارٹری میں پہنچا دیا لیکن پھر اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر احسان اور اس کے فارمولے کو واپس لانے کے لئے ایکریمیا آنے کے لئے پر تول رہی ہے۔ اسے نجانے کس طرح معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر احسان کو اغوا کر کے ایکریمیا لے جایا گیا ہے۔ اس

اطلاع پر ایکریمیا کے چیف سیکرٹری صاحب نے ایک اور اقدام کیا ہے کہ بہاما لیبارٹری کے تمام سائنس دانوں کو ڈاکٹر احسان سمیت کسی اور گمنام لیبارٹری میں شفٹ کر دیا ہے۔ اس لیبارٹری کے بارے میں صرف چیف سیکرٹری صاحب کو علم ہے۔ یہ تبدیلی فوج کے ذریعے کرائی گئی ہے اور اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے''...... لارڈ ایلسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب مشن کیا ہے''...... ہیگرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ تو یقینی بات ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر احسان کے پیچھے آئے گی اور جیسا کہ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس معاملے کو ان لوگوں سے جتنا بھی خفیہ رکھا جائے وہ اسے کسی نہ کسی طرح ٹریس کر لیتے ہیں اس لئے لامحالہ انہیں بہاما کی لیبارٹری کا علم ہو جائے گا اور وہ یہاں آئیں گے۔ اس کے بعد چونکہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر احسان کہاں ہے اس لئے انہیں بھی معلوم نہ ہو سکے گا اور ہم نے انہیں ٹریس کر کے ختم کرنا ہے چاہے یہاں ولنگٹن میں کریں یا بہاما میں کریں۔ چیف سیکرٹری صاحب یہ مشن بلیک ایجنسی کو دینا چاہتے تھے کیونکہ بہاما میں بلیک ایجنسی کا ایک ٹاپ سیکشن موجود ہے جس کا چیف کرنل رچرڈ ہے لیکن پھر ایک اور مشن سامنے آ گیا اس لئے کرنل رچرڈ کو وہ مشن سونپ دیا گیا اور یہ مشن ہمیں دے دیا گیا''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''وہ کون سا مشن ہے۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی زیادہ اہم مشن ہے''...... ہیگرڈ نے چونک کر پوچھا۔

''اس مشن کے بارے میں جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق ایک فلسطینی لیڈر کو اغوا کر کے بہاما لایا گیا ہے لیکن یہ آدمی ذہنی طور پر بیمار ہے۔ اسے ٹھیک ہونے اور اس سے تفصیلی معلومات کے حصول کے لئے ڈاکٹروں کو اس کا ایک ڈیڑھ ماہ علاج کرنا ہوگا اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ فلسطینی سربراہوں نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی ہے کہ اس فلسطینی لیڈر کو واپس لانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرے اور حکومت پاکیشیا نے ان کی درخواست قبول کر لی ہے۔ یہ لیڈر یہاں بہاما میں کسی خفیہ مقام پر ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک ایجنسی کے کرنل رچرڈ کو سونپی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جب ایکریمیا آئے گی تو اس کے پاس دو مشن ہوں گے یا دوسری صورت یہ ہو گی کہ اس کے گروپ بھی دو ہوں گے جن میں سے ایک نے ڈاکٹر احسان پر کام کرنا ہے جبکہ دوسرے گروپ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''باس۔ میں عمران کو جانتا ہوں۔ وہ بے حد شاطر آدمی ہے اس لئے وہ بیک وقت دونوں مشنز پر کام کرے گا اور چونکہ دونوں مشنز کے لئے انہیں بہاما آنا پڑے گا اس لئے وہ اکٹھے ہی کام کریں گے''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''جیسے بھی ہو۔ ہمیں بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے''...... لارڈ ایلسن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں بہاما میں رہ کر ان کا انتظار کرنا چاہئے''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''ہاں۔ اس سروس کے بارے میں جو معلومات میں نے حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور ادھر ادھر وقت ضائع کرنے کی بجائے سیدھے ٹارگٹ کی طرف بڑھتے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کسی بھی راستے سے ولنگٹن پہنچیں لیکن یہ وہاں رکے بغیر سیدھے بہاما جائیں گے اس لئے ہمیں اپنی چیکنگ بہاما میں کرنی ہوگی ورنہ ہم انہیں تلاش کرتے رہ جائیں گے اور وہ اپنا مشن پورا کر لیں گے''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''چیف۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں''۔ ہیگرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی اہم اور سنجیدہ معاملہ ہے''...... لارڈ ایلسن نے کہا۔

''ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس وقت ڈاکٹر احسان کہاں ہے کیونکہ جیسے آپ نے کہا ہے یہ لوگ ہر وہ راز جان لیتے ہیں جو ان سے چھپایا جاتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر لیں اور ہم یہاں ان کا انتظار کرتے رہ جائیں اور یہ وہاں پہنچ کر

پنا کام کر جائیں''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے یہ بات کی تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر صاف جواب دے دیا کہ سوائے ان کی ذات کے اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے اور چونکہ یہ فارمولا ایکریمیا کے دفاع کے لئے اس قدر اہم ہے کہ وہ اسے کسی صورت بھی اوپن نہیں کرنا چاہتے۔ میرے اصرار کرنے پر انہوں نے صرف اتنا ہی بتایا ہے کہ دوسری خفیہ لیبارٹری جہاں ان سائنس دانوں کو لے جایا گیا ہے وہ بھی ریاست بہاما میں ہی ہے اور بس''...... لارڈ ایلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو اس کا آسانی سے کھوج لگایا جا سکتا ہے''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''کیسے''...... لارڈ ایلسن نے چونک کر پوچھا۔

''سیکرٹری ڈیفنس یا سیکرٹری وزارت سائنس کے ساتھ ساتھ یہاں کی لوکل حکومت کو بھی اس کا علم ہوگا۔ اس کے علاوہ ولنگٹن میں ایسی کمپنیاں ہوں گی جو ان سائنسی لیبارٹریوں کو ضروری سامان سپلائی کرتی ہوں گی۔ ان سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... ہیگرڈ نے کہا تو لارڈ ایلسن بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عام سی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ میں نے تم سے پہلے اپنے ذاتی تجسس کی وجہ سے اس انداز میں کام کیا۔ تو مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں بہاما میں چار لیبارٹریاں

ہیں اور یہ چاروں ڈیفنس سیکرٹری کے تحت ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی پاکیشیائی سائنس دان نہیں ہے۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ ایک لیبارٹری بھی ایسی نہیں ہے جس کا تعلق صرف چیف سیکرٹری صاحب سے ہو اور اس کے لئے تمام سپلائی بھی چیف سیکرٹری کے ذریعے آتی ہو اس لئے تم اس معاملے کو رہنے دو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اگر اسے تلاش کر بھی کر لیا تب بھی وہ بہانا تو آئے گی۔ تم اسے ٹریس کر کے ختم کرنے کی پلاننگ کرو''۔۔۔۔ لارڈ ایلسن نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ لیکن کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ہم پاکیشیا میں کسی گروپ کی خدمات حاصل کر لیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کی وہاں سے روانگی کی باقاعدہ اطلاع دے دے۔ اس طرح ہمیں بے حد آسانی رہے گی''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے کہا۔

''میں نے اس کا انتظام بھی کر لیا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہوں اور ضروری نہیں کہ وہ براہ راست پاکیشیا سے ولنگٹن پہنچیں۔ وہ بے حد شاطر لوگ ہیں اس لئے ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ وہ پاکیشیا سے کافرستان جائیں اور پھر وہاں سے یہاں پہنچ جائیں اس لئے تم صرف انتظار مت کرو۔ اپنا کام جاری رکھو''۔۔۔۔ لارڈ ایلسن نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اس سروس کا خاتمہ پی ون کے ہاتھوں ہی ہوگا''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ مجھے حالات سے ساتھ ساتھ باخبر رکھنا''۔۔۔۔ لارڈ یلسن نے سامنے رکھی ہوئی فائل پر دستخط کر کے فائل بند کی اور پھر سے اٹھا کر ہیگرڈ کے سامنے رکھ دیا۔

''یس سر''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر فائل اٹھا کر اس نے سلام کیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس ن کار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار چلانے کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل ایسی پلاننگ سوچنے میں مصروف تھا جس کی مدد سے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے ہلاک کر سکے لیکن کوٹھی پہنچنے تک اسے کوئی بات سمجھ نہ آئی۔ کوٹھی کے اندر بنے ہوئے اپنے آفس میں وہ پہنچا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل میز پر رکھی ہی تھی کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے کہا۔

''باس۔ آپ کی عدم موجودگی میں نیٹی کی کال آئی تھی۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ولنگٹن پہنچنے والی ہیں۔ آپ کو بتا دیا جائے''۔ ہیگرڈ کی پرسنل سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے''۔۔۔۔ ہیگرڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے وہی فائل کھول لی جو لارڈ ایلسن نے دی تھی۔ کافی دیر تک وہ فائل اس انداز میں پڑھتا رہا جیسے اسے حفظ کر لینا چاہتا ہو۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اور ہاتھ بڑھا

کر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بہاما میں چیلنٹن کلب کے جنرل منیجر راڈرک سے میری بات کراؤ''...... ہیگرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''راڈرک لائن پر ہے باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... ہیگرڈ نے کہا۔ راڈرک بہاما میں پی ون کا انچارج تھا اور وہاں اس کا پورا سیٹ اپ موجود تھا۔

''ہیلو۔ راڈرک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''ہیگرڈ بول رہا ہوں چیف ایجنٹ''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ کوئی خاص حکم''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہمیں چیف نے بہاما کے لئے ایک اہم مشن سونپا ہے۔ تمہارا وہاں سیٹ اپ ہے اس لئے ظاہر ہے تمہیں وہاں ہماری مدد کرنا ہو گی''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''مجھے چیف نے پہلے ہی اس معاملے میں بریف کر دیا ہے۔ میں اور میرے تمام آدمی آپ کے ماتحت کام کرنے کو اعزاز سمجھیں

گے جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہیگرڈ کے سخت چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

''وہاں ہمارے لئے ایک کوٹھی کا بندوبست کرو۔ ہم وہاں پہنچنے سے پہلے تم سے رابطہ کر لیں گے''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سب کچھ ہو جائے گا''...... راڈرک نے کہا۔

''اوکے''...... ہیگرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے نیٹی کا انتظار تھا تاکہ اس کے ساتھ مل کر بہاما میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایسا جال بچھایا جائے کہ وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی جھولی میں آ گرے۔

صدیقی اپنے ساتھیوں نعمانی، چوہان اور خاور کے ساتھ ولنگٹن پہنچ چکا تھا۔ ولنگٹن میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کلارک نے ان کے لئے ایک رہائشی کالونی میں رہائشی کوٹھی کا بندوبست کر دیا تھا اور اس بارے میں انہیں چیف نے خود فون کر کے اطلاع دے دی تھی اس لئے وہ ولنگٹن ایئر پورٹ سے باہر آ کر بجائے ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں جانے کے بس کے ذریعے سفر کر کے وہاں پہنچے تھے۔ کوٹھی پر ایک آدمی جیکسن موجود تھا جسے چیف کا لفظ کہا گیا تو اس نے کوٹھی کھول دی۔ کوٹھی اچھی خاصی تھی۔ اس میں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ جیکسن نے انہیں بتایا تھا کہ وہ اچھا باورچی بھی ہے اس لئے وہ اسے بتا دیں کہ وہ رات کو کیا کھانا پسند کریں گے تو وہ ان کے لئے لذیذ کھانا بھی تیار کر لے گا اور پھر صدیقی نے اسے کھانے کا مختصر سا مینو بتا دیا۔ البتہ انہوں نے اسے فوری طور پر ہاٹ کافی دینے کا کہہ دیا تھا اور جیکسن نے واقعی انہیں جو کافی سرو کی تھی وہ بے حد اچھی تیار کی گئی تھی اور اب وہ سب سٹنگ روم میں بیٹھے گھونٹ گھونٹ کر کے کافی سپ کر رہے تھے۔

''صدیقی۔ جب ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو بہاما شفٹ کر دیا گیا ہے تو ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے۔ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کریں گے۔ بہاما تو یہاں سے سینکڑوں میل دور ہے''۔۔۔ خاور نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے خاور۔ لیکن بہاما میں بہرحال ڈاکٹر احسان کسی سڑک پر نہ بیٹھا ہوگا اور نہ ہی اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی بورڈ کسی سڑک پر نصب ہو گا۔ ویسے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خوف اتنا ہے کہ لامحالہ انہوں نے پہلے تو اسے خفیہ رکھنے کی مقدور بھر کوشش کی ہو گی اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیک کرنے کے لئے اور ہلاک کرنے کے لئے تمام انتظامات مکمل کر رکھے ہوں گے''۔۔۔۔ صدیقی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا ہم یہاں بیٹھے رہیں گے''۔۔۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے خاور۔ ہم یہاں بیٹھنے کے لئے نہیں آئے لیکن ہمیں عمران صاحب کے انداز میں کام کرنا ہو گا۔ تب ہی کامیابی ہمارے قدم چومے گی''۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

''عمران صاحب کی طرح۔ کیا مطلب۔ اگر چیف نے عمران کے سٹائل میں کام کرانا ہوتا تو وہ عمران کو ہمارے ساتھ بھیج دیتا''۔ خاور نے کہا۔

'' میں نے جو تجزیہ کیا ہے اس کے مطابق عمران صاحب کی کامیابی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ ایکشن میں آنے سے پہلے ٹارگٹ متعین کرتے ہیں اور پھر وہ ٹارگٹ کی طرف بڑھتے ہیں۔ وہ اندھیرے میں لاٹھیاں چلانے کے قائل نہیں ہیں اور ہم نے بھی یہی طریقہ اختیار کرنا ہے''..... صدیقی نے کہا۔

''لیکن ہم تو ورلڈ پیس آرگنائزیشن کے لوگ ہیں۔ ہمارے پاس ان کے تمام کاغذات موجود ہیں''..... اس بار نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ورلڈ پیس آرگنائزیشن ان کی حاکم تنظیم نہیں ہے کہ وہ ہمارا نام سن کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ورلڈ پیس آرگنائزیشن بھی ان کی نظروں میں ان کی سائنسی ترقی کی مخالف تنظیم ہے اس لئے وہ اس کے آدمیوں کو ہلاک کرنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہچکچائیں گے۔ اس لئے ہمیں بہرحال اسی انداز میں کام کرنا ہے جیسے ہم سیکرٹ سروس کے انداز میں کام کرتے ہیں''..... صدیقی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جیگر بول رہا ہوں''..... صدیقی نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کلارک بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''..... صدیقی نے پوچھا۔

''یہاں ولنگٹن میں ایک سرکاری خفیہ تنظیم ہے جس کا نام پی ون ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے خلاف پی ون کو آگے لایا گیا ہے اور پی ون کا سپر ایجنٹ ہیگرڈ اور اس کی فرینڈ نینی دونوں بہاما شفٹ ہو گئے ہیں''..... کلارک نے کہا۔

''ہو گئے ہوں گے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس لیبارٹری کا کچھ پتہ چلا جہاں ڈاکٹر احسان موجود ہے''..... صدیقی نے کہا۔

''نہیں جناب۔ البتہ یہ پتہ چلا ہے کہ یہاں ولنگٹن میں ایک معروف گینگسٹر ہے جوہن۔ وہ یہاں ایک بدنام کلب ازابل کا مالک ہے اور منیجر بھی۔ وہ انتہائی خطرناک قسم کا خود بھی غنڈہ ہے اور اس کے پاس غنڈوں کا پورا گروپ ہے۔ اس جوہن کو یہاں ولنگٹن میں آپ کو ٹریس کرنے اور ہلاک کرنے کا ٹاسک حکومت ایکریمیا کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہاں بہاما میں جتنی بھی چھوٹی بڑی لیبارٹریاں ہیں ان سب کو سپلائی جوہن ہی کرتا ہے اس لئے جوہن کو یقیناً اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم ہو گا جہاں ڈاکٹر احسان کو رکھا گیا ہے''..... کلارک نے کہا۔

''کیسے معلوم ہو گا''..... صدیقی نے پوچھا۔

''جناب۔ یہاں سپلائی کے ساتھ ساتھ ہر لیبارٹری کی سیکورٹی کا سیٹ اپ بھی اسی کا ہوتا ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب کا خیال ہے کہ ایسے لوگ زیادہ اچھے انداز میں سیکورٹی کر سکتے ہیں۔ اس طرح اس کا رابطہ بھی لیبارٹری سے مسلسل رہتا ہے اور وہاں ہونے والی معمولی سی تبدیلی بھی اس کے نوٹس میں آ جاتی ہے''.... کلارک نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے کلارک کہ سرکاری سائنسی لیبارٹری کی سیکورٹی بدمعاشوں کے حوالے کر دی جائے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''۔ صدیقی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ سیکورٹی پر بدمعاش ہوتے ہیں۔ وہاں سیکورٹی کے باقاعدہ تربیت یافتہ افراد بھی ہیں لیکن یہ سب بھی جوہن کے ماتحت ہیں۔ اس نے اس کام کے لئے علیحدہ تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کا نام اس نے ریڈ سرکل رکھا ہوا ہے اور بہاما میں تمام لیبارٹریوں کی سیکورٹی ریڈ سرکل کے پاس ہے''۔ کلارک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اس جوہن یا اس کے کسی خاص آدمی سے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ایسے لوگ تو دولت کے پجاری ہوتے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ بہت بڑا گینگسٹر ہے اور اس کا اپنے آدمیوں پر بے حد کنٹرول ہے۔ اس کا کوئی آدمی اس کے خلاف منہ سے

...پ بھی نہیں نکال سکتا اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ لڑنا تو ایک ...ف کھل کر سامنے بھی نہیں آ سکتا ورنہ میں یہاں کام ہی نہیں کر ... اور میرا یہ کام بھی نہیں ہے''.... کلارک نے جواب دیتے ...وئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم یہ کام کر لیں گے لیکن پھر ہمیں فوراً یہاں سے ...نا پڑے گا اس کے لئے کیا انتظامات کر سکتے ہو''.... صدیقی نے ...ہا۔

''آپ کہیں تو چارٹرڈ فلائٹ تیار کرائی جا سکتی ہے''.... کلارک نے کہا۔

''بہاما جانے کے لئے نہیں بلکہ بہاما کی ہمسایہ ریاست ڈارٹ کے لئے فلائٹ چارٹرڈ کرا لینا اور تم نے خود بھی ایئر پورٹ پر رہنا ہے۔ ہم اس جوہن سے مل کر سیدھے ایئر پورٹ پہنچیں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں''.... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا بات ہوئی۔ میری تو سمجھ میں نہیں آئی''.... نعمانی نے پوچھا۔

''بڑی سیدھی اور صاف بات ہے۔ نجانے کیوں تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ جس لیبارٹری میں ڈاکٹر احسان موجود ہے اس کا علم یہاں کے ازابل کلب کے مینجر جوہن کو ہو سکتا ہے کیونکہ جوہن بہاما

کی تمام لیبارٹریوں کی سیکورٹی اور سپلائی خود ہی کرتا ہے۔ لامحالہ اس کے تعلقات سیکرٹری سائنس سے ہوں گے ورنہ کسی گینگسٹر کو اس حد تک نہیں لے جایا جاتا۔ اس جوہن سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر احسان اس وقت کس لیبارٹری میں ہے۔ یہ طے ہونے کے بعد ہم پوری قوت سے اس لیبارٹری پر چڑھ دوڑیں گے''..... صدیقی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم اجنبی جا کر اطمینان سے اس جوہن سے مل لیں گے اور وہ ہمیں فوراً ساری تفصیل بتا دے گا''۔ خاور نے کہا۔

''ہمیں زبردستی کرنا پڑے گی۔ یہ بات تو طے ہے۔ ایسے لوگ آسانی سے کہاں قابو میں آتے ہیں''..... صدیقی نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا سوچ کر کلارک کو طیارہ چارٹرڈ کرانے اور ایئر پورٹ پر پہنچنے کا کہہ دیا ہے''..... نعمانی نے کہا۔

''ظاہر ہے جب زبردستی ہی کرنی ہے تو پھر دیر کیوں لگائی جائے''..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری لائن آف ایکشن ٹھیک ہے صدیقی۔ لیکن تم نے جوہن کے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے۔ وہ نہ ہی اوپن ہوتا ہوگا اور نہ عام لوگوں سے ملتا ہوگا اور نہ ہی ہم ازابل کلب میں گولیاں چلا کر اس جوہن تک پہنچ سکیں گے۔ ہمیں اس معاملے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا''..... چوہان نے کہا۔

''جبکہ میرا خیال ہے کہ ہم بس ان پر چڑھ دوڑیں اور نتائج حاصل کر کے آگے نکل جائیں ورنہ ہم بیٹھے سوچتے ہی رہ جائیں گے''..... صدیقی نے کہا۔

''جوہن لامحالہ کسی جگہ رہتا ہوگا۔ دن رات کلب میں تو نہیں رہتا ہوگا۔ اگر ہم کلب کی بجائے اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں تو زیادہ آسانی سے کام ہو سکتا ہے''..... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے اس بارے میں کلارک سے بات کرنا ہوگی''..... صدیقی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جیگر بول رہا ہوں''..... صدیقی نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ کلارک بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس جوہن کی رہائش گاہ کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے''۔ صدیقی نے پوچھا۔

''یس سر۔ سب جانتے ہیں کہ وہ رائل پارک میں ایک قلعہ نما شاندار اور وسیع محل نما عمارت میں رہتا ہے جس کی حفاظت شاید فوجی چھاؤنی سے بھی زیادہ کی جاتی ہے اور وہاں وہ کسی سے کوئی ملاقات نہیں کرتا۔ ویسے تو وہ ملاقاتیں کلب میں بھی نہیں کرتا لیکن کوئی خاص آدمی ہو تو مل بھی لیتا ہے لیکن اپنی رہائش گاہ پر تو وہ ایکریمیا کے صدر سے بھی ملاقات نہیں کرتا''..... کلارک نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی کوٹھی کا نام کیا ہے'' ..... صدیقی نے پوچھا۔

''جوہن پیلس جناب'' ..... کلارک نے جواب دیا۔

''وہ کلب سے گھر اور گھر سے کلب کس طرح آتا جاتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی قافلہ کاروں کا چلتا ہے یا کیا صورت ہوتی ہے'' ..... صدیقی نے پوچھا۔

''سنا ہے کہ اس کے پیلس کے بہت سے خفیہ راستے ہیں۔ اسی طرح اس کے کلب کے بھی اس لئے آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح کلب پہنچتا ہے اور کس طرح باہر جاتا ہے۔ بس اچانک وہ کلب میں اپنے آفس میں بیٹھا نظر آتا ہے اور پھر اچانک غائب ہو جاتا ہے تو پھر یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ گھر چلا گیا ہے''۔ کلارک نے جواب دیا۔

''گڈ۔ واقعی یہ جوہن بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ بہرحال تم نے ڈارٹ کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرایا ہے یا نہیں'' ..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بتایا نہیں کہ کب روانہ ہونا ہے'' ..... کلارک نے کہا۔

''اب سے تین چار گھنٹوں بعد ہم ایئر پورٹ پہنچ جائیں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ حکم کی تعمیل ہو گی اور میں خود بھی وہاں

موجود ہوں گا'' ..... کلارک نے کہا۔

''اوکے'' ..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز'' ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی نسوانی آواز سنائی دی۔

''ازابل کلب کا نمبر دیں'' ..... صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور صدیقی نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ازابل کلب'' ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مینجر سے بات کرائیں۔ میں لارڈ کراؤن بول رہا ہوں''۔ صدیقی نے لہجے کو بھاری کرتے ہوئے کہا۔

''مینجر صاحب موجود نہیں ہیں۔ آپ اسسٹنٹ مینجر مارٹن سے بات کر لیں جناب'' ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مارٹن بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر ازابل کلب'' ..... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد سی آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری ٹو لارڈ کراؤن بول رہا ہوں'' ..... صدیقی نے خود ہی آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''لارڈ کراؤن۔ کہاں سے بات کر رہے ہیں آپ'' ..... مارٹن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لارڈ صاحب ولنگٹن میں موجود ہیں۔ وہ پوری دنیا میں جوئے خانوں اور کلبوں کی چین بنانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ سطح پر انہیں بتایا گیا ہے کہ آپ کے کلب کے جنرل مینجر جناب جوہن انہیں بہترین انداز میں گائیڈ کر سکتے ہیں۔ کیا ان سے لارڈ صاحب کی ملاقات ہو سکتی ہے'' ..... صدیقی نے کہا۔

''سوری جناب۔ وہ ایکریمیا کے صدر سے ملاقات نہیں کرتے کسی لارڈ سے وہ کہاں ملاقات کر سکتے ہیں'' ..... دوسری طرف سے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پھر آپ سے تو ملاقات ہو سکتی ہے۔ آپ کو آپ کے وقت کا بہترین معاوضہ بھی دیا جائے گا'' ..... صدیقی نے کہا۔

''کلب میں تو میں بے حد مصروف رہتا ہوں جناب اس لئے یہاں تو ملاقات ممکن نہیں ہے البتہ میں دو گھنٹوں کے لئے ریسٹ کرنے اپنی رہائش گاہ پر جاتا ہوں۔ وہاں ملاقات ہو سکتی ہے بشرطیکہ لارڈ صاحب ان دو گھنٹوں کی قیمت ادا کر سکیں۔ زیادہ نہیں صرف ایک لاکھ ڈالر'' ..... مارٹن نے کہا۔

''لارڈ صاحب اپنے ساتھ تعاون کی صورت میں ایک لاکھ تو کیا دو لاکھ ڈالر بھی ادا کر سکتے ہیں۔ لارڈ صاحب کے لئے دو چار لاکھ ڈالروں کی کیا حیثیت ہے'' ..... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور

ن کے ساتھی جو لاؤڈر پر دوسری طرف کی آواز بھی سن رہے تھے ب اختیار مسکرا دیئے۔

''میں تو لارڈ صاحب کا خادم ہوں۔ میں ان سے مکمل تعاون روں گا'' ..... دو لاکھ ڈالر کا سنتے ہیں مارٹن خوشامد پر اتر آیا تھا۔

''آپ اپنی رہائش گاہ کا ایڈریس اور وقت بتا دیں'' ..... صدیقی نے کہا۔

''رائل سیلوٹ کالونی۔ کوٹھی نمبر ڈبل فائیو۔ میں ایک گھنٹے بعد یں ملوں گا۔ لارڈ صاحب کے ساتھ کتنے افراد ہوں گے''۔ مارٹن نے پوچھا۔

''لارڈ صاحب کا سٹاف، ایک سیکرٹری اور دو گارڈ'' ..... صدیقی نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تشریف لے آئیں۔ میں ان کا منتظر رہوں گا''۔ ن نے کہا تو صدیقی نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''اس مارٹن سے کیا معلوم ہو گا'' ..... نعمانی نے پوچھا۔

''میرے خیال میں یہ آدمی اس جوہن سے بھی زیادہ جانتا ہو گا ینکہ جوہن تو صرف احکامات دینے تک ہی محدود ہو گا جبکہ عملی کام ہی مارٹن کراتا ہو گا اور کلب کی نسبت اس کی رہائش گاہ پر زیادہ ے انداز میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں'' ..... صدیقی نے کہا ب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بہاما کی ہمسایہ ریاست ڈارٹ کے سرحدی شہر ٹساڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں جولیا، صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک خصوصی فلائٹ کے ذریعے پاکیشیا سے ولنگٹن اور پھر ولنگٹن سے یہاں پہنچے تھے اور عمران سمیت سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔

''عمران صاحب۔ اس وقت ہم سب اپنے اصل چہروں میں ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''صفدر۔ تم ہم میں سے سب سے زیادہ ذہین آدمی ہو۔ اس کے باوجود تم بعض اوقات بچوں جیسے سوال کرنا شروع کر دیتے ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگ گئی تھی۔

''یہ تم کس انداز میں بات کر رہے ہو۔ کیا بچوں جیسا سوال کیا ہے میں نے''...... صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غصہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کیپٹن شکیل نے تمہیں بچہ کہا ہے تو تمہیں اس اعزاز پر خوش ہونا چاہئے''...... عمران نے کیپٹن شکیل کے بولنے سے پہلے کہا تو صفدر کے چہرے پر مزید غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''پلیز۔ آپ خاموش رہیں عمران صاحب۔ مجھے کیپٹن شکیل سے بات کر لینے دیں''...... صفدر نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ آپ نے کیا کہہ دیا ہے کہ بچہ کہلوایا جانا اعزاز کی بات ہے''...... اس بار صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گریٹ لینڈ کا ایک بڑا شاعر گزرا ہے اس کا نام وڈز ورتھ تھا۔ اس نے یہ تھیوری پیش کی ہے کہ بچہ آدمی کا باپ ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ بچہ معصوم ہوتا ہے اور معصومیت کی وجہ سے وہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے۔ یہ جیسے جیسے بڑا ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے دنیاوی آلائشیں اس میں شامل ہوتی جاتی ہیں اور اس کی معصومیت ختم ہوتی جاتی ہے اس لئے بچہ کہلوانا اعزاز کی بات ہے اور صفدر الٹا غصہ کھا رہا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو سوائے صفدر کے باقی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''آئی ایم سوری صفدر۔ اگر میری بات تمہیں بری لگی ہے تو میں

معذرت خواہ ہوں۔ ویسے میں نے یہ الفاظ بے تکلفی کی وجہ سے کہہ دیئے ہیں۔ آئی ایم رئیلی سوری"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے صفدر کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اوکے۔ آئی ایم سو سوری۔ یہ بتاؤ کہ تم کہنا کیا چاہتے تھے"۔۔۔۔صفدر نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہیں معلوم تو ہے کہ اگر عمران صاحب اپنا اور ہمارا میک اپ کئے بغیر کسی مشن پر جاتے ہیں تو ان کا مقصد دوسروں کی نظریں اپنے آپ پر مرکوز کرانا ہوتا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن اس بار ہمارا مشن ایک فلسطینی رہنما کو یہودیوں سے رہا کرانا ہے۔ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے اصل مشن کچھ اور ہے اور اس پر کوئی اور لوگ کام کر رہے ہیں جبکہ ہمیں صرف اس لئے سامنے لایا جا رہا ہے تاکہ مخالفوں کی نظریں ہم پر مرکوز رہیں اور اصل مشن دوسرے لوگ مکمل کر لیں۔ اس لئے عمران صاحب سمیت ہم سب اصل چہروں میں ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ البتہ عمران بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

"گڈ شو کیپٹن شکیل۔ تم واقعی ذہانت میں ہم سب سے آگے

ہو۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی"۔۔۔ صفدر نے بڑے کھلے دل سے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ جولیا سے ذہانت میں کوئی آگے نہیں ہے۔ تم بے شک ہم میں صالحہ کو بھی شامل کر لو۔ تنویر تو ہے ہی شامل۔ البتہ جولیا کو مت شامل کرو۔ یہ میری درخواست ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا تو خیال ہے کہ کیپٹن شکیل ذہانت میں تم سے بھی آگے ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے تو تنویر بھی آگے ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم واقعی احمق ہو"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تم بغیر واقعی کے احمق ہو۔ بس فرق اتنا ہے"۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے جو تجزیہ کیا ہے وہ یقیناً درست ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ اصل مشن کیا ہے اور کیا صدیقی اور اس کے ساتھی دوسرا مشن مکمل کر رہے ہیں یا کوئی اور"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"صدیقی اور اس کے ساتھی میرا مطلب ہے فور سٹارز۔ وہ ایک مشن پر کام تو کر رہے ہیں لیکن وہ کوئی ایسا مشن نہیں ہے جسے اصل

مشن کہا جائے''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''ان کا مشن کیا ہے''۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

''پاکیشیا کے ایک سائنس دان ہیں ڈاکٹر احسان۔ ان کے بارے میں پہلے اطلاع ملی کہ انہیں ایک یورپی ملک میں منعقد ہونے والی سائنس کانفرنس سے جبراً اغوا کر لیا گیا ہے لیکن تمہارے چیف نے جب اس بارے میں معلومات حاصل کیں تو حتمی بات یہ سامنے آئی کہ ڈاکٹر احسان کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ اغوا کا ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ اصل میں ڈاکٹر احسان خود اپنی رضامندی سے ایکریمیا گئے ہیں۔ ان کے پاس ایک فارمولا تھا جس کا نام سارنیم ہے۔ وہ یہ فارمولا ایکریمیا کے لئے ایکریمیا میں رہ کر تیار کرنا چاہتے ہیں۔ سارنیم جس ٹائپ کا فارمولا ہے ایسی مشینری اور لیبارٹری ابھی پاکیشیا میں نہیں بن سکیں اس لئے پاکیشیا کے لئے فوری طور پر یہ فارمولا بے کار ہے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس فارمولے پر شوگران کے ساتھ مل کر کام کیا جائے لیکن فوری طور پر ایسا بھی ممکن نہیں ہے جس پر فیصلہ کیا گیا کہ ڈاکٹر احسان کو پاکیشیا سے غداری کی سزا دی جائے اور سارنیم فارمولا واپس پاکیشیا لایا جائے۔ ڈاکٹر احسان کو اس یورپی ملک سے پہلے ٹینشن لایا گیا اور پھر وہاں سے ریاست بہاما پہنچا دیا گیا۔ ریاست بہاما میں وہ کسی لیبارٹری میں ہوں گے اور یقیناً ایکریمین حکام کا خیال ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کرے گی۔ اس لئے انہوں نے ان کے لئے انتہائی

سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے جبکہ اصل مشن فلسطینی رہنما ولید عارفی کی برآمدگی ہے کیونکہ فلسطینیوں نے پاکیشیا کے لئے اور خصوصاً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بے حد کام کیا ہے اس لئے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فرض بنتا ہے کہ اس معاملے میں وہ فلسطینیوں کی مدد کرے۔ اس لئے تمہارے چیف نے اصل مشن ولید عارفی کی واپسی کو قرار دیا ہے اور اپنی اے ٹیم کو اس مشن پر بھیجا ہے جبکہ ڈاکٹر احسان والے مشن کو سیکنڈ گریڈ قرار دیتے ہوئے بی ٹیم کو اس کے خلاف کام کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ویسے دونوں مشن ریاست بہاما میں ہی مکمل ہوں گے''۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے ٹیم کو اے اور بی میں کیوں بانٹ دیا ہے۔ خبردار جو آئندہ ایسی بات کی۔ صدیقی اور اس کے ساتھی ہمارے ساتھی ہیں اور بس''۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چلو تم بی ٹیم بن جاؤ۔ میرا کیا جاتا ہے''۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر ایسا ہو گیا تو آپ صدیقی اور اس کے ساتھیوں والی بی ٹیم کے سربراہ بن جائیں گے کیونکہ آپ بی ٹیم کے ساتھ کام کرنے کے عادی نہیں ہیں''۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا کوئی اے اور بی نہیں ہے۔ جہاں جولیا وہاں میں کیونکہ

جولیا کے بغیر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں ادھورا ہوں" عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت گہری سرخی سی پھیل گئی جبکہ صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"فضول باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ تم خاموش ہی رہا کرو"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے اب تک خاموش رہ کر کون سا تیر مار لیا ہے۔ رات کو تارے گنتے رہتے ہو اور دن میں کاریں" عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کاریں۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ یہ کاریں گننے کا کیا قصہ ہے" صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ اس نے خواہ مخواہ میری ایک بات پکڑ لی ہے۔ ایک بار میں اپنے فلیٹ کی بالکونی میں خالی الذہن بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پلازہ میں آنے جانے والی کاریں گننا شروع کر دیں۔ اتنے میں عمران آ گیا اور مجھ سے غلطی ہو گئی کہ اس کے پوچھنے پر کہ میں یہاں بیٹھا کیا کر رہا ہوں تو میں نے اسے بتا دیا کہ کاریں گن رہا ہوں۔ تب سے اس نے میری یہ بات پکڑ لی ہے" تنویر نے خود ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ بہت گپ شپ ہو گئی ہے۔ اب مشن پر بھی کوئی حتمی بات ہو جائے" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے ایک کال کا انتظار ہے۔ وہ آ جائے پھر بات کریں گے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ عام سی گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"آپ کے لئے لانڈ کی کال ہے" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لانڈ بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ پرنس بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے" عمران نے کہا۔

"جناب۔ آپ کو ڈبل فیس دینا ہو گی کیونکہ ہمیں فوری معلومات کے حصول کے لئے بے پناہ اخراجات کرنے پڑے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سوری۔ جو طے ہوا ہے وہی ہو گا ورنہ آپ یہ معلومات اپنے پاس رکھیں۔ ہم کسی اور ذرائع سے معلومات حاصل کر لیں گے"۔ عمران نے روکھے اور کھردرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ جو معلومات ہم نے حاصل کی ہیں وہ کوئی اور حاصل

نہیں کر سکتا۔ چلیں۔ آپ ففٹی پرسنٹ اضافہ کر دیں''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ کر دیں گے۔ بولیں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کریں اور اس پر ڈائریکٹ فون کریں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کرائیں نوٹ''۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''پہلے تو کبھی آپ اس طرح سخت نہیں ہوئے۔ کوئی خاص وجہ ہوئی''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''یہ لوگ بے حد لالچی ہیں۔ جس نے ان کی ٹپ دی ہے اس نے بھی یہ بات پہلے ہی بتا دی تھی لیکن ساتھ ہی یہ گارنٹی بھی دی تھی کہ جس قدر حتمی معلومات یہ لوگ حاصل کر سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا اس لئے مجھے تھوڑی سی سختی کرنا پڑی اور تم نے دیکھا کہ وہ ففٹی پرسنٹ پر آ گیا''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر لائڈ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں تک دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا

گیا۔

''یس''۔۔۔ لائڈ کی ہی آواز سنائی دی لیکن اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔

''پرنس بول رہا ہوں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''پرنس۔ بہاما ریاست کی شمالی سرحد پر کیرونا ٹاؤن ہے۔ وہاں قدیم دور کی پہاڑی سرنگیں ہیں جو ہزاروں سال پرانی ہیں۔ ان سرنگوں کے اندر کہیں ایک سپیشل ہسپتال موجود ہے۔ اس ہسپتال میں فلسطینی رہنما ولید عارفی کو پہنچایا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا علاج ہونا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس ہسپتال کی حفاظت کے لئے بلیک ایجنسی کے سیکشن ون کے انچارج کرنل رچرڈ کو تعینات کیا گیا ہے''۔ لائڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سرنگوں میں ہسپتال کا کیا مطلب ہوا مسٹر لائڈ''۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سرنگوں کے ذریعے اس ہسپتال تک پہنچا جا سکتا ہے۔ یہ ہسپتال زیر زمین اور خفیہ ہے اور یہاں صرف ان لوگوں کو لایا جاتا ہے جن کی حفاظت اعلیٰ سطح پر کی جاتی ہے۔ ویسے عام طور پر اس ہسپتال میں فوج کے ٹاپ رینک آفیسرز کو ہی لایا جاتا ہے۔ اسے انتہائی محفوظ ہسپتال سمجھا جاتا ہے''۔۔۔ لائڈ نے کہا۔

''کتنی سرنگیں ہیں وہاں''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ کچھ چھوٹی اور کچھ طویل اور

کچھ آگے جا کر بند ہو جاتی ہیں۔ کچھ آگے جا کر پہاڑیوں میں نکلتی ہیں۔ یہ سب سرنگیں آثار قدیمہ سمجھی جاتی ہیں کیونکہ یہ قدرتی نہیں ہیں بلکہ انسانی ہاتھوں سے بنائی گئی ہیں لیکن انہیں نامعلوم تاریخ میں بنایا گیا ہے۔ پوری دنیا سے سیاح ان سرنگوں کو دیکھنے کیرونا ٹاؤن آتے رہتے ہیں اس لئے کیرونا ٹاؤن خاصا بڑا ٹاؤن بھی ہے اور وہاں ہر وقت سیاحوں کا رش لگا رہتا ہے۔ وہاں کلب، ہوٹل، کیسینو اور سب ضروریات موجود ہیں۔ وہاں تک پختہ سڑک ہے اور ٹریفک کا رش رہتا ہے''۔۔۔ لائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل رچرڈ کی رہائش کہاں ہے''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''اس ہسپتال کے اندر''۔۔۔ لائڈ نے جواب دیا۔

''اور ہسپتال کہاں ہے''۔۔۔ عمران نے برجستہ پوچھا۔

''پہاڑوں کے اندر زیر زمین ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سی سرنگ سے راستہ جاتا ہے''۔۔۔ لائڈ نے کہا۔

''یہ ہسپتال ہے تو اس میں مریضوں کو لے جایا جاتا ہوگا جو ظاہر ہے ایمبولینسوں کے ذریعے لے جائے جاتے ہوں گے۔ ادویات اور دیگر میڈیکل کا سامان بھی سپلائی کیا جاتا ہوگا۔ ڈاکٹرز، نرسیں اور دیگر سٹاف بھی آتا جاتا رہتا ہوگا۔ ایسا ہسپتال کیسے خفیہ رکھا جا سکتا ہے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کیسے کیا جاتا ہے اس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے''۔۔۔ لائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیرونا ٹاؤن میں آپ کے پاس کوئی ٹپ ہے''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ کیرونا ٹاؤن میں لیمور نامی کلب ہے۔ اس کا مالک و منیجر پیٹر ہے۔ وہ وہاں کا خاصا بااثر آدمی ہے اور بات کو پورا کرنے والا ہے۔ البتہ وہ معاوضہ پیشگی لیتا ہے۔ آپ اس سے مل کر میرا نام لیں گے تو وہ آپ کی ہر ممکن مدد کرے گا۔ میں اسے فون کر دوں گا''۔۔۔ لائڈ نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ آپ اپنا آدمی بھیج دیں میں اسے مزید معاوضے کا گارنٹڈ چیک دے دوں گا''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو سر''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ واقعی عجیب بات ہے عمران صاحب۔ لیبارٹریاں تو اس انداز میں خفیہ بنائی جاتی ہیں لیکن خفیہ ہسپتال۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر تو یہ عجیب بات لگتی ہے لیکن اب ایسے ہسپتال خصوصی طور پر بنائے جا رہے ہیں کیونکہ اکثر وہاں ایسے لوگوں کا علاج کرایا جاتا ہے جنہیں ہائی رسک کہا جاتا ہے''۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

نسوانی آواز سنائی دی۔

''ریاست بہاما کا رابطہ نمبر دے دیں''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیئے گئے اور عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کیرونا ٹاؤن کا رابطہ نمبر دیں''..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''..... اس بار تیسری نسوانی آواز سنائی دی۔

''لیمور کلب کا نمبر دیں''..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لیمور کلب''..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈارٹ سے پرنس بول رہا ہوں۔ مینجر پیٹر سے بات کرائیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ پیٹر بول رہا ہوں مینجر لیمور کلب''..... چند لمحوں کی

ـوشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ کاروباری تھا۔

''مسٹر لائنڈ نے آپ کو فون کیا ہوگا۔ میرا نام پرنس ہے''۔ ـن نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ آپ کہاں ہیں اس وقت''..... دوسری طرف سے ـنک کر پوچھا گیا۔

''میں ڈارٹ سے بول رہا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''..... پیٹر نے کہا۔

''کیرونا ٹاؤن میں سپیشل ہسپتال کے بارے میں تفصیلات''۔ ـن نے جواب دیا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس ہسپتال کے بارے میں مجھے ـومات ہیں''..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا ـمران جس نے ویسے ہی بات کر دی تھی، بے اختیار مسکرا دیا۔

''بعض باتیں بتائے بغیر ہی معلوم ہو جاتی ہیں''..... عمران نے ـا۔

''آپ ان معلومات سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں''..... پیٹر نے کہا۔

''اس ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے ایک خصوصی مریض کا ـعائنہ کرانا ہے''..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی چونک کر اسے ـیکھنے لگے۔

''آپ کا مطلب ڈاکٹر ڈونلڈ سے ہے۔ وہی انچارج ہیں۔ کیا

آپ کے مریض کو ذہنی عارضہ لاحق ہے کیونکہ ڈاکٹر ڈونلڈ نیورو فزیشن اور سرجن ہیں''۔۔۔ پیٹر نے خود ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ درست سمجھے ہیں''۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر آپ کو ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر ڈونلڈ اکثر میرے کلب میں آتے رہتے ہیں۔ آپ اپنے مریض کو کلب لے آئیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو کال کر کے ان سے معائنہ کرا دوں گا لیکن اس ساری کارروائی کے آپ سے پچاس ہزار ڈالر لوں گا اور وہ بھی پیشگی''۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم کلب میں نہیں رہ سکتے۔ آپ ہمارے لئے کسی علیحدہ رہائش کا بندوبست کرائیں۔ اس کا معاوضہ آپ کو علیحدہ ملے گا''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوکے۔ کیرونا ٹاؤن میں سالسبری کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے میری ذاتی ہے۔ آپ وہاں پہنچ جائیں۔ وہاں میرا آدمی گاسکر موجود ہے۔ آپ اسے پرنس کا حوالہ دیں گے تو وہ کوٹھی آپ کے حوالے کر دے گا۔ آپ وہاں سے مجھے فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے سکتے ہیں۔ گاسکر کو آپ پچاس ہزار ڈالر اور کوٹھی کا کرایہ دس ہزار ڈالر کل ساٹھ ہزار ڈالر دے کر کلب بھجوا دیں''۔ پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں ایک ملازم کو اتنی بھاری رقم نہیں دے سکتا۔ وہاں پہنچنے کے بعد میں آپ کے کلب خود آ کر آپ کو براہ راست رقم دوں گا''۔

ن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ چاہیں''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''تمام بات چیت آپ سب نے سن لی ہے۔ اب بات واضح ئی ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ پیٹر اس ہسپتال کے بارے میں جانتا ے اس لئے ہم نے وہاں پہنچ کر اس سے ملنا ہے اور پھر ہماری ندہ کی کارروائی اس سے ملنے والی معلومات کے مطابق ہو گی''۔ ران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ بلیک ایجنسی کے سیکشن ون کا انچارج کرنل یڈ وہاں موجود ہے اور ہم سب اپنے اصلی چہروں میں ہیں اور یہ ون چھوٹا سا ہو گا اس لئے ہم وہاں پہنچتے ہی نہ صرف مارک ہو یں گے بلکہ ہمارے بارے میں اطلاع بھی پہنچ جائے گی اس لئے ہیں وہاں ایکریمین میک اپ میں ہونا چاہئے''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسے اطلاع مل جائے تاکہ یکریمین حکام کنفرم ہو جائیں کہ عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر حسان کے پیچھے نہیں بلکہ ولید عارفی کے پیچھے کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک شناخت کا تعلق ہے تو ہم سیدھے سالسبری کالونی کی کوٹھی میں جائیں گے اور پھر وہاں سے میک اپ کر کے اس کوٹھی کو چھوڑ دیں گے اور پھر آگے کارروائی ہو گی''۔۔۔ عمران نے کہا تو اس بار سب نے اس کی بات کی توثیق میں سر ہلا دیئے۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے پیچھے موجود اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک درمیانے قد لیکن گینڈے کی طرح انتہائی مضبوط جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے چہرے مہرے سے خرانٹ اور انتہائی تجربہ کار دکھائی دیتا تھا۔ وہ اس طرح بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا ذہن کسی ادھیڑ بن میں مصروف ہو۔ چند لمحوں بعد میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس کے جسم نے جھٹکا سا کھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ اس آدمی نے سخت اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ کال یہیں ولنگٹن سے ہی کی گئی ہے''۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں سے۔ کیا تفصیل ہے''۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔

''جناب۔ گرین سٹی کالونی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ سے کال کی گئی ہے۔ یہ کوٹھی کسی کلارک نامی آدمی کی ہے جو شیئرز بزنس کا کام کرتا ہے''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کالوج بول رہا ہوں''۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹن بول رہا ہوں ازابل کلب سے''۔۔۔ اس گینڈے نما آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

''گرین سٹی کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ کو زوپکس کی مدد سے چیک کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہاں کون لوگ موجود ہیں۔ ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہے۔ جلدی''۔ مارٹن نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی رپورٹ دیتا ہوں سر''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''مارٹن بول رہا ہوں''۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"کالوج بول رہا ہوں سر" دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے" مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ میں نے گرین سٹی کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں زوچپس فائر کیا تو حیرت انگیز معاملات سامنے آئے ہیں۔ کوٹھی میں پانچ افراد موجود تھے لیکن زوچپس کی طرف سے سپیشل کاشن دیا جا رہا تھا جس پر میں نے وہاں کراس ریز بھی فائر کرائی اور جناب کراس ریز نے بتایا کہ کوٹھی میں موجود چار افراد جو ایکریمین ہیں دراصل ایشیائی ہیں۔ البتہ ایک آدمی ایکریمین ہے" دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

"ایشیائی۔ کیا وہ میک اپ میں ہیں" مارٹن نے پوچھا۔

"یس سر۔ ویسے میک اپ بے حد مکمل ہے۔ اگر زوچپس سپیشل کاشن نہ دیتا تو ایسا سوچا بھی نہ جا سکتا تھا" کالوج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے" مارٹن نے پوچھا۔

"جناب۔ وہ کسی ایشیائی زبان میں بات چیت کرتے رہے ہیں جو سمجھ میں نہیں آئی" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سپیشل گروپ کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ تم اپنے آلات واپس حاصل کرو اور وہاں سے نکل جاؤ"...... مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مارٹن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مارٹی بول رہا ہوں"..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹن فرام دس اینڈ" مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"گرین سٹی کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پر فوری ریڈ کرو۔ وہاں پانچ افراد موجود ہیں۔ ان پانچوں کو بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ تھری پر پہنچا دو اور مجھے رپورٹ دو"...... مارٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہومین بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹن فرام دس اینڈ"...... مارٹن نے اپنے مخصوص تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''سپیشل گروپ کا مارٹی پانچ افراد کو بے ہوشی کے عالم میں تمہارے سپیشل پوائنٹ تھری پر لے آئے گا۔ تم نے ان پانچوں کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھنا ہے۔ ان میں سے چار کے چہروں پر میک اپ ہے۔ تم نے میک اپ واشر سے ان کے چہرے واش کرنے ہیں اور پھر مجھے اطلاع دینی ہے۔ میں خود آ کر ان سے پوچھ گچھ کروں گا''۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کی تنگ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

''یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور کیوں انہوں نے جعلی لارڈ کراؤن بن کر مجھے فون کیا''۔۔۔۔ مارٹن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے خودکلامی کے انداز میں کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارٹن بول رہا ہوں''۔۔۔۔ مارٹن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''مارٹی بول رہا ہوں باس''۔۔۔ دوسری طرف سے سپیشل گروپ کے انچارج مارٹی کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

''حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے باس۔ پانچوں بے ہوش افراد کو سپیشل پوائنٹ تھری کے انچارج ہومین کے حوالے کر دیا گیا ہے''۔

مارٹی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''ان کا سامان چیک کیا تھا''۔۔۔ مارٹن نے پوچھا۔

''یس سر۔ سامان دو بیگز پر مشتمل تھا۔ وہ بیگز بھی میں نے ساتھ ہی سپیشل پوائنٹ تھری پر پہنچا دیئے ہیں''۔۔۔ مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے ہومین کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارٹن بول رہا ہوں''۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

''ہومین بول رہا ہوں سر''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

''جناب۔ چاروں افراد کے میک اپ واش کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایک آدمی کا میک اپ واش نہیں ہو سکا یا وہ میک اپ میں نہیں ہے''۔۔۔۔ ہومین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''۔۔۔ مارٹن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ایک مضافاتی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ایک کوٹھی میں سپیشل پوائنٹ تھری بنایا گیا تھا۔ کوٹھی کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔ مارٹن نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی باہر آ گیا۔ اس

نے مارٹن کو سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو مارٹن کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے وہ آدمی جس نے پھاٹک کھولا تھا پھاٹک بند کر کے اس کے قریب پہنچ گیا۔

''ان کا سامان کہاں ہے۔ ہومین'' ...... مارٹن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جناب۔ بڑے کمرے میں موجود ہے جہاں وہ لوگ موجود ہیں''۔ ہومین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ'' ...... مارٹن نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ ہال کی ایک دیوار کے ساتھ پانچ افراد زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ ان کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ ان کی گردنیں سائیڈوں پر جھکی ہوئی تھیں اور آنکھیں بند تھیں۔ کمرے میں چار کرسیاں بھی موجود تھیں جن کا رخ ان زنجیروں میں جکڑے ہوئے افراد کی طرف ہی تھا۔ ایک کرسی پر مارٹن بیٹھ گیا۔ ان پانچوں میں سے چار افراد کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ایشیائی ہیں۔

''ان کا سامان کہاں ہے'' ...... مارٹن نے کہا تو ہومین ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود دونوں بیگ اٹھا کر الماری بند کر دی اور پھر بیگ لا کر

س نے مارٹن کے سامنے فرش پر رکھ دیئے۔ مارٹن نے جھک کر بیگ کھولے۔ ان میں لباس بھی تھے اور مشین پسٹلز بھی۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک بڑا سا لفافہ مل گیا۔ اس نے لفافہ کھولا تو اس میں کچھ کاغذات تھے اور پھر جیسے جیسے وہ کاغذات کو پڑھتا گیا اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''ان کا تعلق ورلڈ پیس آرگنائزیشن سے ہے لیکن کاغذات کے مطابق تو یہ ایکریمین ہیں۔ پھر یہ ایشیائی کیوں ہیں'' ...... مارٹن نے خودکلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے باس کہ یہ کاغذات انہوں نے چرائے ہوں''۔ ہومین نے جواب دیا۔

''ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے ورنہ انہیں لارڈ کراؤن بن کر فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ٹھیک ہے۔ انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اب ان کی موت تو بہرحال مقدر ہو گئی ہے'' ...... مارٹن نے سرد لہجے میں کہا تو ہومین ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک نیلے رنگ کی لمبی گردن والی بوتل اٹھائی اور الماری کے پٹ بند کر کے وہ مڑا اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے ہوش افراد کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیرونا ٹاؤن کی ایک مضافاتی کالونی کی ایک کوٹھی کے ایک کمرے میں کرنل رچرڈ کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ اس نے کچھ دن پہلے یہاں اپنا پڑاؤ کیا تھا اور اس کے آدمی کیرونا ٹاؤن میں آنے والے سیاحوں اور دیگر لوگوں کو چیک کرتے پھر رہے تھے۔ گو کرنل رچرڈ کو یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں ولید عارفی کی موجودگی کا علم نہ ہو سکے گا لیکن اس کے باوجود اس نے یہاں ہر طرف جال پھیلا رکھا تھا اور اپنے تربیت یافتہ آدمیوں کے ساتھ ساتھ اس نے کیرونا ٹاؤن کے سب سے بااثر آدمی لیمور کلب کے مالک اور مینجر پیٹر کو بھی بھاری رقم دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پیٹر کی پورے کیرونا ٹاؤن پر مکمل گرفت ہے اور اس کے آدمی یہاں چپے چپے پر پھیلے ہوئے ہیں اس لئے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچتی ہے تو وہ پیٹر کے

آدمیوں سے چھپی نہ رہ سکے گی۔ پیٹر سے اس کی خاصی تفصیلی بات چیت ہوئی تھی اور پیٹر کے پوچھنے پر اسے بتانا پڑا تھا کہ یہاں کے سپیشل ہسپتال میں ایک بیمار فلسطینی رہنما کو لایا گیا ہے جس کی برآمدگی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ یہاں پہنچ سکتا ہے۔ گو پیٹر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کی تفصیلات بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کرنل رچرڈ کے اپنے پاس اس بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی اس لئے وہ پیٹر کو کچھ نہ بتا سکا تھا۔ پیٹر کے ذمے صرف مشکوک افراد کی چیکنگ ڈالی گئی تھی لیکن اب تک کسی طرف سے بھی اسے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنی جگہ مطمئن بیٹھا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکے گا۔ یہ اور بات تھی کہ اسے لنگٹن سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت لنگٹن پہنچا ہے اور پھر وہاں سے وہ ریاست ڈارٹ چلا گیا تھا اور اطلاع دینے والے نے یہ بھی بتایا تھا کہ عمران اپنے اصل چہرے میں تھا لیکن اس اطلاع کے باوجود کرنل رچرڈ کو اس بات پر شک تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس فلسطینی رہنما کی برآمدگی کے لئے کام کر رہی ہے۔ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ اپنے سائنس دان ڈاکٹر احسان اور اس کے فارمولے سٹار بیم کی واپسی کے لئے کام کر رہی ہو گی۔ ابھی وہ شراب پینے میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کرنل رچرڈ بول رہا ہوں''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

''لیمور کلب سے پیٹر بول رہا ہوں''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ کوئی خاص بات ہے جو تم نے فون کیا ہے''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

''ہاں۔ ایک گروپ نے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ وہ اس سپیشل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر ڈونلڈ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان کا کوئی مریض ہے جسے وہ ڈاکٹر ڈونلڈ جو ماہر دماغی امراض ہے، کو دکھانا چاہتے ہیں''۔۔۔ پیٹر نے کہا تو کرنل رچرڈ کے چہرے پر موجود جوش یکلخت مایوسی میں تبدیل ہو گیا۔

''تو پھر اس میں میرا کیا دخل ہے۔ لوگ مریضوں کو دکھاتے رہتے ہیں''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

''ان لوگوں نے ڈارث سے رابطہ کیا ہے اور مجھے یہ لوگ مشکوک دکھائی دے رہے ہیں اس لئے میں نے کہا کہ میں ڈاکٹر ڈونلڈ کو اپنے کلب میں بلا کر ان کا مریض دکھا دوں گا تو وہ فوراً اس پر تیار ہو گئے جس پر میرا شک تقریباً ختم ہو گیا لیکن پھر انہوں نے ایک ایسی بات کر دی جس سے میرا شک پھر بڑھ گیا''۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

''کون سی بات''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

''انہوں نے کہا کہ وہ کلب یا ہوٹل میں رہنے کی بجائے کسی رہائش گاہ میں رہنا پسند کرتے ہیں اس لئے میں انہیں کوئی رہائش

گاہ دلوا دوں۔ وہ وہاں پہنچ کر خود ہی میرے کلب آ جائیں گے''۔ پیٹر نے کہا۔

''اس میں شک کی بات کون سی ہے''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کا تعلق ایجنسی سے ہے پھر بھی آپ بات کی تہہ تک نہیں پہنچے۔ یہ لوگ رہائش گاہ اس لئے چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر ڈونلڈ کو وہیں بلوا کر سپیشل ہسپتال کے بارے میں تفصیلات معلوم کر سکیں''۔ پیٹر نے کہا تو کرنل رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ مشکوک بات ہے''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے فوراً اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

''اور اصل مشکوک بات یہ ہے کہ ڈاکٹر ڈونلڈ کو مریض دکھانے کے لئے انہیں میرے کسی دوست سے ٹپ لینے اور پھر مجھے بھاری رقم پیشگی ادا کرنے پر تیار ہو جانا ہے۔ مریض دکھانے کے لئے لوگ انڈر ورلڈ کے لوگوں سے رابطے نہیں کرتے''۔۔۔ پیٹر نے کہا تو کرنل رچرڈ واقعی اس کی ذہانت پر حیران رہ گیا۔

''تم واقعی بے حد ذہین آدمی ہو پیٹر۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم مجھ سے زیادہ ذہین آدمی ہو''۔۔۔ کرنل رچرڈ نے کھلے دل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''بے حد شکریہ۔ آپ واقعی عظیم آدمی ہیں۔ بہرحال یہ لوگ مشکوک ضرور ہیں لیکن ضروری نہیں کہ یہ واقعی غلط لوگ ہوں اس

لئے میں انہیں چیک کر کے پھر آپ کو کال کروں گا''..... پیٹر نے کہا۔

''ہم خود ان لوگوں کو چیک کریں گے۔تم یہ بتاؤ کہ تم نے ان کے لئے کون سی رہائش گاہ منتخب کی ہے''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''سوری کرنل صاحب۔ وہ میرے مہمان ہیں۔ میں خود انہیں چیک کروں گا۔ البتہ میرا وعدہ کہ اگر وہ مشکوک ہوئے تو میں ان کی لاشیں آپ کے سامنے رکھ دوں گا''..... پیٹر نے جواب دیا۔

''دیکھو پیٹر۔تم ذہین اور ہوشیار ضرور ہو لیکن ان لوگوں کا تعلق اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا تو وہ لوگ تمہارے بس کے نہیں ہو سکتے۔ پوری دنیا میں انہیں انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور صرف سمجھا ہی نہیں جاتا بلکہ وہ ہیں بھی ایسے ہی۔ اس لئے تم یہ کام ہمیں کرنے دو ورنہ تمہیں وہ لوگ نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''جو میں نے کہہ دیا ہے کرنل وہ فائنل ہے۔گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''نانسنس۔ضرورت سے زیادہ بانس پر چڑھ گیا ہے۔اس کا بھی علاج کرنا پڑے گا''..... کرنل رچرڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک سیٹلائٹ سپیشل فون نکال کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔کوزر بول رہا ہوں''..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل رچرڈ فرام دس اینڈ''..... کرنل رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔حکم سر''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیمور کلب کے مینجر پیٹر نے مجھے ابھی فون پر بتایا ہے کہ کچھ مشکوک لوگ اس کے پاس آ رہے ہیں جنہیں اس نے کوئی رہائش گاہ مہیا کی ہے۔تم اس پیٹر کے کسی آدمی کو بھاری رقم دے کر اس سے معلومات حاصل کرو کہ اس نے انہیں کون سی رہائش گاہ مہیا کی ہے''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ لیمور کلب کے ایک چیف سپروائزر سے میری دوستی ہوئی ہے۔ وہ بے حد کام کا آدمی ہے۔ اسے رقم کی ضرورت بھی ہے۔ میں معلومات حاصل کر کے اطلاع دیتا ہوں''..... کوزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حتمی معلومات حاصل کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں صرف رقم کی خاطر چکر دے جائے''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔معلومات حتمی ہوں گی''۔ کوزر نے کہا۔

''اوکے۔ جلد از جلد یہ معلومات حاصل کر کے مجھے اطلاع دو''۔ کرنل رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کرنل رچرڈ بول رہا ہوں''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''کونز بول رہا ہوں باس''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''..... کرنل رچرڈ نے چونک کر اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پیٹر نے یہ کال ڈارٹ سے وصول کی ہے اور سالسبری کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ اے ان لوگوں کے لئے الاٹ کی گئی ہے۔ وہاں پیٹر کا آدمی موجود ہے جس کا نام گاسکر ہے اور یہ لوگ شاید کل وہاں پہنچیں''..... کونز نے کہا۔

''یہ معلومات حتمی ہیں یا نہیں''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''حتمی ہیں باس''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر تم اس کوٹھی کی نگرانی کرو اور جیسے ہی یہ لوگ اس کوٹھی میں پہنچیں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور یہ سب کام انتہائی احتیاط سے کرنے ہیں کیونکہ یہ لوگ اگر مشکوک ہیں تو پھر یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''یس باس۔ میں زیرو کراس سے ان کی نگرانی کروں گا۔ انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا''..... کونز نے جواب دیا۔

''اوکے''..... کرنل رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

صدیقی کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہوتے چلے گئے اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ اپنی رہائش گاہ کی بجائے کسی بڑے سے کمرے میں دیوار کے ساتھ منسلک زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھی بھی اس کی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود خاور کی ناک سے ایک نیلے رنگ کی لمبی گردن والی بوتل لگائے کھڑا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی اس انداز میں کسمسا رہے تھے جیسے ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کے ساتھی اپنے اصل چہروں میں تھے جبکہ جیکسن جو اس کوٹھی میں ملازم تھا وہ اسی چہرے کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

''کیا دیکھ رہے ہو۔ تم بھی اپنے اصل چہرے میں ہو مسٹر''۔ سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے درمیانے قد لیکن گینڈے کی طرح پھیلے ہوئے اور مضبوط جسم کے مالک آدمی نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں اور ہمیں اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے تم نے''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میرا نام مارٹن ہے اور میں ازابل کلب کا سیکنڈ منیجر ہوں۔ تم نے حماقت کی کہ مجھے لارڈ کراؤن بن کر کال کی۔ تم نے تو صرف لارڈ کراؤن کا نام سنا ہوا ہو گا جبکہ لارڈ کراؤن اکثر میرے کلب میں آتا رہتا ہے اس لئے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ جھوٹ ہے۔ پھر یہ معلوم کرنا کہ تم نے کہاں سے کال کی ہے میرے لئے معمولی بات تھی اور معلوم ہو جانے کے بعد تمہیں وہاں سے بے ہوش کر کے یہاں سپیشل پوائنٹ پر لے آنا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا''...... سامنے بیٹھے ہوئے مارٹن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لیکن تم نے ہمارے میک اپ کیوں واش کئے ہیں''۔ صدیقی نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دیوار میں نصب کڑے پر پھیرتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے کڑے سے نکلنے والی زنجیر میں لپیٹ کر پھر نیچے اس زنجیر سے اس کے پورے جسم کو لپیٹ کر آخر میں پیروں کے قریب کڑے میں جکڑا گیا تھا۔

ن طرح اس کا جسم معمولی سی بھی حرکت کرنے سے قاصر تھا۔ وہ ۔ نے اپنے سر کو دائیں بائیں حرکت دے سکتا تھا۔ اس کے علاوہ ن کہ جسم واقعی بری طرح جکڑا ہوا تھا لیکن صدیقی جانتا تھا کہ اس ے میں زنجیر ڈالنے کے لئے اس میں بٹن ضرور موجود ہو گا اور س بٹن کو تلاش کر رہا تھا۔

''تمہیں ایک جدید مشین کے ذریعے چیک کیا گیا تھا اور اس جدید مشین نے اشارے دیئے تھے کہ تم میک اپ میں ہو''۔ مارٹن نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت کہ تم ایک عام سے جرائم پیشہ ہونے کے باوجود اس قدر جدید مشینری استعمال کرتے ہو''...... صدیقی نے کہا تو مارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

''دیوار میں نصب جس کڑے پر تم انگلیاں پھیر رہے ہو اور جسے کھولنے والا بٹن تلاش کر رہے ہو یہ بھی جدید ہے۔ اس کڑے میں زنجیر پہلے سے فکسڈ ہوتی ہے۔ البتہ تمہارے پیروں کے قریب جو کڑا ہے اس میں بٹن موجود ہے اور ظاہر ہے کہ تم اس بٹن کو کسی صورت نہیں کھول سکتے''...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی کو پہلی بار محسوس ہوا کہ مارٹن کوئی عام سا مجرم نہیں ہے لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا۔ اسے فوراً احساس ہو گیا کہ مارٹن اسے فریب دے رہا ہے کیونکہ جس انداز میں وہ اور اس کے ساتھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اس

انداز میں اوپر سے نیچے تک تو زنجیر لے جا کر آدمی کو جکڑا جا سکتا تھا۔ نیچے سے اوپر تک زنجیر لے جا کر کسی صورت میں نہیں جکڑا جا سکتا تھا اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا کہ مارٹن نے شاطرانہ انداز میں اسے کڑے کا بٹن تلاش کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ وہ انہیں ہلاک بھی کرا سکتا تھا۔

''اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے لارڈ کراؤن بن کر کیوں مجھے کال کیا تھا اور تم ایشیائی ہونے کے باوجود ایکریمین کیوں بنے ہوئے تھے''...... مارٹن نے کہا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا چیف جوہن یہاں کس کس لیبارٹریوں کو سپلائی کرتا ہے''...... صدیقی نے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو تم کسی سائنسی لیبارٹری کے چکر میں ہو۔ کیا چاہتے ہو تم''...... مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

''ایک لیبارٹری میں پاکیشیائی سائنس دان کو رکھا گیا ہے۔ ہم اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ البتہ یہ بات میں پہلے ہی بتا دوں کہ یہ سائنس دان وہاں اپنی مرضی سے گیا ہے اس لئے ہم نے اس کے یا لیبارٹری کے خلاف کچھ نہیں کرنا۔ ہم نے صرف اس سائنس دان سے رابطہ کرنا ہے اور بس''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بات تو چیف جوہن کو ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور تم چیف جوہن تک ویسے ہی نہیں پہنچ سکتے اس لئے اب سوائے اس کے کہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری لاشیں کسی ویرانے میں پھینکوا دی جائیں اور کوئی صورت نہیں ہے''...... مارٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا تم مزید کچھ دیر بات نہیں کر سکتے''...... صدیقی نے کہا۔

''سوری۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے میرا بے حد قیمتی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ ہومین''...... مارٹن نے صدیقی کو جواب دیا اور پھر وہ اپنے ساتھی کی طرف مڑ گیا۔

''یس سر''...... ہومین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''انہیں اسی طرح جکڑی ہوئی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا اور پھر ان کی لاشیں کسی ویران علاقے میں پھینک آنا''۔ مارٹن نے کہا۔

''یس چیف''...... ہومین نے جواب دیا اور مارٹن اس طرح مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے اس نے انسانوں کو ہلاک کرنے کا کہنے کی بجائے مکھیاں مارنے کا حکم دیا ہو۔ ہومین بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ہمیں فوراً اپنے آپ کو چھڑانا ہو گا صدیقی''...... نعمانی نے کہا۔

''کوشش تو کر رہا ہوں لیکن کڑے میں شاید واقعی بٹن نہیں ہے''۔ صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے چھناکوں کی آواز کے ساتھ ہی خاور کے

جسم کے گرد موجود زنجیر اس کے جسم کے گرد گھومتی ہوئی نیچے فرش پر جا گری تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ تیزی سے اپنے پیروں پر جھکا اور چند لمحوں بعد اس نے اپنے دونوں پیر بھی زنجیر سے آزاد کرا لئے۔

''اس ہومین کو ہوش کرو خاور'' ۔ صدیقی نے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا پنجوں کے بل دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ صدیقی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ باہر کتنے افراد موجود ہیں اور ان کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے جبکہ خاور خالی ہاتھ تھا لیکن صدیقی کا دل مطمئن تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ خاور خود بے حد محتاط اور سمجھ دار ہے۔ تھوڑی دیر بعد خاور اندر داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر ہومین لدا ہوا تھا۔

''یہ اکیلا ہی تھا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند کر کے واپس آ رہا تھا کہ میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اچانک حملے کی وجہ سے یہ مار کھا گیا''۔ خاور نے ہومین کو فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''تم آزاد کیسے ہو گئے تھے۔ ہمیں بھی بتاؤ'' ..... صدیقی نے کہا تو خاور مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر کر کے کڑوں کے اندرونی حصے میں انگلی پھیری اور چند لمحوں بعد ٹک کی آواز کے ساتھ ہی کڑا کھل گیا اور زنجیر کھڑکھڑاتی ہوئی صدیقی کے قدموں میں آ گری تو صدیقی اپنے پیروں پر جھک گیا تاکہ پیروں کو زنجیر سے آزاد کر سکے جبکہ خاور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر

بعد ایکریمین ملازم جیکسن سمیت سب زنجیروں سے آزاد ہو چکے تھے۔

''کیا کیا تھا تم نے کڑوں کے ساتھ۔ مجھے تو بٹن نہیں مل سکا جبکہ وہ مارٹن کہہ رہا تھا کہ پیروں والے کڑوں میں بٹن موجود ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''وہ ہمیں ڈاج دے رہا تھا۔ البتہ بٹن کڑوں کے اندر سائیڈ پر تھے جبکہ عام طور پر بیرونی طرف ہوتے ہیں۔ بس یہی فرق تھا''۔ خاور نے جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب اس کا کیا کرنا ہے'' ۔ خاور نے فرش پر پڑے بے ہوش ہومین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ اسے گولی مار کر ختم کرو اور ہم نے اب مارٹن کو چیک کرنا ہے'' ۔ صدیقی نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اسے ہوش میں لا کر اس سے مارٹن کو فون کراؤ اور کوشش کرو کہ مارٹن کسی طرح واپس یہاں آ جائے''۔ نعمانی نے کہا۔

''چھوڑو ان چکروں کو۔ ہم نے ازابل کلب پر ریڈ کرنا ہے اور بس'' ..... خاور نے کہا اور اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو سب چونک پڑے۔

''میں دیکھتا ہوں'' ..... صدیقی نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ ساتھ ہی دوسرے کمرے میں گھنٹی کی

آواز سنائی دے رہی تھی۔ صدیقی کمرے میں داخل ہوا اور اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہومین بول رہا ہوں''۔۔۔ صدیقی نے حتی الوسع ہومین جیسا لہجہ اور آواز نکالتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارے گلے کو کیا ہو گیا ہے''۔۔۔ دوسری طرف سے مارٹن کی آواز سنائی دی۔

''گلے میں خراش آ گئی ہے باس''۔۔۔ صدیقی نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ان ایشیائیوں کا''۔۔۔ مارٹن نے پوچھا۔

''آپ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اب ان کی لاشیں پھینکنے جاؤں گا''۔۔۔ صدیقی نے ایک بار پھر ہومین کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ ابھی ان لاشوں کو وہیں رہنے دو۔ میں ایک گھنٹے بعد آ رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایجنسی کا آدمی ہے واسکر۔ وہ انہیں چیک کرے گا کہ یہ لوگ کون ہیں''۔ مارٹن نے کہا۔

''اوکے باس۔ جیسے آپ حکم دیں''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو صدیقی نے بھی رسیور رکھا اور واپس اس بڑے کمرے میں جا کر اپنے ساتھیوں کو فون پر ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔

''یہ مارٹن چونکہ ایجنسی کا آدمی نہیں تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ سی ایجنسی کے آدمی کو لے کر آ رہا ہے۔ تاکہ ہماری شناخت ہو سکے''۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آؤ اب ہم نے باہر رہ کر انہیں سنبھالنا ہے''۔۔۔ صدیقی نے کہا اور چونکہ اس دوران ہومین کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا جا چکا تھا اس لئے وہ سب کمرے سے باہر آ گئے۔

''تم سب اس انداز میں چھپ جاؤ کہ آنے والوں پر اچانک حملہ کیا جا سکے۔ خاور تم نے پھاٹک کھولنا ہے اور اس کے پٹ کے پیچھے اوٹ لے لینا ہے جبکہ کار یقیناً اس پورچ میں رکے گی۔ وہاں نعمانی اور چوہان ان دونوں پر حملہ کریں گے جبکہ میں اسی کمرے کے قریب رہوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ آنے سے پہلے وہ دوبارہ فون کرے''۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

''لیکن پہلے ہمیں اسلحہ حاصل کرنا ہے۔ اسلحہ تو ہمارے پاس نہیں ہے''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''اسلحہ یقیناً یہاں موجود ہو گا۔ تلاش کرو''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو اس کے ساتھی ایک سائیڈ پر موجود کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سائیلنسر لگے مشین پسٹلز سمیت واپس باہر آ چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے گیٹ کے قریب اپنی اپنی مورچہ بندی کر لی جبکہ صدیقی اس کمرے کے ساتھ ہی برآمدے کے ایک چوڑے ستون کے پیچھے موجود تھا۔ خاور نے اسے بھی ایک

سائیلنسر لگا مشین پسٹل پکڑا دیا تھا اور ساتھ ہی بتا دیا تھا کہ الماری میں سینکڑوں کی تعداد میں مشین پسٹل موجود ہیں لیکن یہ سب سائیلنسر لگے ہیں۔ عام مشین پسٹل ایک بھی نہیں ہے تو صدیقی سمجھ گیا کہ یہ مشین پسٹل گنجان آباد علاقوں میں استعمال کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں کیونکہ یہاں کی پولیس بے حد ہوشیار اور فعال تھی۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی وہ چند لمحوں میں موقع واردات پر پہنچ جایا کرتی تھی اس لئے یہ لوگ سائیلنسر لگے ہتھیار استعمال کرتے ہوں گے۔ اس طرح جب تک کہ معاملے کی نوعیت کو سمجھ کر پولیس کو کال کیا جاتے اور پولیس وہاں پہنچے حملہ آور کو آسانی سے نکل جانے کا موقع مل جاتا ہو گا۔ پھر تقریباً مزید آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدیقی نے کمرے میں جا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہومین بول رہا ہوں''..... صدیقی نے ایک بار پھر ہومین کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ان ایشیائیوں کا''..... دوسری طرف سے مارٹن نے پوچھا۔

''ان کی لاشیں موجود ہیں باس''..... صدیقی نے جواب دیا۔

''تم ان لاشوں کو اسٹیشن ویگن میں ڈال کر کروز روڈ والی بلڈنگ میں لے آؤ۔ میں اور واسکر وہیں موجود ہیں''..... مارٹن نے کہا۔

''یس باس۔ جیسے آپ کا حکم''..... صدیقی نے جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ وہ اور کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔ ویسے نہ اسے اس

بلڈنگ کے بارے میں کچھ علم تھا اور نہ ہی اس نے یہاں کوئی اسٹیشن ویگن دیکھی تھی لیکن وہ اگر ایسی کوئی بات کرتا تو ظاہر ہے حرکات مشکوک ہو سکتے تھے اور ہومین پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا نہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔

''اوہ ہاں۔ سنو۔ اب اس بلڈنگ کے پھاٹک کا رنگ بدلا جا چکا ہے۔ اب اس کا رنگ تیز سرخ ہے جبکہ پہلے بلیک تھا۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں بھٹکتے پھرو''..... مارٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس''..... صدیقی نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب وہ بلڈنگ کی شناخت آسانی سے کر سکتا تھا لیکن رسیور رکھ کر اب صدیقی سوچ رہا تھا کہ یہاں والی اسٹیشن ویگن تو موجود نہیں تھی۔ پھر مارٹن نے خاص طور پر اسٹیشن ویگن کا ذکر کیوں کیا ہے۔ وہ یہی سوچتا ہوا باہر آیا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر انہیں مارٹن سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔ جیکسن کو وہ پہلے ہی وہاں سے بھیج چکے تھے کیونکہ اب اسے ساتھ رکھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

''یہاں ایک بند گیراج عقبی طرف موجود ہے۔ شاید اسٹیشن ویگن اس کے اندر موجود ہو''..... خاور نے کہا۔

''اوہ۔ فوراً چیک کرو۔ جلدی۔ ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے''۔ صدیقی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد خاور اور نعمانی گیراج سے ایک نئے ماڈل کی اسٹیشن ویگن نکال کر پورچ میں لے آئے۔

"اسلحہ تو ہے چلو اب اور سنو۔ ہم نے اس مارٹن کو زندہ رکھنا ہے۔ باقی سب افراد کا خاتمہ کر دینا ہے"..... صدیقی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی اسٹیشن ویگن اس پوائنٹ سے نکل کر آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ صدیقی خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر نعمانی اور عقبی سیٹ پر چوہان اور خاور بیٹھے ہوئے تھے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ کروڈ روڈ کہاں ہے"..... نعمانی نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں ایک دو بار پہلے بھی اس روڈ سے گزرا ہوں"۔ صدیقی نے جواب دیا تو نعمانی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ کروڈ روڈ پر پہنچ چکے تھے۔ اس سڑک پر بڑی بڑی بلڈنگیں تھیں جن میں زیادہ تر کلب اور جوئے خانے بنے ہوئے تھے جبکہ کئی بلڈنگیں پرائیویٹ استعمال میں تھیں اور پھر پہلے ہی راؤنڈ میں انہوں نے وہ بلڈنگ چیک کر لی جس کا پھاٹک تیز سرخ رنگ کا تھا اور پھاٹک کو ایک نظر دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ پھاٹک پر حال ہی میں نیا رنگ کیا گیا ہے۔ بلڈنگ خاصی پرانی لیکن کافی بڑی تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ صدیقی کے ساتھیوں نے بھی اس بلڈنگ کو ہی اپنا ٹارگٹ تسلیم کر لیا تو صدیقی نے قریب ہی ایک پارکنگ میں اسٹیشن ویگن روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر کر تیزی سے سڑک کراس کر کے اس بلڈنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ہم نے فل ریڈ کرنا ہے۔ سائیلنسر لگے ہتھیاروں کی وجہ سے کوئی مسئلہ نہیں بنے گا۔ سوائے مارٹن کے باقی سب کو ہلاک کر دینا ہے"..... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بلڈنگ کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گئے۔ نعمانی اور چوہان ایک سائیڈ پر ہو گئے جبکہ خاور دوسری سائیڈ پر ہو گیا تاکہ پھاٹک کھولنے والا فوراً انہیں دیکھ نہ سکے۔ صدیقی نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"..... ڈور فون سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہومین ہوں۔ چیف مارٹن نے یہاں آنے کا حکم دیا تھا"۔ صدیقی نے ہومین کے لہجے اور آواز میں جواب دیا۔

"اوکے"..... ڈور فون سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک آدمی باہر آ گیا لیکن باہر آتے ہی وہ بری طرح اچھل پڑا۔

"تم کون ہو۔ تم تو ہومین نہیں ہو"..... اس آدمی نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے صدیقی نے اس کی گردن پکڑی اور اسے تیزی سے دھکیلتا ہوا پھاٹک کے اندر لے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا صدیقی نے بازو کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور وہ آدمی ہوا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور چند لمحے حرکت کی کوشش کرنے

کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ اس دوران صدیقی کے ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔ سامنے خاصا بڑا صحن تھا اور اس کے بعد برآمدہ اور اس کے پیچھے راہداری اور کمرے تھے لیکن اس آدمی کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی سائیلنسر لگے مشین پسٹلز ہاتھوں میں پکڑے دوڑتے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں چوہان نے پھاٹک بند کر کے اسے اندر سے کنڈی لگا دی تھی اس لئے انہیں اپنے عقب کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ برآمدے میں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی اندر سے کسی آدمی کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے اچانک چھت سے پٹک کی آواز سنائی دی اور صدیقی سمیت اس کے سارے ساتھیوں کو اس طرح محسوس ہوا جیسے اچانک ان کے جسموں سے توانائی غائب ہو گئی ہو اور وہ ریت سے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح وہیں فرش پر گرتے چلے گئے۔ لیکن صدیقی نے نیچے گرتے ہی اپنے جسم کو جھٹکے دینے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس بار انہیں فوری گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے گا لیکن اس کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور وہ بے حس و حرکت ہو کر وہیں پڑا رہ گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے پوری ذہنی قوت سے اپنے اعصاب کو حرکت میں لانے کی کوشش شروع کر دی لیکن باوجود شدید کوشش کے وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا۔ البتہ اس

کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ سامنے کے رخ پر آسانی سے دیکھ سکتا تھا اور چند لمحوں بعد ہی اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے دو آدمی درمیانی راہداری کے سرے سے نمودار ہوئے اور صدیقی جو سب سے آگے پڑا ہوا تھا، نے دیکھا کہ آنے والوں میں ایک مارٹن تھا جبکہ دوسرا کوئی اجنبی ایکریمین تھا۔

"مجھے پہلے ہی شک پڑ گیا تھا اس لئے میں نے ہومین کو یہاں طلب کیا تھا لیکن یہ لوگ تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ پھر یہ آزاد کیسے ہو گئے"۔۔۔ مارٹن نے رک کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا تھا"۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے ایکریمین میک اپ کر رکھے تھے لیکن میک اپ واش ہونے پر یہ چہرے سامنے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا لیکن اس کا میک اپ واش نہیں ہوا۔ وہ مقامی آدمی ہی تھا لیکن اب وہ ان کے ساتھ نہیں ہے"۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"ان میں سے عمران تو کوئی نہیں ہے اور میں صرف عمران کو پہچانتا ہوں۔ البتہ یہ اس کے ساتھی ہو سکتے ہیں"۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"اب جو بھی ہوں بہرحال انہیں ہلاک ہونا پڑے گا۔ یہ واقعی

خطرناک لوگ ہیں''۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''اپنے چیف سے پوچھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان سے معلومات حاصل کرنا چاہے''۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں معلوم کر کے ابھی آتا ہوں''۔ مارٹن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''میرا نام واسکر ہے اور میرا تعلق ایجنسی سے ہے۔ اگر تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو اپنی پلکیں جھپکا کر مجھے جواب دو۔ ہاں کی صورت میں دو بار اور ناں کی صورت میں ایک بار۔ پھر میں تمہیں بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں''۔۔۔۔ واسکر نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے دانستہ ایک بار پلک جھپکائی کیونکہ وہ کسی صورت ان پر یہ ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ اپنے آپ کو اب بھی ورلڈ پیس آرگنائزیشن سے متعلق ہی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

''اوکے۔ اگر تمہارا تعلق ایجنسی سے نہیں ہے تو پھر میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا''۔۔۔۔ واسکر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مایوسی ہوئی ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی مڑ کر واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ شاید اس کی دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔

''صدیقی۔ میرے جسم میں حرکت واپس آ رہی ہے''۔ اچانک صدیقی کے عقب میں موجود نعمانی نے ہلکی سی آواز میں کہا لیکن

صدیقی ظاہر ہے کوئی جواب نہ دے سکتا تھا۔ اس کی زبان تک بے حس و حرکت تھی۔ پھر تھوڑی سی مزید دیر گزری تھی کہ مارٹن اور واسکر دونوں تیزی سے چلتے ہوئے واپس آ گئے۔

''میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ان کا تعلق کسی ایجنسی سے نہیں ہے''۔ واسکر نے کہا۔

''ہو بھی سہی تو اب چیف نے انہیں ختم کرنے کا حکم دے دیا ہے''۔۔۔ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جیب سے مشین پسٹل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتا، یکلخت سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی واسکر اور مارٹن دونوں چیختے ہوئے الٹ کر پشت کے بل فرش پر جا گرے۔ یہ فائرنگ صدیقی کے عقب سے کی گئی تھی اور پھر صدیقی نے کسی کے اٹھنے اور آہستہ آہستہ چلنے کی آوازیں سنیں اور چند لمحوں بعد اس نے نعمانی کو لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھتے دیکھا۔ لیکن نعمانی اس انداز میں چل رہا تھا جیسے اسے جسم پر پوری طرح قابو نہ ہو لیکن اس کے باوجود وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور ایک بار پھر سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں، اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے واسکر اور مارٹن دونوں کے جسموں پر پڑیں اور وہ چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صدیقی سوچ رہا تھا کہ مارٹن کو ہلاک نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن شاید صورتحال ہی ایسی ہو گئی تھی کہ نعمانی کے پاس ان دونوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ

رہا تھا۔ نعمانی اسی طرح لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ صدیقی کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ صدیقی دل ہی دل میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ نعمانی کے جسم میں اتنی حرکت کیسے آ گئی کہ وہ عین موقع پر اٹھ کر چلنے اور سائیلنسر لگی مشین پسٹل چلانے میں کامیاب ہو گیا جبکہ وہ اور اس کے دوسرے ساتھی ویسے ہی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں صدیقی کے کانوں میں پڑیں اور پھر نعمانی سامنے آ گیا۔ وہ اب اس انداز میں دوڑ رہا تھا جیسے وہ کبھی بے حس ہوا ہی نہ ہو۔ اس نے ایک ہاتھ میں بڑا سا جگ پکڑا ہوا تھا۔ اس نے سب سے پہلے ایک ہاتھ سے صدیقی کا منہ دبا کر اسے کھولا اور پھر جگ میں موجود پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا اور جیسے ہی پانی کے دو بڑے بڑے گھونٹ صدیقی کے حلق سے نیچے اترے صدیقی کو اپنے جسم میں حرکت کا احساس ہونا شروع ہو گیا جبکہ نعمانی آگے بڑھ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی صدیقی اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے ساتھی بھی اسی انداز میں اٹھنے کی کوششوں میں مصروف تھے جبکہ نعمانی نے واپس مڑ کر فرش پر پڑے ہوئے مارٹن پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب مارٹن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو نعمانی نے ہاتھ ہٹا لئے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ادھر صدیقی اور اس کے ساتھی اب اٹھ

کر کھڑے ہونے کی کوششوں میں مصروف تھے اور پھر انہیں مارٹن کے حلق سے نکلنے والی کراہ سنائی دی۔

''کہاں ہے جوہن۔ بولو۔ کہاں ہے جوہن''۔۔۔ نعمانی کی آواز سنائی دی اور صدیقی نے دیکھا کہ نعمانی نے جھک کر مارٹن کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھا ہوا تھا اور اسے مخصوص انداز میں مسلسل حرکت دے رہا تھا اور مارٹن کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب صدیقی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا لیکن ابھی تک اس کا جسم پوری طرح قابو میں نہ تھا۔ وہ لڑکھڑا رہا تھا۔ یہی پوزیشن اس کے دوسرے ساتھیوں کی تھی۔

''چیف جوہن لاس ڈیگو میں ہے۔ لاس ڈیگو میں''۔۔۔ مارٹن کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے۔

''کہاں ہے لاس ڈیگو۔ تفصیل بتاؤ''۔۔۔ نعمانی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ووڈس ایریئے میں لاس ڈیگو نام کا مشہور کلب ہے۔ چیف جوہن وہاں ہے۔ وہ رات وہیں گزارے گا''۔۔۔ مارٹن نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن سائیڈ پر ڈھلک گئی اور نعمانی سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''یہ تم کیسے حرکت میں آ گئے تھے''۔۔۔ صدیقی نے سب سے پہلے نعمانی سے پوچھا۔

''میں نے لعاب نگلا تو میرے جسم میں معمولی سی حرکت محسوس

ہونے لگی اور میں سمجھ گیا کہ ان ریز کا سرکٹ پانی سے ٹوٹ جاتا ہے اس لئے میں نے مسلسل لعاب نگلنا شروع کر دیا اور پھر آہستہ آہستہ میرے جسم میں حرکت آتی چلی گئی۔ جب میں اس قابل ہوا کہ جیب سے مشین پسٹل نکال کر اسے چلا سکوں تو اسی لمحے مارٹن اور واسکر واپس آ گئے اور اگر میں فوری ان پر فائرنگ نہ کرتا تو وہ لوگ ہم سب کو بے بسی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیتے''۔ نعمانی نے جواب دیا اور پھر جگ میں سے مزید پانی پینے کے بعد وہ سب دوبارہ اپنی صحیح حالت میں آ گئے۔

''اس بلڈنگ میں مارٹن اور واسکر کے علاوہ صرف ایک آدمی تھا جسے صدیقی نے پہلے ہی اس انداز میں گھما کر پھینکا تھا کہ وہ گردن میں بل آ جانے کی وجہ سے ہلاک ہو چکا تھا۔

''تم نے آج واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے نعمانی ورنہ آج ہم یقینی خاتمے کے قریب پہنچ چکے تھے''۔۔۔ صدیقی نے نعمانی کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور پھر جب باقی ساتھیوں نے بھی اس کے اس کارنامے کی دل کھول کر تعریف کی تو نعمانی کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''اب لاس ڈیگو جانا ہو گا''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے تو وہ سب مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے کیونکہ اسٹیشن ویگن باہر پارک میں موجود تھی جس کے ذریعے انہوں نے لاس ڈیگو کلب پہنچنا تھا۔

کیرونا ٹاؤن کا ایئر پورٹ خاصا بڑا نہ تھا کیونکہ یہاں کوئی بین اقوامی پرواز نہ آتی تھی اور نہ ہی یہاں سے فلائی کرتی تھی۔ صرف میسٹک فلائٹس آتی اور جاتی رہتی تھیں جن میں زیادہ مسافر غیر ملکی یاح ہوا کرتے تھے جو اس ٹاؤن میں واقع آثار قدیمہ کی سرنگوں کو یکھنے اور ان میں چلنے اور سفر کرنے کی خاطر یہاں آتے تھے۔ مران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی ایک ڈومیسٹک پرواز کے ذریعے یئر پورٹ پہنچا تھا۔ وہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ عمران پنے ساتھیوں سمیت آؤٹر لاؤنج میں موجود تھا۔ ان کے ارد گرد بھی یر ملکی سیاح تھے جن میں زیادہ تعداد جاپانیوں کی تھی۔ البتہ عمران ور اس کے ساتھی بڑے چوکنا انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھے کیونکہ راستے میں عمران نے انہیں کہہ دیا تھا کہ وہ سب پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں کیونکہ پیٹر کی گفتگو کا انداز خاصا مشکوک

تھا اور عمران نے اس کو رہائش گاہ مہیا کرنے کا کہہ دیا تھا تاکہ انہیں براہ راست اس کے کلب نہ جانا پڑے اور ہو سکتا تھا کہ یہاں بھی ان کی نگرانی کے لئے پیٹر کے آدمی موجود ہوں اس لئے وہ بے حد چوکنا نظر آ رہے تھے لیکن وہ ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آ گئے اور انہیں کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا تو ان کے چہروں پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ایئر پورٹ کیرونا ٹاؤن سے خاصے فاصلے پر بنایا گیا تھا کیونکہ پورا علاقہ تو پہاڑی تھا اور کیرونا ٹاؤن کے قریب کوئی ایسی جگہ موجود نہ تھی جہاں ایئر پورٹ بنایا جا سکتا اس لئے یہاں سے کیرونا ٹاؤن پہنچنے کے لئے ٹیکسیاں اور بسیں موجود رہتی تھیں۔ عمران ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی اس لئے انہیں دو ٹیکسیاں ہائر کرنا پڑیں۔ ایک ٹیکسی میں صالحہ اور جولیا کے ساتھ صفدر سوار ہو گیا تھا جبکہ دوسری ٹیکسی میں عمران کے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل سوار تھے۔ عمران والی ٹیکسی آگے تھی جبکہ جولیا والی ٹیکسی اس کے عقب میں آ رہی تھی۔ عمران ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔

"کیرونا ٹاؤن تک پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی"..... عمران نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"چار گھنٹے جناب کیونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اس لئے یہاں رفتار تیز نہیں رکھی جا سکتی"..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"خاصا وقت ہے یہ تو"..... عمران نے کہا۔

"جناب۔ یہ علاقہ بے حد سرسبز اور خوبصورت ہے۔ آپ کو محسوس ہی نہیں ہو گا کہ کتنا وقت گزر گیا ہے"..... ڈرائیور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں تسلی دے رہا ہو۔

"لیمور کلب تو تم جاتے رہتے ہو گے"..... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"یس سر۔ لیمور کلب تو کیرونا ٹاؤن کا معروف ترین کلب ہے سیاحوں کے لئے خوبصورت ترین جگہ ہے"..... ڈرائیور نے کہا۔

"لیکن میں نے سنا ہے کہ وہ خاصا بدنام کلب ہے"..... عمران نے کہا۔

"سر۔ مقامی افراد کے لئے بدنام ہو گا سیاحوں کے لئے نہیں ہے۔ سیاحوں کا خصوصی تحفظ کیا جاتا ہے۔ ویسے مقامی افراد کے لئے علیحدہ ہال ہے اور سیاحوں کے لئے علیحدہ"..... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں دنگا فساد نہیں ہوتا"..... عمران نے کہا تو ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا۔

"اکثر ہوتا ہے جناب۔ لیکن مقامی افراد کے ہال تک ہی یہ بات محدود رہتی ہے۔ سیاحوں کے ہال کی خصوصی حفاظت کی جاتی ہے۔ ویسے بھی لیمور کلب کے آدمیوں کا پورے کیرونا ٹاؤن پر مکمل ہولڈ ہے۔ ان کی مرضی کے خلاف کوئی آدمی کم از کم کیرونا ٹاؤن

میں زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے جناب سیاحوں کے لئے وہ بے حد محفوظ جگہ ہے''۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں اس کے مالک اور منیجر پیٹر سے ملنا ہے۔ تم جانتے ہو اسے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''انہیں کون نہیں جانتا جناب۔ لیکن وہ کم ہی کلب سے باہر نکلتے ہیں''۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

''ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ کیا وہ کلب میں ہی رہتے ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ان کی رہائش کیردنا ٹاؤن کے سب سے پوش علاقے کیردنا کالونی میں ہے۔ اس کالونی کے داخلی راستوں پر باقاعدہ چیک پوسٹیں ہیں جہاں سے کسی غیر متعلقہ آدمی کو اندر جانے ہی نہیں دیا جاتا''۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ اسے ایسے راستے کا علم ہے جہاں چیکنگ نہیں ہے اور ویسے عمران ٹیکسی ڈرائیوروں کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ یہ لوگ واقعی ایسے ایسے راستوں سے واقف ہوتے ہیں جن کے بارے میں اچھے اچھے باخبر لوگ بھی کچھ نہیں جانتے۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم پیٹر کی رہائش گاہ تک بغیر چیکنگ کے پہنچ سکیں۔ میرا مطلب ہے کوئی معاوضہ دے کر''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''لیکن آپ نے تو سالسبری کالونی جانا ہے جناب اور کیردنا کالونی تو بالکل دوسری جگہ پر ہے''۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

''سالسبری کالونی میں ہماری رہائش گاہ کا بندوبست بھی پیٹر نے ہی کیا ہے۔ ہمارا اس سے ایک بڑا سودا ہونا ہے لیکن ہم وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم جلد از جلد کام نمٹا کر واپس جا سکیں۔ تم بولو کیا کہتے ہو۔ تمہیں منہ مانگا معاوضہ مل سکتا ہے اور یہ بھی وعدہ رہا کہ تمہارے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''سوری جناب۔ میں ایسا کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ نے تو واپس چلے جانا ہے جبکہ میں نے یہیں رہنا ہے جناب''۔۔۔ ڈرائیور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم بھاری رقم نہیں کمانا چاہتے تو نہ سہی۔ کوئی اور کما لے گا۔ ہم تو صرف اپنا وقت بچانا چاہتے ہیں اور جب ہم نے واپس چلے جانا ہے تو پھر تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے''۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ اس انداز میں وہاں کیوں جانا چاہتے ہیں''۔ ڈرائیور نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''صرف اس لئے کہ وقت ضائع نہ ہو۔ پیٹر نے ہمیں رہائش گاہ اس لئے دی ہے کہ وہ دو تین روز تک ہمیں یہاں رکھ کر سودے بازی میں اپنی حیثیت بڑھانا چاہتا ہے جبکہ ہم ضروری معاملات طے

کر کے واپس جانا چاہتے ہیں۔ جب ہم اس کے گھر پہنچ جائیں گے تو پھر وہ ہمیں ملنے سے انکار نہ کر سکے گا۔ بس اتنی سی بات ہے''.... عمران نے بڑے عام سے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو وہاں تک پہنچا دوں گا۔ آپ مجھے کتنا معاوضہ دیں گے''.... ڈرائیور نے کہا۔

''دس ہزار ڈالر''.... عمران نے کہا تو ایک لمحے کے لئے ڈرائیور کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے اور پھر مسرت کے تاثرات چھا گئے۔

''ٹھیک ہے جناب۔ کیا ہم نے ابھی وہیں جانا ہے''۔ ڈرائیور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''.... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دس نوٹ نکال کر ڈرائیور کی گود میں رکھ دیئے۔

''شکریہ جناب''.... ڈرائیور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے نوٹ اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔

''اب یہ بتاؤ کہ تم ہمیں وہاں کس طرح پہنچاؤ گے''.... عمران نے کہا۔

''کیا آپ پہلے بھی وہاں جا چکے ہیں''.... ڈرائیور نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ لیکن مجھے وہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے''۔

عمران نے جواب دیا۔

''جناب۔ کیرونا کالونی کے دو راستے ہیں اور دونوں پر چیک پوسٹیں موجود ہیں لیکن اس کالونی کا ایک اور بھی راستہ ہے لیکن وہاں سے آدمی پیدل اندر جا سکتا ہے۔ گاڑی پر نہیں۔ یہ ایک قدرتی کریک ہے جو خاصا چوڑا اور بڑا کریک ہے۔ اس کالونی کے ملازمین اس کریک سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں آپ کو اس کریک تک پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد آپ آگے پیدل جا سکیں گے۔ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور پیٹر کی رہائش گاہ آپ کو دور سے دکھا کر واپس چلا آؤں گا۔ اگر آپ کی واپسی میں دیر نہ ہو تو میں باہر آپ کا انتظار کروں گا''.... ڈرائیور نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''.... عمران نے ڈرائیور سے پوچھا۔

''جی میرا نام رونڈی ہے''.... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس کریک کے باہر رکنا۔ ہمیں دو تین گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں اور ہم آدھے گھنٹے میں بھی فارغ ہو سکتے ہیں۔ ہم تمہیں اس ویٹنگ اور پھر واپس سالسبری کالونی تک کا معاوضہ علیحدہ دیں گے''.... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں انتظار کروں گا سر''.... رونڈی کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا تھا اور پھر واقعی تقریباً چار گھنٹوں بعد وہ کیرونا ٹاؤن کی حدود میں داخل ہو گئے۔ کیرونا ٹاؤن زیادہ بڑے رقبے پر نہیں

تھا اس لئے جلد ہی ایک پہاڑی سڑک کے کنارے رونڈی نے ٹیکسی روک دی۔ اس کے پیچھے دوسری ٹیکسی بھی آ کر رک گئی۔

''اپنے ساتھی کو خود سمجھا دینا'' ..... عمران نے ٹیکسی سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو رونڈی سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور تیزی سے دوسری ٹیکسی کے ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا جبکہ دونوں ٹیکسیوں میں سے عمران اور اس کے ساتھی باہر آ گئے تھے۔

''کیا یہ سالسیری کالونی ہے'' ..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ ہم پیٹر کی رہائش گاہ پر جا رہے ہیں'' ..... عمران نے کہا۔

''آیئے جناب۔ میں نے جگر کو جو دوسری ٹیکسی کا ڈرائیور ہے سمجھا دیا ہے۔ وہ بھی میرے ساتھ آپ کی واپسی کا انتظار کرے گا'' ..... رونڈی نے واپس آ کر کہا۔

''ہاں چلو'' ..... عمران نے کہا اور پھر وہ رونڈی کی رہنمائی میں پہاڑی کے اندر بنے ہوئے ایک قدرتی کریک میں داخل ہوئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کریک تھا اور اس میں لوگ آ جا رہے تھے لیکن یہ سب افراد اپنے لباس اور حلیوں سے ملازمین دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب بھی حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے کوئی بات نہ کی تھی۔ سب خاموشی سے انہیں دیکھتے ہوئے گزرتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک دیوار

کی جڑ سے باہر آ گئے۔ یہ ایک وسیع و عریض کالونی تھی جس کے گرد اونچی دیوار تھی اور دیوار پر خار دار تاریں نصب تھیں اور ان پر ہر بیس فٹ بعد مخصوص بلب لگے ہوئے تھے۔ عمران ان بلبوں کی ساخت دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ان تاروں میں الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ کالونی میں محل نما رہائشی عمارتیں تھیں۔ وہ درمیانی راستے سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد رونڈی جو ان کی رہنمائی کر رہا تھا ایک جگہ رک گیا۔

''جناب۔ وہ سامنے سرخ پتھروں سے بنی ہوئی کوٹھی جناب پیٹر کی ہے'' ..... رونڈی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ باہر رہ کر ہمارا انتظار کرنا''۔ عمران نے کہا تو رونڈی سلام کر کے واپس مڑ گیا تو عمران آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس وسیع و عریض کوٹھی کی عقبی طرف موجود تھے۔

''یہاں مسلح افراد موجود ہوں گے اور ہم کسی صورت بھی پیٹر تک نہ پہنچ سکیں گے'' ..... صفدر نے کہا۔

''لیکن کیا پیٹر اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہوگا'' ..... جولیا نے کہا۔

''عام طور پر یہ لوگ رات گئے کلب جاتے ہیں ورنہ دن کے وقت تو وہاں اُلو بولتے رہتے ہیں'' ..... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر آپ نے کیا سوچا ہے پیٹر تک پہنچنے کے لئے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ بہت پوش کالونی ہے اس لئے یہاں گٹر لائن کی پوزیشن بھی عام کالونیوں سے زیادہ بہتر ہو گی۔ کافی بڑی گٹر لائن ہو گی جس میں سے آسانی سے گزرا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو اور تھوڑی دیر بعد عمران نے کوٹھی سے باہر آنے والے گٹر کا مین ہول ٹریس کر لیا۔ پھر صفدر نے اس مین ہول کا ڈھکن اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ چونکہ یہ تمام کوٹھیوں کا عقبی اور سائیڈ حصہ تھا اس لئے ادھر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر وہ واقعی انتہائی آسانی سے گٹر لائن کے ذریعے کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ یہ کوٹھی کا اندرونی عقبی حصہ تھا۔ وہ سب باہر آئے تو عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ایک بند کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کھڑکی میں روشنی تھی لیکن اس پر بھاری پردے پڑے ہوئے تھے۔ عمران جیسے ہی کھڑکی کے قریب گیا اس کے کانوں میں ہلکی سی انسانی آواز پڑی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کمرے کے اندر کوئی آدمی بات کر رہا ہو لیکن کھڑکی بند ہونے کی وجہ سے واضح آواز باہر نہ آ رہی تھی۔ عمران نے قریب جا کر دیکھا تو کھڑکی میں معمولی سی درز تھی اور اندر بھاری پردے لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے ہاتھ سے کھڑکی کے پٹ کو دبایا تو کھڑکی زیادہ کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی

آواز واضح طور پر باہر آنا شروع ہو گئی۔

''آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے برونو۔ میں یہ بات نہیں مان سکتا کہ جنہیں ہم نے مارک کیا ہو وہ مشکوک ہیں''...... بولنے والے کا لہجہ سخت اور تحکمانہ تھا۔

''پھر وہ غائب کہاں ہو گئے۔ کیا وہ جن بھوت تھے۔ نانسنس۔ کوٹھی میں تو وہ کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ یہاں ویسے بھی انتہائی سخت انتظامات ہیں''...... بولنے والے نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ پھر دور سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''برونو نے ایک عجیب رپورٹ دی ہے۔ اس نے دو عورتوں اور چار مردوں کے ایک گروپ کو ایئر پورٹ پر چیک کیا ہے۔ ان میں سے ایک عورت سوئس ہے جبکہ دوسری عورت اور چار مرد ایشیائی ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگر وہ ہمارے مطلوبہ افراد ہوتے تو وہ ایئر پورٹ سے سیدھے سالسبری کالونی جاتے لیکن برونو نے کہا ہے کہ وہ کیرونا کالونی کے عقبی طرف پہنچ کر قدرتی کریک سے گزر کر یہاں کالونی میں داخل ہوئے ہیں۔ برونو نے ان کا تعاقب کیا ہے لیکن وہ کالونی میں کہیں غائب ہو گئے ہیں۔ اس نے مجھے اطلاع دی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔ کالونی

میں سینکڑوں کوٹھیاں ہیں۔ وہ کسی بھی کوٹھی کے مہمان ہو سکتے ہیں''۔ اس بھاری آواز نے کہا۔

''آپ درست فرما رہے ہیں چیف۔ ہماری کوٹھی میں تو کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا'' ...... دوسری آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ہاں۔ لیکن میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم سب کو الرٹ کر دو'' ...... بھاری آواز اور سخت لہجے میں چیف نے کہا۔

''یس چیف'' ...... دوسری آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

''میں کچھ دیر آرام کر لوں۔ پھر کلب بھی جانا ہے'' ...... چیف کی ہلکی سی خودکلامی کے سے انداز میں آواز سنائی دی اور پھر کرسی گھسیٹے جانے اور کسی کے اٹھنے اور چلنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی ہلکی سی آواز سنائی دی لیکن عمران کے حساس کانوں نے فوراً ہی سمجھ لیا کہ جو پہلے دروازہ کھلا اور بند ہوا تھا اور دوسری بار جو دروازہ کھلا اور بند ہوا ہے یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں کیونکہ دونوں کی آوازوں میں نمایاں فرق تھا اور عمران ان مخصوص آوازوں سے سمجھ گیا کہ پہلے جو دروازہ کھلا تھا وہ کمرے کا بیرونی دروازہ تھا جبکہ دوسرا جو دروازہ کھلا اور بند ہوا تھا وہ کمرے کا اندرونی دروازہ تھا۔ عمران نے کھڑکی کو اور دبایا اور پھر پردے کو آہستہ سے ہٹا کر اس نے دیکھا تو کمرہ کسی آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ البتہ اس میں روشنی باقاعدہ

ند رہی تھی۔ میز پر شراب کی ایک خالی بوتل اور ایک گلاس پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر اچھل کر وہ کھڑکی پر چڑھا اور آہستہ سے اندر اتر گیا۔ ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی کھڑکی سے اندر آ گئے اور ظاہر ہے وہ سب بھی تربیت یافتہ تھے اور انہیں معلوم تھا کہ انہوں نے اس وقت کس انداز کی احتیاط کرنی ہے اس لئے وہ سب انتہائی محتاط انداز میں اندر داخل ہوئے تھے اور سب سے آخر میں تنویر اندر آیا تھا اور اس نے کھڑکی کو آہستہ سے بند کر دیا تھا۔ عمران اندرونی طرف موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی ناب گھمائی اور اسے آہستہ سے کھول دیا اور پھر اسے جو کچھ نظر آیا اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ یہ بیڈ روم تھا اور بیڈ پر ایک آدمی بوٹوں سمیت اس طرح ڈھیر ہوا پڑا تھا جیسے اسے لباس تبدیل کرنے کی بھی مہلت نہ ملی ہو۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس انداز میں سانس لے رہا تھا کہ عمران سمجھ گیا کہ نیند کے ساتھ ساتھ تیز شراب نے بھی اس پر اثرات ڈالے ہیں اس لئے وہ تقریباً نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ چونکہ یہ وقت عام طور پر سونے کا نہیں تھا اس لئے عمران نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ اس انداز میں سونے کا عادی ہے۔ عمران آہستہ سے اندر داخل ہوا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اسے نال کی طرف سے پکڑ لیا۔ مشین پسٹل عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھی موجود تھے کیونکہ وہ

اندرون ملک پرواز سے یہاں آئے تھے اور ایسی پروازوں میں چیکنگ نہیں ہوا کرتی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ اٹھایا اور دوسرے لمحے مشین پسٹل کا دستہ سوئے ہوئے اس آدمی کے سر پر پڑا تو وہ آدمی اس طرح اچھلا جیسے کوئی مینڈک اچھلتا ہے۔ اس کی آنکھیں بھی ایک جھٹکے سے کھلی تھیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا بازو ایک بار پھر تیزی سے گھوما اور اس بار اس آدمی کے سر پر پڑنے والی ضرب پہلے سے بھی زیادہ زور دار ثابت ہوئی تھی کہ اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور عمران سیدھا ہو گیا۔ وہ آدمی لامحالہ پیٹر ہی تھا اور دو ضربوں کے بعد بے ہوش ہو کر بیڈ پر گرا تھا۔ عمران واپس مڑا اور آفس والے کمرے میں آ گیا۔ وہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

''ہم نے پیٹر سے معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے کوٹھی میں جتنے بھی افراد موجود ہیں ان کا خاتمہ یا کم از کم انہیں بے ہوش کرنا ضروری ہے لیکن یہاں اگر فائرنگ کی گئی تو پولیس فوراً پہنچ جائے گی کیونکہ یہ پوش علاقہ ہے''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ادھر الماری میں اسلحہ موجود ہے۔ شاید اس میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹلز بھی موجود ہوں''۔ صالحہ نے کہا۔

''حیرت ہے۔ تم نے الماریاں بھی چیک کر لیں۔ شاید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خواتین سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی''..... عمران

نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''میں نے ویسے ہی الماری کھولی تھی۔ میرا مقصد اس کی تلاشی لینا نہیں تھا''..... صالحہ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اس میں شرمندہ ہونے کی بجائے تمہیں فخر کرنا چاہئے کیونکہ شاید ہمارا خیال اس الماری کی طرف نہ جاتا اور اس کمرے سے باہر یہاں میرے خیال میں اچھے خاصے مسلح افراد ہر جگہ موجود ہیں''..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے الماری کھولی تو اس کے نچلے بڑے خانے میں واقعی جدید اسلحہ باقاعدہ سجائے جانے کے انداز میں موجود تھا اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ تمام اسلحہ انتہائی معیاری کمپنیوں کا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پیٹر نے یہ اسلحہ خصوصی طور پر اپنے لئے منگوا کر رکھا ہوا ہے۔ عمران نے اسلحے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد گیس پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ میگزین فل تھا۔ اس میں چھ گیس فائر کیپسول تھے۔ عمران نے مطمئن انداز میں الماری بند کر دی۔

''اب تم سب نے سانس روکنے ہیں۔ میں گیس فائر کرنے جا رہا ہوں''..... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ کمرے سے باہر راہداری میں آ گیا۔ راہداری آگے جا کر ایک کھلے اور بڑے برآمدے میں ختم ہو رہی تھی۔ عمران احتیاط بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر راہداری کے اختتام پر وہ رک گیا کیونکہ برآمدے میں

اسے کسی آدمی کے ہلکے سے کھانسنے کی آواز سنائی دی تھی۔ سامنے وسیع و عریض صحن تھا جس کا بڑا سا پھاٹک بند تھا۔ پھاٹک کے قریب دو کمرے تھے جن میں کچھ افراد کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر پہلے دائیں طرف کیپسول فائر کر دیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے بائیں طرف کیپسول فائر کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سانس روک لیا اور پھر تیزی سے برآمدے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ دائیں ہاتھ پر برآمدے میں مسلح افراد اس طرح نیچے گر رہے تھے جیسے ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے گرتے ہیں۔ وہ سانس روکے ہوئے سیڑھیاں اتر کر پھاٹک کی طرف گیا تو اس نے پھاٹک کے ساتھ دو کمروں میں بولنے کی آوازیں سنیں تو اس نے باری باری دونوں کمروں کے کھلے ہوئے دروازوں میں ایک ایک کیپسول فائر کر دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ دوبارہ عمارت کی طرف آ گیا۔ اسے چونکہ سانس روکنے کی خاص پریکٹس تھی اس لئے اس نے سانس روکا ہوا تھا لیکن ظاہر ہے کب تک۔ ویسے چلنے کی وجہ سے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن پر اندھیرے بار بار جھپٹ رہے ہوں۔ اس نے ہاتھ سیدھا کیا اور پھر راہداری میں جہاں سے وہ باہر آیا تھا اس نے باقی دو کیپسول فائر کر دیئے اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے سائیڈ پر موجود دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کھلی فضا تھی۔ کچھ دیر تک مزید سانس روکنے کے بعد جب اسے احساس ہونے لگا کہ وہ اب مزید

سانس نہ روک سکے گا تو اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر کچھ نہ ہونے پر اس نے مزید زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔ تب اسے احساس ہوا کہ یہ کسی خصوصی گیس کے کیپسول تھے کیونکہ اس کے اثرات جہاں بے حد تیز تھے وہاں اس کے اثرات عمران کی توقع سے بھی زیادہ جلد ختم ہو گئے تھے۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس نے جو دو کیپسول راہداری میں فائر کئے ہیں اس کے اثرات پوری عمارت میں پھیل جائیں گے اور اس کے ساتھی جو اندر موجود ہیں انہوں نے سانس روک رکھے ہوں گے لیکن اس کے باوجود ان کے بے ہوش ہونے کے امکانات زیادہ تھے لیکن عمران اس بارے میں متفکر نہیں تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسی گیس کا توڑ پانی بھی ہے اس لئے اگر اس کے ساتھی بے ہوش ہو گئے تو وہ آسانی سے انہیں ہوش میں لے آئے گا۔ جب اس کی پوری تسلی ہو گئی کہ اب عمارت میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے تو وہ سب سے پہلے مڑا اور پھاٹک کے قریب موجود کمروں کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں کمروں میں چار افراد کرسیوں پر ہی بیٹھے بیٹھے ڈھلکے ہوئے موجود تھے۔ پھر عمران اندر عمارت میں گیا تو اس نے نہ صرف اپنے تمام ساتھیوں کو بے ہوش پڑے دیکھا بلکہ اس نے پوری عمارت کا چکر لگانے پر وہاں مزید آٹھ افراد کو مختلف کمروں میں بے ہوش پڑے دیکھا تو اس نے کچن میں جا کر وہاں سے ایک بڑا جگ اٹھایا۔ اس میں پانی بھرا اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔ اس نے

باری باری سب کے حلق میں پانی ڈالا تو تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوش میں آ گئے۔

''میں نے کہا تھا کہ سانس روک کر رکھنا لیکن لگتا ہے تمہیں زیادہ دیر سانس روکنے کی پریکٹس نہیں رہی''...... عمران نے کہا۔

''تم تو میرا خیال ہے بغیر سانس لئے صدیوں زندہ رہ سکتے ہو۔ تم تو سرے سے انسان ہی نہیں ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ یہی سمجھی تھی کہ عمران نے ان پر طنز کیا ہے۔

''جب بغیر دل کے زندہ رہا جا سکتا ہے تو بغیر سانس کے بھی ضرور زندہ رہا جا سکتا ہوگا۔ ویسے بھی یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی گنے چنے سانسوں کا نام ہے۔ بس فرق اتنا ہے کہ گنتی میں گڑبڑ نہیں ہو سکتی''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ آپ بتائیں کہ اس عمارت کی کیا پوزیشن ہے''...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔

''کافی لوگ تھے۔ سب بے ہوش پڑے ہیں۔ صفدر نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ وہاں میں نے رسی کے بنڈل دیکھے ہیں۔ تم وہ بنڈل لے آؤ تاکہ اس پیٹر سے پوچھ گچھ کے بعد مشن کو آگے بڑھایا جا سکے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اس کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ولنگٹن کے شمال میں ایک وسیع ایریا تھا جسے لاس ڈیگو کہا جاتا تھا۔ یہ سارے کا سارا علاقہ پوش ایریا کہلاتا تھا کیونکہ اس علاقے میں یا تو بڑے بڑے بینک تھے یا کلب، ہوٹل اور جوئے خانے اور اس کے علاوہ بھی اس کے کئی پورشن تھے لیکن ایک پورشن میں جو کوٹھیاں تھیں وہ بڑے محلوں سے کم نہ تھیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھی اسٹیشن ویگن میں سوار لاس ڈیگو کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بس ٹرمینل سے صدیقی نے ماسک میک اپ کا سامان خرید لیا تھا اور پھر ایک علیحدہ جگہ پر اسٹیشن ویگن روک کر ان سب نے نئے سرے سے ماسک میک اپ کر لئے تھے اس لئے اب وہ چاروں ہی ایک بار پھر ایکریمین نظر آ رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی اور سائیڈ سیٹ پر نعمانی بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹوں پر خاور اور چوہان موجود تھے۔

''صدیقی۔ یہ مارٹن کے خصوصی پوائنٹ کی اسٹیشن ویگن ہے اور مارٹن کے لوگ ظاہر ہے ہر جگہ موجود ہوں گے۔ وہ ویگن کو پہچان سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے خاور نے کہا۔

''میرے خیال میں ایسا نہیں ہو گا کیونکہ مارٹن کی موت کے بارے میں فوری طور پر کسی کو علم نہیں ہو سکتا اور ان کی گاڑیاں اپنے اپنے کاموں کے لئے بہرحال باہر نکلتی رہتی ہوں گی۔ اس کے علاوہ ہم نے لاس ڈیگو تک پہنچنا ہے۔ اس کے بعد شاید ہماری واپسی کسی اور سواری پر ہو''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے لاس ڈیگو نامی کلب میں جا کر اس جوہن سے ملاقات کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''سوچنے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ ذرا کھل کر بات کرو''۔ صدیقی نے کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ جوہن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتا۔ پھر وہ ہم سے کیوں ملے گا''...... نعمانی نے کہا۔

''وہ تو شاید واقعی ہم سے نہ ملے لیکن ہم ضرور اس سے ملاقات کے لئے اس کے سر پر پہنچ جائیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا وہ سڑک پر بیٹھا ہوا ہو گا''...... نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ سڑک پر نہیں بیٹھا ہو گا بلکہ اپنے کلب کے کسی تہہ خانے

کے ساؤنڈ پروف کمرے میں ہو گا لیکن ہمیں ہر صورت میں اس تک پہنچنا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا تم نے کوئی خصوصی پلان سوچ لیا ہے''...... اس بار چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ وارنر برادرز ناراک کے مشہور گینگسٹر ہیں اور پوری دنیا میں ان کے نام کا خوف انڈر ورلڈ کے لوگوں پر طاری رہتا ہے اور خاص طور پر ایکریمیا کا بڑے سے بڑا گینگسٹر ان کا نام سن کر ایک لمحے کے لئے تو گڑبڑا جاتا ہے اور وارنر برادرز کا بڑا بھائی جس کا نام ڈوسو ہے اور جسے کنگ ڈوسو کہا جاتا ہے، میرا بڑا اچھا دوست ہے اس لئے میں اس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو تم وہاں کنگ ڈوسو بن کر جاؤ گے لیکن اس کا میک اپ کیسے ہو گا اور کیا وہ تمہارے قد وقامت کا ہے''...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' ارے نہیں۔ وہ تو دیو ہیکل آدمی ہے۔ چار گینڈوں سے بھی بڑھ کر۔ میں تو اس کا نام استعمال کروں گا اور تم دیکھنا کہ جوہن اس کا نام سن کر کیسے ہم سے ملاقات کے لئے فوراً تیار ہو جائے گا''۔ صدیقی نے ایسے اعتماد بھرے لہجے میں کہا کہ وہ سب خاموش ہو گئے۔ پھر جب ویگن لاس ڈیگو کے علاقے میں داخل ہوئی تو انہیں لاس ڈیگو کلب تلاش کرنے میں زیادہ جدوجہد نہیں کرنا پڑی۔ بارہ

منزلہ عمارت پر لاس ڈیگو کلب کا شاندار اور جہازی سائز کا نیون سائن دور سے ہی نظر آ جاتا تھا۔ وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں مختلف رنگوں کی کاروں کا میلہ سا لگا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن آنے جانے والے تمام افراد کا واضح طور پر زیر زمین دنیا سے تعلق نظر آ رہا تھا۔ صدیقی نے اسٹیشن ویگن کمپاؤنڈ کے ایک خالی حصے میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سب مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں لوگوں کا رش دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہاں عورتوں اور مردوں کا اس قدر رش تھا جیسے اس کلب میں ہر چیز مفت ملتی ہو۔ اس لئے اسے حاصل کرنے کے لئے اس قدر لوگ یہاں اکٹھے نظر آ رہے ہوں۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر چھ لڑکیاں کام کر رہی تھیں۔ ان میں سے پانچ لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی اپنے سر کے بالوں کو سنوارنے میں مصروف تھی۔ سامنے کاؤنٹر پر ایک فون پڑا ہوا تھا۔

''ہیلو مس''۔۔۔۔ صدیقی نے قریب جا کر قدرے سخت لہجے میں کہا تو لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''میرا نام جورجا ہے''۔۔۔۔ لڑکی نے بڑی ادا بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو مس جورجا۔ جوہن کو فون کرو اور اسے کہو کہ ناراک سے وارنر برادرز کا خصوصی پیغام لے کر ہم یہاں موجود ہیں۔ میرا نام

جیگر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''۔۔۔۔ صدیقی نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سوری مسٹر جیگر۔ چیف جوہن ملک کے صدر سے بھی نہیں ملتے۔ تم نجانے کس کا نام لے رہے ہو۔ بہرحال تم جا سکتے ہو''۔ جورجا نے اس بار بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس سے بات تو کرو''۔۔۔۔ صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں کہہ رہی ہوں کہ جاؤ۔ اس سے پہلے کہ میں کسی اور کو بلاؤں اور پھر تم زندہ یہاں سے واپس بھی نہ جا سکو گے''۔۔۔۔ جورجا نے اس بار بڑے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''تم عورت ہو اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ''۔۔۔۔ صدیقی نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

''رابرٹ''۔۔۔۔ جورجا نے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ایک آدمی کو اشارے سے قریب آنے کو کہا تو وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''کیا بات ہے مس''۔۔۔۔ اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ۔ نجانے کس وارنر برادرز کا نام لے کر یہاں آ گئے ہیں''۔۔۔۔ جورجا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ وارنر برادرز''۔۔۔۔ اس آدمی نے بے

اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اس کلب کی خوش قسمتی ہے کہ تم وارنر برادرز کے بارے میں جانتے ہو ورنہ یہ لڑکی تو اس کلب کو ابھی میزائلوں سے تباہ کرا دیتی''..... صدیقی نے کہا تو اس بار لڑکی بھی اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''..... لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ درست کہہ رہے ہیں مس۔ وارنر برادرز کا نام جہاں آ جائے وہاں سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں بچتا۔ میں نے چار سال تک ان کے تحت ایک کلب میں کام کیا ہے۔ آپ چیف سے بات کر لیں۔ وہ یقیناً مجھ سے بھی زیادہ انہیں جانتے ہوں گے اور خود ہی بہتر فیصلہ کر لیں گے''..... آنے والے نے کاؤنٹر گرل کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم کہہ رہے ہو تو میں کر لیتی ہوں بات''..... جورجا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخری نمبر پریس کرنے کے بعد جیسے ہی جورجا نے ہاتھ اٹھایا صدیقی نے خود ہی انگلی کی مدد سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ جورجا نے چونک کر صدیقی کی طرف دیکھا لیکن اسی لمحے دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی تو جورجا فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''یس''..... ایک بھاری سی سرد آواز سنائی دی۔

''کاؤنٹر سے جورجا بول رہی ہوں سر۔ یہاں چار صاحبان آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ وارنر برادرز کے آدمی ہیں اور چیف کو کوئی خصوصی پیغام دینے آئے ہیں۔ میں نے تو انہیں ٹالنا چاہا لیکن وہ سر ہو گئے تو میں نے ہیڈ سپروائزر رابرٹ کو کال کر لیا لیکن رابرٹ نے کہا کہ وارنر برادرز کا جہاں نام آ جائے وہاں تباہی و بربادی بھی ساتھ ہی آتی ہے اس لئے میں آپ کو فون کر کے کہہ دوں اور اس لئے میں نے فون کیا ہے''..... جورجا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''کتنے افراد ہیں''..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''چار افراد ہیں جناب۔ چاروں ہی ایکریمین ہیں''..... جورجا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کے سربراہ سے میری بات کراؤ''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جورجا نے رسیور صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

''اسسٹنٹ منیجر رینالڈ صاحب سے بات کرو''..... جورجا نے کہا۔

''یس۔ جیگر بول رہا ہوں''..... صدیقی نے رسیور لے کر سرد لہجے میں کہا۔

''وارنر برادرز میں سے کس کا پیغام لے کر آپ آئے ہیں''۔ دوسری طرف سے اس انداز میں کہا گیا جیسے کسی سروس کے امیدوار

کا امتحان لیا جاتا ہے۔

''بڑے بھائی کنگ ڈوسو کا۔ اور یہ بھی سن لیں کہ ہم نے بڑی مشکل سے تمہاری اس نانسنس اور احمق ترین لڑکی کا رویہ برداشت کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ ڈوسو نے زور دے کر کہا تھا کہ ہم چیف جوہن سے مل کر اور پیغام دے کر واپس آئیں ورنہ اس لڑکی کی حماقت سے اب تک پورا کلب میزائلوں سے زمین بوس ہو چکا ہوتا۔ اس احمق لڑکی سمیت''...... صدیقی کا لہجہ سرد سے سرد تر ہوتا چلا گیا تھا جورجا کے چہرے پر پہلی بار قدرے خوف کے تاثرات نظر آنے لگ گئے تھے۔

سوری مسٹر جیگر۔ اس لڑکی نے پہلے یہ نام سنا ہی نہیں تھا۔ آپ فون اسے دیں''...... اس بار دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا تو صدیقی نے رسیور جورجا کی طرف بڑھا دیا۔

''یس باس''...... جوریا نے کہا۔

''رابرٹ سے کہو کہ وہ انہیں میرے آفس تک پہنچا دے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جورجا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''سوری سر''...... جورجا نے کہا اور پھر اس نے اپنا رخ رابرٹ کی طرف موڑ دیا۔

''رابرٹ۔ انہیں مسٹر رینالڈ کے آفس تک چھوڑ آؤ''...... جورجا نے سپروائزر سے کہا۔

''آیئے جناب''...... رابرٹ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ کر ایک راہداری میں آگے بڑھتے گئے۔

''سر۔ میں یہ بات پہلے بتا دوں کہ چیف جوہن کسی سے نہیں ملتے اس لئے آپ پیغام جناب رینالڈ کو دے دیں۔ وہ پیغام چیف تک پہنچ جائے گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا پیغام فون پر پہنچے گا یا براہ راست''...... صدیقی نے پوچھا۔

''فون پر جناب''...... رابرٹ نے کہا۔

''تو پھر ہم بھی فون پر بات کر سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ سوائے جناب رینالڈ کے یہاں اور کسی فرد سے بات نہیں کرتے''...... رابرٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازے کی دوسری طرف سے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابرٹ نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

''تشریف لے جائیں جناب''...... رابرٹ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو صدیقی اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ یہ ایک گیلری تھی جس کے آخر میں دروازے کی بجائے ایک محراب سی بنی ہوئی تھی جس کی دوسری

طرف ایک وسیع و عریض کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی جب اس آفس میں پہنچے تو وسیع و عریض آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک درمیانے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی سوٹ میں ملبوس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر بال پیچھے کی طرف کئے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ آنکھیں چھوٹی چھوٹی لیکن ان میں تیز چمک تھی۔

''بیٹھیں۔ میرا نام رینالڈ ہے''...... اس آدمی نے استقبالیہ انداز میں اٹھنے کی بجائے وہیں بیٹھے بیٹھے میز کی دوسری طرف رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ملاقات کا وقت دے کر ان پر بہت بڑا احسان کیا ہو۔

''مسٹر رینالڈ۔ ہم ناراک سے یہاں صرف بیٹھنے کے لئے نہیں آئے۔ میرا نام جیگر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے جوہن سے ملاقات کرنی ہے۔ آپ بتائیں کہ یہ ملاقات فوری طور پر کیسے ہو سکتی ہے''...... صدیقی کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت ہو گیا تھا۔ شاید یہ اس رینالڈ کی سرد مہری اور لاتعلقی کا ردعمل تھا۔

''چیف جوہن کسی سے نہیں ملتے۔ آپ نے جو پیغام دینا ہے مجھے دے دیں۔ وہ ان کا پہنچ جائے گا''...... رینالڈ نے کہا۔

''کیا آپ خود جا کر انہیں پیغام پہنچائیں گے یا فون پر بات ہو گی''...... صدیقی نے پوچھا۔

''میں نے کہا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتے اس لئے فون پر ہی پیغام ان تک پہنچایا جا سکتا ہے''...... رینالڈ نے کہا۔

''تو آپ میری ان سے بات کرا دیں۔ میں فون پر پیغام دے دیتا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''سوری۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ آپ پلیز میرا وقت ضائع نہ کریں۔ میں بے حد مصروف رہتا ہوں اور صرف آپ کی وجہ سے میں نے اپنا تمام کام معطل کر رکھا ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ کا تعلق کنگ ڈوسو سے ہے''...... رینالڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتائیں کہ جوہن کی نظروں میں آپ کا کیا مقام ہے۔ کیا آپ ان کے عملی اسسٹنٹ ہیں یا صرف اس آفس تک ہی محدود ہیں''...... صدیقی نے کہا تو رینالڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات''...... رینالڈ نے کہا۔

''مسٹر جوہن کے احکامات کی تکمیل عملی طور پر کون کراتا ہے۔ آپ یا کوئی اور''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔ آپ کا اس سے کیا تعلق''...... رینالڈ نے قدرے غصیلے لہجے کہا۔

''جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اس کا اس سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ گو ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ہم یہ پیغام براہ راست جوہن تک پہنچائیں لیکن اگر وہ نہیں مل سکتے تو پھر یہ پیغام اس آدمی تک پہنچنا چاہئے جو ان کے احکامات کی عملی تکمیل کرتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کرتا ہوں"..... رینالڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں"..... صدیقی نے کہا تو رینالڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ثبوت۔ کیسا ثبوت۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ تو پھر بھی آپ ثبوت مانگ رہے ہیں"۔ رینالڈ نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اپنے آپ پر قابو رکھیں مسٹر رینالڈ۔ ہم نہ آپ کے ماتحت ہیں اور نہ ہی ملازم۔ آپ ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے ورنہ شاید آپ ہم سے بات کرنے سے پہلے ایک ہزار بار سوچتے اور یہ بات آخری بار سن لیں کہ ہماری برداشت کی ایک حد ہے۔ آپ پلیز اس حد کو کراس نہ کریں۔ مجھے بتائیں کہ مسٹر جوہن جو یہاں کی تمام دفاعی لیبارٹریوں کو سپلائی کرتے ہیں۔ ہر چیز کی سپلائی۔ کیا یہ سپلائی آپ کے ذریعے ہوتی ہے"..... صدیقی کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ سپلائی میرے احکامات کے تحت ہوتی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"..... رینالڈ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر آپ یہ بتا دیں کہ جس لیبارٹری میں ایشیائی سائنس دان

ڈاکٹر احسان کو لے جایا گیا ہے اس کو سپلائی آپ کرتے ہیں یا کوئی اور"..... صدیقی نے کہا تو رینالڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھا کہ آپ کا تعلق وارنر براؤز سے نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"..... رینالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا اچھل کر میز پر سے گھسٹتا ہوا دوسری طرف فرش پر جا گرا۔ وہ چونکہ دراز کھولنے کے لئے تھوڑا سا آگے کی طرف جھکا تھا اس لئے چوڑی میز کے باوجود صدیقی کا ہاتھ اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا اور اس نے ایک زور دار جھٹکے سے اسے میز کے اوپر سے گھسیٹتے ہوئے دوسری طرف فرش پر پھینک دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی رینالڈ نے انتہائی پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن صدیقی نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور رینالڈ کا اٹھتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے واپس فرش پر گر گیا جبکہ نعمانی نے تیزی سے بھاگ کر گیلری کے آخر میں موجود دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔

"بولو۔ کہاں ہے یہ لیبارٹری جس میں ڈاکٹر احسان کو رکھا گیا ہے"..... صدیقی نے پیر کو دبا کر آگے کی طرف موڑتے ہوئے کہا تو رینالڈ کا چہرہ یکلخت مسخ ہو گیا۔ اس کا باقی جسم جھٹکے کھانے لگ گیا تھا۔

"بولو۔ ورنہ"..... صدیقی نے پیر کو واپس کرتے ہوئے کہا تو رینالڈ کا انتہائی مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

''بولو۔ کہاں ہے وہ لیبارٹری۔ بولو''...... صدیقی نے پیر کو ذرا سا اوپر کی طرف گھماتے ہوئے۔

''کیرونا۔ کیرونا ٹاؤن میں۔ سرنگ نمبر تھرٹین میں۔ کیرونا ٹاؤن میں''...... رینالڈ نے رک رک کر کہا۔

''کہاں ہے یہ کیرونا ٹاؤن۔ بولو''...... صدیقی نے کہا۔

''بہاما۔ بہاما ۔ بہاما میں''...... رینالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے یکلخت ایک زور دار جھٹکا کھایا تو صدیقی نے پیر کو تیزی سے گھما دیا اور رینالڈ کا اٹھتا ہوا جسم ایک دھماکے سے نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کی کھلی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

''آؤ نکل چلیں''...... صدیقی نے پیر ہٹاتے ہوئے کہا اور تیزی سے گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے لیکن ابھی وہ دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ گیلری کا فرش اس طرح غائب ہو گیا جیسے کبھی تھا ہی نہیں اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اور اس کے سارے ساتھی گہرائی میں اس طرح گرتے چلے گئے جیسے پہاڑ کی چوٹی سے انہیں نیچے پھینک دیا گیا ہو۔ چونکہ صدیقی اور اس کے ساتھی اچانک نیچے گرے تھے اس لئے لاشعوری طور پر ان سب کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور یہ چیخیں گہرائی میں ڈوبتی چلی گئیں۔

کرنل رچرڈ اپنے آفس میں بیٹھا شراب کی ہلکی ہلکی چسکیاں لینے میں مصروف تھا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کیونکہ ابھی تک اسے کسی گروپ کی کیرونا ٹاؤن میں آمد کا علم نہ ہو سکا تھا اور نہ ہی پیٹر کی طرف سے کوئی اطلاع ملی تھی۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ خود کال کر کے پیٹر سے معلومات حاصل کرے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ پیٹر نے اپنے جو معمولات بتائے تھے ان کے مطابق ابھی وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی ہو گا اور تقریباً دو تین گھنٹوں کے بعد اس کا کلب جانے کا وقت تھا اور وہ پیٹر پر اپنی بے چینی کا اظہار نہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا بے چینی بہرحال بڑھتی جا رہی تھی اور پھر اس نے فیصلہ کیا ہی تھا کہ وہ خود ہی پیٹر سے بات کرے کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل رچرڈ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل رچرڈ بول رہا ہوں''...... کرنل رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''فلیمنگ بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل رچرڈ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فلیمنگ اس کی اس ٹیم میں شامل تھا جو پورے کیرونا ٹاؤن کی چیکنگ میں مصروف تھی اس لئے اس کی طرف سے کی جانے والی کال یقیناً کسی اہم معاملے کے متعلق ہو سکتی تھی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... کرنل رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں ایئر پورٹ پر موجود تھا کہ ایک پرواز سے ایک گروپ کیرونا پہنچا۔ اس گروپ میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں۔ ایک عورت سوئس نژاد ہے جبکہ دوسری عورت اور چاروں مرد ایشیائی ہیں۔ میں نے اس گروپ کو مشکوک سمجھ کر اس کا تعاقب کیا لیکن میری جیپ راستے میں خراب ہو گئی لیکن میں نے دیکھ لیا تھا کہ یہاں کا ایک مقامی آدمی بھی اس گروپ کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ میرے پیچھے تھا۔ جب میری جیپ خراب ہوئی تو میں نے اسے روک کر اسے اپنا تعارف کرایا اور رابطہ رکھنے کے لئے کہا تو وہ مان گیا۔ وہ پیٹر کا آدمی تھا۔ جب میں نے اپنی جیپ کی خرابی دور کر لی تو میں کیرونا ٹاؤن پہنچا تو میں نے اس آدمی جس کا نام برونو ہے، سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ جن دو ٹیکسیوں پر یہ گروپ سوار تھا وہ دونوں ٹیکسیاں کیرونا کالونی کے عقب میں پہنچیں اور پھر ایک

کریک کے ذریعے وہ گروپ کیرونا کالونی میں داخل ہو گیا۔ یہ بات بھی اس برونو نے ہی بتائی کہ اس کیرونا کالونی میں ہی کلب کے چیف پیٹر کی رہائش گاہ ہے۔ گو اس کے مطابق یہ رہائش گاہ ناقابل تسخیر ہے۔ وہاں سائنسی آلات کے ساتھ ساتھ مسلح گارڈز بھی موجود ہیں اس لئے یہ لوگ اس رہائش گاہ میں نہیں جا سکتے اور اس برونو نے یہ بھی بتایا کہ اس نے چیف پیٹر کو بھی اطلاع کر دی ہے لیکن چیف پیٹر نے اس بات کو مسترد کر دیا ہے کہ اس گروپ سے اسے کوئی خطرہ ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ برونو نے اس دوران اس پوری کالونی کی چیکنگ کر لی ہے لیکن یہ گروپ غائب ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے فلیمنگ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس گروپ نے تو سالسبری کالونی پہنچنا تھا۔ وہ کیرونا کالونی میں کیوں پہنچ گیا''...... کرنل رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ برونو سے بھی یہی بات چیف پیٹر نے کی کہ انہوں نے تو سالسبری کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں پہنچنا تھا اس لئے وہ یہاں آ ہی نہیں سکتے لیکن برونو بضد ہے کہ یہ لوگ یہاں پہنچے اور غائب ہو گئے ہیں''...... فلیمنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''میں بھی اس کرونا کالونی میں ہی موجود ہوں چیف''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے۔ تم وہیں رہو۔ میں ابھی پیٹر سے بات کر کے تمہیں مزید ہدایات دیتا ہوں‘‘..... کرنل رچرڈ نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’پیٹر ہاؤس‘‘..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

’’کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ چیف پیٹر سے بات کراؤ‘‘۔ کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ہولڈ کریں جناب‘‘..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو۔ پیٹر بول رہا ہوں‘‘..... چند لمحوں بعد پیٹر کی آواز سنائی دی۔

’’کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی میرے آدمی نے تفصیل سے بتایا ہے کہ دو عورتوں اور چار مردوں کا ایک گروپ فلائٹ کے ذریعے یہاں کیرونا ٹاؤن پہنچا ہے اور ایئر پورٹ سے یہ گروپ سیدھا کیرونا کالونی پہنچا ہے جہاں آپ کی رہائش گاہ ہے۔ آپ کا ایک آدمی برونو بھی ان لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا ہے۔ یہ گروپ کیرونا کالونی کے باقاعدہ داخلی راستوں کی بجائے کسی عقبی کریک کے ذریعے اندر پہنچا ہے اور پھر یہ لوگ غائب ہو گئے ہیں۔ برونو نے آپ کو اطلاع دی لیکن آپ نے اسے نظرانداز کر دیا جبکہ وہ لوگ وہاں پہنچ کر غائب ہو چکے ہیں‘‘..... کرنل رچرڈ

نے کہا۔

’’ہاں۔ برونو نے مجھے اطلاع دی تھی لیکن میں نے اس لئے اسے نظرانداز کر دیا کہ اس گروپ کا کوئی تعلق میری رہائش گاہ سے نہیں ہے اور نہ ہی انہیں میری رہائش گاہ کا علم ہے۔ یہ یقیناً کوئی اور گروپ ہو گا‘‘..... پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ لیکن آپ بہرحال محتاط رہیں‘‘..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’میں محتاط ہی رہتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں‘‘..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے‘‘..... کرنل رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن پھر چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے گروپ کے پاس سیٹلائٹ فون موجود تھے اس لئے وہ ان سے کسی بھی جگہ رابطہ کر سکتا تھا۔

’’یس۔ فلیمنگ بول رہا ہوں‘‘..... چند لمحوں بعد فلیمنگ کی آواز سنائی دی۔

’’کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ میری چیف پیٹر سے بات ہوئی ہے اور ان کا کہنا درست ہے کہ یہ کوئی اور گروپ ہو گا اور کسی اور کوٹھی میں چلا گیا ہو گا اس لئے وہ غائب ہو گیا ہے۔ تم وہاں سے واپس شہر آ جاؤ اور چیکنگ جاری رکھو‘‘..... کرنل رچرڈ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس طرح چونک کر اس نے رسیور اٹھایا جیسے اچانک اسے کوئی خیال آ گیا ہو۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کونر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل رچرڈ بول رہاہوں''...... کرنل رچرڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم کہاں موجود ہو اس وقت''...... کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''میں سالسیری کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ اے کی نگرانی کر رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کوئی گروپ تو نہیں پہنچا وہاں ابھی تک''...... کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ یہاں کوئی نہیں آیا''...... کونر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک اطلاع ملی ہے کہ ایک گروپ جس میں ایشیائی لوگ شامل ہیں کیرونا پہنچا ہے لیکن وہ سالسیری کالونی پہنچنے کی بجائے کیرونا کالونی کے عقبی راستے سے داخل ہو کر غائب ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ گروپ ہمارا مطلوبہ گروپ ہی ہو اور وہ کسی خاص کام

سے کیرونا کالونی گیا ہو اور وہاں سے واپس سالسیری کالونی پہنچ جائے۔ تم نے الرٹ رہنا ہے''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ میں پوری طرح الرٹ ہوں''...... کونر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیسے ہی یہ گروپ سالسیری کالونی پہنچے تم نے فوری مجھے اطلاع دینی ہے''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا''...... کونر نے جواب دیا تو کرنل رچرڈ نے بغیر مزید کچھ کہے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کمرے میں ایک کرسی پر پیٹر رسی سے بندھا ہوا موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک دوسری کرسی پر عمران اور اس کے ساتھ والی کرسیوں پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ باقی ساتھی باہر نگرانی کر رہے تھے۔ پیٹر بے ہوش تھا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ اسی لمحے کمرے میں صفدر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک جگ تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی عمران اٹھا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے پیٹر کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور صفدر نے جگ میں سے پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب دو گھونٹ پانی پیٹر کے حلق سے نیچے اتر گیا تو عمران کے اشارے پر صفدر نے جگ ہٹا لیا اور پھر عمران نے بھی اپنے ہاتھ ہٹا لئے۔

''بس ٹھیک ہے۔ تم یہ جگ یہیں رکھ کر باہر کا خیال رکھو۔ کسی

بھی وقت کوئی آ سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر پانی کا جگ وہیں رکھ کر واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے پیٹر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پیٹر نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی ناکام کوشش کی۔

''تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے''...... پیٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام پیٹر ہے اور تم لیمور کلب کے مالک اور منیجر ہو''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو''...... پیٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے''...... عمران نے کہا تو پیٹر کا چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ سا ہو گیا۔

''تم۔ تم یہاں۔ مگر کس طرح۔ تم کیسے اندر آ گئے۔ مجھے میرے آدمی نے اطلاع دی تھی لیکن میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم لوگ اس انداز میں بھی کام کر سکتے ہو''...... پیٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں حیرت کے دائرے سے نکالنے کے لئے میں بتا دیتا ہوں کہ ہم گٹر لائن کے ذریعے اندر آئے ہیں۔ اور پھر تمہارے آفس کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ جب تم آفس میں بیٹھے فون پر اپنے آدمی سے بات کر رہے تھے تو ہم باہر کھڑے سن رہے تھے۔ پھر تم وہاں سے اٹھ کر یہاں بیڈ روم میں آئے تو ہم بھی کھڑکی کے ذریعے اندر آ گئے۔ تم نیم بے ہوشی کے عالم میں سو رہے تھے اور ہم نے تمہاری اس نیند کے دوران تمہارے سر پر چوٹ لگائی اور تمہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر تمہاری الماری سے ہمیں جدید ترین گیس پسٹل مل گیا۔ اس کے ذریعے ہم نے اس پوری عمارت میں گیس فائر کر دی اور ساتھ ہی پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے دونوں کمروں میں موجود افراد کو بے ہوش کر دیا۔ میرے ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے لیکن انہیں پانی پلا کر ہوش میں لایا گیا اور تمہارے تمام ساتھیوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں یہاں باندھ کر پہلے تمہیں پانی پلایا گیا تاکہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات ختم ہو جائیں اور پھر تمہاری سانس روک کر تمہارے اعصاب کو حرکت میں لایا گیا اور تم ہوش میں آ گئے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا تم سے کیا تعلق ہے۔ تم نے یہ سب کچھ میرے ساتھ کیوں کیا"...... پیٹر نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے پرنس بھی کہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو پیٹر نے بے

اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم سے تو میرا سودا ہوا تھا۔ پھر تم نے یہ سب کیوں کیا"...... پیٹر نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تم ہمارے ساتھ ہاتھ کر جاؤ گے اور ہم احمقوں کی طرح تمہارے سامنے ہاتھ پیر جوڑ کر بیٹھے رہیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر میں نے تو کرنل رچرڈ کو انکار کر دیا تھا کہ میں تمہیں براہ راست اس کے حوالے نہیں کر سکتا"...... پیٹر نے بے ساختہ جواب دیا تو عمران چونک پڑا کیونکہ اس نے تو ویسے ہی رو میں میں بات کر دی تھی لیکن پیٹر نے خود ہی بات اگل دی۔

"میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ اگر تم مجھے بتا دو کہ ہسپتال کہاں ہے اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے تو تمہیں تمہاری رقم بھی مل سکتی ہے اور تم زندہ بھی رہ سکتے ہو ورنہ دوسری صورت میں یہ وعدہ ختم۔ بولو۔ جواب دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ کرنل رچرڈ کے آدمی پورے کیرونا ٹاؤن میں پھیلے ہوئے ہیں اور خاص طور پر اس سرنگ کو انہوں نے اپنی نظر میں رکھا ہوا ہے جس میں یہ ہسپتال ہے"۔ پیٹر نے کہا۔

"تم تفصیل بتاؤ اور پھر اسے کنفرم کرا دو تو میں اپنے وعدے پر قائم رہوں گے"...... عمران نے کہا۔

''کنفرم کیسے ہو سکتا ہے یہ سب کچھ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''۔ پیٹر نے کہا۔

''کرنل رچرڈ سے کنفرم کرا دو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ میں تو کیا میرا پورا خاندان اور میرا کلب سب حکومت ختم کر دے گی۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا''۔ پیٹر نے یکلخت سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس ہسپتال میں کبھی گئے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا''...... پیٹر نے جواب دیا لیکن عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

''تم نے کہا تھا کہ اس ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر تمہارے کلب آتا رہتا ہے اور تم اس سے میری بات کرا سکتے ہو۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم مجھے چھوڑ دو اور پھر میرے کلب آ جاؤ۔ میں ڈاکٹر کو بلوا لوں گا''...... پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بات کنفرم کراؤ تو میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''کیسے۔ کیا مطلب''...... پیٹر نے حیران ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر کے ساتھ فون پر بات کر کے''...... عمران نے جواب دیا۔

''سوری۔ وہاں پابندی لگا دی گئی ہے۔ وہاں فون نہیں کیا جا

سکتا''...... پیٹر نے جواب دیا۔

''تو پھر ڈاکٹر کو بلانے کے لئے تم کیسے رابطہ کرو گے''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''سوری۔ میں بتا نہیں سکتا کہ کیسے رابطہ ہو گا''...... پیٹر نے کہا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں نے تو کوشش کی تھی کہ تم تکلیف اٹھائے بغیر سب کچھ بتا دو لیکن تمہاری سرشت میں ہی دھوکے بازی ہے''...... عمران نے اٹھ کر پیٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ سنو۔ سنو۔ میں درست کہہ رہا ہوں''۔ پیٹر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر نروس ہو گیا تھا۔ عمران اس کے قریب جا کر رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ پیٹر اس سے کوئی بات کرتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ پیٹر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ابھی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کمرہ ایک بار پھر پیٹر کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹ گئے تھے اور اس کی پیشانی پر موٹی سی رگ ابھر آئی تھی۔

''اب تم سب کچھ خود ہی بتا دو گے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور خنجر کو پیٹر کے لباس سے صاف کر کے اس نے مٹھی گھما

کر خنجر کا دستہ پیٹر کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور اس کے ساتھ ہی پیٹر کے حلق سے پہلے سے کہیں زیادہ تیز چیخ نکلی۔ اس کا نہ صرف چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا بلکہ پورا چہرہ اس طرح پسینے میں شرابور ہو گیا تھا جیسے وہ کسی آبشار کے نیچے بیٹھا ہوا ہو۔

''بولو۔ کہاں ہے فلسطینی رہنما ولید عارفی۔ بولو''...... عمران نے دوسری ضرب لگاتے ہوئے کہا تو اس بار پیٹر کا منہ چیخ مارنے کے لئے کھلا ضرور لیکن اس کے حلق سے کوئی چیخ نہ نکلی۔ اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں اور وہ یوں عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران کے آر پار دیکھ رہا ہو۔

''فلسطینی رہنما کو ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔ سرنگوں والے ہسپتال میں۔ سرنگ نمبر تھرٹین سے ہسپتال کے لئے راستہ جاتا ہے۔ سرنگ نمبر تیرہ سے''...... پیٹر نے ایسے لہجے میں رک رک کر کہا جیسے الفاظ جبراً اس کے منہ سے نکل رہے ہوں اور پھر عمران کے سوالات کے جوابات وہ اس طرح دیتا رہا جیسے ٹرانس میں آیا ہوا معمول دیتا ہے۔ جب عمران کے مطابق اس نے پیٹر سے تمام ممکنہ معلومات حاصل کر لیں تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور پیٹر کا جسم کئی جھٹکے کھانے کے بعد ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔ عمران نے خنجر واپس کھینچا، اسے پیٹر کے لباس سے صاف کیا اور پھر اس نے پیٹر کی رسی کاٹی اور پھر خنجر

واپس جیب میں رکھ کر وہ واپس پلٹا تو جولیا اور صالحہ دونوں غائب تھیں۔ وہ بے اختیار مسکراتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جب اس نے خنجر نکالا تو وہ دونوں سمجھ گئی ہوں گی کہ اب تشدد کا دور شروع ہو رہا ہے اس لئے وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلی گئی ہوں گی۔ ابھی وہ کمرے سے نکل کر درمیانی گیلری کی طرف بڑھ رہا تھا کہ قریب ہی ایک کمرے کے کھلے دروازے سے اسے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے واپس مڑا اور اندر داخل ہو کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''پیٹر ہاؤس''...... عمران نے عام سے لہجے میں کہا کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور کے منہ سے وہ پیٹر ہاؤس کا نام سن چکا تھا۔

''کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ چیف پیٹر سے بات کراؤ''۔ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہولڈ کریں جناب''...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے پیٹر کی آواز اور لہجے میں بات شروع کر دی اور پھر بات چیت کے اختتام پر اس کا چہرہ یہ سوچ کر بگڑتا چلا گیا کہ دو آدمی ان کا تعاقب کرتے رہے لیکن انہیں ذرا سا بھی احساس نہیں ہو سکا اور اب بھی دو آدمی کالونی میں ان کی تلاش میں موجود ہیں۔ عمران نے گو پیٹر سے کرنل رچرڈ کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ اس کے آدمیوں کے بارے میں تفصیل معلوم کر لی تھی لیکن ظاہر ہے وہ کنفرم ہونا چاہتا تھا۔ چونکہ کرنل رچرڈ نے یہاں

کال کی تھی اس لئے فون کی میموری میں اس کا نمبر موجود تھا۔ اس نے وہ نمبر چیک کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ سیکرٹ ایجنسی سے''..... عمران نے لہجے کو تحکمانہ اور زور دار بناتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''..... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کریں اور چیک کر کے مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کیرونا ٹاؤن میں کہاں نصب ہے اور کس کے نام سے''۔ عمران نے اسی طرح تحکمانہ اور بھاری لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ نمبر بتائیں سر''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے نمبر بتا دیا۔

''یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''..... تھوڑی دیر بعد نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔ لہجہ اسی طرح مؤدبانہ تھا۔

''یس''..... عمران نے کہا۔

''سر۔ یہ نمبر ڈاکٹر ہائیڈ کے نام سے ہے اور گرین ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر ون ون ٹو اے میں نصب ہے''..... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

''کیا اچھی طرح چیکنگ کر لی گئی ہے''..... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ اٹ از کنفرمڈ''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از سیکرٹ۔ اگر کوئی لیکیج ہوئی تو آپ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گی''..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں سر''..... دوسری طرف سے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا گیا۔

''او کے۔ تھینک یو''..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ پیٹر نے بھی اسے اسی کالونی اور یہی کوٹھی نمبر بتایا تھا۔

''اب پہلے اس کرنل رچرڈ سے دو دو ہاتھ کرنے ہوں گے۔ تب ہی معاملہ آگے بڑھ سکتا ہے''..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

صدیقی کی آنکھیں کھلیں تو اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی کراہ نکل گئی۔ اس کا تاریک پڑا ہوا ذہن آہستہ آہستہ روشن ہوتا جا رہا تھا اور اس کے ذہن میں فوراً ان لمحات کی تصویر کسی فلم کے مناظر کی طرح گھوم گئی جب وہ اس ڈیگو کلب میں جوزف سے ملنے گئے تھے اور پھر جوزف کی بجائے اس کے اسسٹنٹ رینالڈ کے آفس میں پہنچ گئے تھے جہاں رینالڈ سے معلومات حاصل کر کے اور اسے ہلاک کر کے وہ واپس جانے لگے تو اچانک کمرے کا فرش یکلخت غائب ہو گیا اور وہ سب کے سب نیچے پانی میں گرتے چلے گئے۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی اور پھر صدیقی کے ذہن میں آخری احساس پانی میں گرنے کا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن میں تاریکی تھی۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی تو اس نے دیکھا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا ہے۔

اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اور دونوں پیر بھی رسی سے باندھ دیئے ہیں۔ اس کا پورا لباس گیلا تھا اور اس کو اپنے جسم اور لباس سے ہلکی ہلکی بو محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ نہ صرف اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے اپنے جسم کو گھما کر سائیڈ میں موجود دیوار سے پشت لگا لی۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کی طرح فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ بھی ان کے عقب میں کر کے باندھے گئے تھے جبکہ ان کے پیر بھی رسی سے بندھے ہوئے تھے اور وہ سب اسی طرح کسمسا رہے تھے جیسے ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے ہوں۔ صدیقی نے دیوار سے پشت لگاتے ہی سب سے پہلے اپنے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کمرے کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ رسی کھولتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل آدمی جو سر سے گنجا تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے سفید رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ پیروں میں موجود جوتے بھی سفید رنگ کے تھے۔ چہرے پر خباثت اور سفاکی جیسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی تیزی تھی۔ اس کی ٹانگیں اس کے اوپر والے جسم کی نسبت زیادہ لمبی تھیں اور جب وہ کمرے میں داخل ہو کر آگے بڑھا تو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سارس چلتا ہوا آ رہا ہو۔ اس کے پیچھے دو قوی ہیکل دیو نما آدمی تھے

جنہوں نے سیاہ رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں اور ہاتھوں میں کوڑے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ چہروں سے عام بدمعاش نظر آ رہے تھے۔

''اوہ۔ تو گندگی کے ان کیڑوں کو ہوش آ گیا''...... اس سفید سوٹ والے گنجے آدمی نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے قریب آ کر رکتے ہوئے کہا۔

''یہ باقی بھی ہوش میں آ رہے ہیں باس''...... ایک کوڑا بردار نے صدیقی کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ویسے انہیں ہوش آ ہی جانا چاہئے تھا اب تک۔ ہمارے لئے کرسی لاؤ''...... اس سفید سوٹ والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ایک کوڑا بردار نے مڑ کر دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی تین کرسیوں میں سے ایک کرسی اٹھائی اور لا کر اس سفید سوٹ والے کے پیچھے رکھ دی اور سفید سوٹ والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ صدیقی اس دوران گانٹھ کھولنے کی حتی الوسع کوشش کر رہا تھا۔ گو وہ چیک کر چکا تھا کہ گانٹھ عام سے انداز میں باندھی گئی تھی لیکن رسی شاید گیلی تھی اس لئے گانٹھ کھلنے میں ہی نہ آ رہی تھی۔

''تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں''...... صدیقی نے اس سفید سوٹ والے سے پوچھا۔

''میرا نام جوہن ہے اور تم مجھ سے ملنے آئے تھے اور دیکھو۔ میں نے تم پر مہربانی کرتے ہوئے تمہارے ساتھ ملاقات کر لی

ہے۔ تم نے رینالڈ کے ساتھ جو کچھ کیا وہاں جو بات چیت کی وہ ہم نے دیکھ اور سن لی ہے۔ تمہیں معلوم ہی نہ تھا کہ رینالڈ کے آفس کی گیلری کا فرش ہم کھول سکتے ہیں اور وہاں سے لاشیں نیچے بہنے والے علاقے کے بڑے گٹر میں ڈال دی جاتی ہیں لیکن اس بار لاشوں کی بجائے ہم نے اپنے آفس میں بیٹھ کر زندہ انسانوں کو اس گٹر میں پھینک دیا۔ پانی میں گرنے کی وجہ سے تم مرنے سے بچ گئے اور ہمارے آدمی تمہیں گٹر سے نکال کر یہاں لے آئے اور اب تم اس حالت میں ہمارے سامنے موجود ہو۔ تم نے وارنر برادرز کا نام لیا تھا اور خاص طور پر کنگ ڈوسو کا۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہ تھا کہ کنگ ڈوسو سے ہمارے انتہائی قریبی دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے ہم نے ان سے فون پر بات کی ہے۔ اس نے تم لوگوں سے تعلق کا انکار کیا ہے۔ ویسے بھی اسے مجھ سے کوئی بات کرنا تھی تو وہ مجھ سے براہ راست بھی کر سکتا تھا''...... سفید سوٹ والا جوہن جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا ہی چلا گیا۔

''تمہارا شکریہ کہ تم نے ہم سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی دوران اس کے باقی ساتھی بھی نہ صرف ہوش میں آ چکے تھے بلکہ وہ سب بھی گھسٹ کر صدیقی کی طرح دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ چکے تھے۔

''تم نے میرے اسسٹنٹ رینالڈ کو ہلاک کیا ہے اس لئے تمہاری موت انتہائی عبرتناک ہوگی اور اس عبرتناک موت کے لئے

تمہیں گٹر سے نکال کر یہاں لایا گیا ہے۔ میرے پیچھے جو لوگ موجود ہیں یہ پورے ولنگٹن میں کسی کو عبرتناک موت مارنے میں بے حد مشہور ہیں۔ اب یہ پہلے تمہارے جسموں پر زخم ڈالیں گے پھر ان زخموں پر کوڑے برسائیں گے۔ پھر تمہاری آنکھیں نکالی جائیں گی۔ تمہارے ناک، کان اور تمہاری زبان کاٹی جائے گی۔ اس کے بعد تمہارے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں کاٹی جائیں گی''...... جوہن نے اس طرح مزے لے لے کر بولنا شروع کر دیا جیسے وہ تصور ہی تصور میں یہ سب کچھ دیکھ کر مزے لے رہا ہو۔ وہ اپنے انداز سے ہی شدید ٹائپ کا اذیت پسند آدمی لگ رہا تھا لیکن اسی لمحے صدیقی گانٹھ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس کے دونوں پیر اسی طرح بندھے ہوئے تھے اور چونکہ اس کی ٹانگیں سامنے کے رخ پر تھیں اس لئے ظاہر ہے وہ انہیں کھول نہ سکتا تھا لیکن ہاتھ کھلنے سے بہرحال اتنا تو ہو گیا تھا کہ وہ جدوجہد کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ ویسے اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی بھی بندھی ہوئی رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو چکے ہوں گے یا ہو جائیں گے۔

''اذیت پسندی اچھی چیز نہیں ہوتی مسٹر جوہن۔ ہم تو تم سے ملنے آ رہے تھے۔ صرف اس لئے کہ تم سے معلوم کر سکیں کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو کس لیبارٹری میں رکھا گیا ہے اور وہ لیبارٹری کہاں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ تو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس

سے ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خطرناک سمجھا جاتا ہے لیکن میں تمہیں یہ بتا دوں کہ جوہن کے مقابل کوئی خطرناک نہیں ہو سکتا''...... جوہن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس بات کو چھوڑو کہ کون خطرناک ہو سکتا ہے اور کون نہیں۔ ہم تمہارے سامنے اس حالت میں موجود ہیں۔ ہم تمہارے لئے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں۔ البتہ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتا دو''۔ صدیقی نے کہا۔

''تمہیں ابھی ہلاک ہو جانا ہے۔ پھر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہیں تو ہم سے رحم کی بھیک مانگنی چاہئے۔ اپنی جان بخشی کی اپیل کرنی چاہئے''...... جوہن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جب تم خود کہہ رہے ہو کہ ہمارا تعلق کسی سیکرٹ ایجنسی سے ہے تو پھر تمہیں سیکرٹ ایجنسی سے تعلق رکھنے والے افراد کے مزاج کا بھی یقیناً علم ہو گا۔ ہمارا مزاج یہ ہوتا ہے کہ جس کام کے لئے ہم نکلتے ہیں وہ کام عملی طور پر نہ سہی ذہنی طور پر مکمل ہو جائے۔ جب تم ہمیں بتا دو کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے تو ہمارا ذہنی کام مکمل ہو جائے گا اور ہمارے لئے یہی اطمینان کافی ہے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کسی طرح بھی مطمئن ہو جاؤ اس لئے سوری۔ اب تمہیں عبرتناک موت مرنا پڑے گا''...... جوہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن موڑ لی۔

''ٹوگی''...... جوہن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ایک کوڑا بردار نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''روڈی''...... جوہن نے دوسری طرف گردن موڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... دوسرے کوڑا بردار نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جو سزا میں نے ان کے لئے تجویز کی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تربیت یافتہ افراد میں کتنی قوت برداشت ہوتی ہے''...... جوہن نے کہا۔

''یس چیف''...... دونوں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کوڑوں کو اپنی بیلٹس سے ہک کرنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے مشین گنیں کاندھوں سے اتار کر نیچے فرش پر رکھ دیں اور اس کے ساتھ ہی جیبوں سے خنجر نکال کر وہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف جارحانہ انداز میں بڑھنے لگے۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے پیر سمیٹ لئے تھے۔ صدیقی نے گردن موڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو سب نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اثبات میں گردنیں ہلا دیں۔ اسی لمحے ٹوگی اور روڈی خنجر ہاتھ میں لئے ان کے قریب پہنچ گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ جھک کر ان پر خنجروں کے وار کرتے صدیقی اور اس کے ساتھی مینڈکوں کی طرح اپنی جگہوں سے اچھلے اور اس کے ساتھ ہی وہ دیو ہیکل ٹوگی اور روڈی

دونوں چیختے ہوئے اچھل کر ایک دھماکے سے پشت کے بل پیچھے جا گرے۔ صدیقی نے ٹوگی اور خاور نے روڈی کو اچھالا تھا۔ ٹوگی چونکہ اس کرسی کی سیدھ میں تھا جس کرسی پر جوہن بیٹھا ہوا تھا اس لئے ٹوگی کو دھکا لگتے ہی وہ اچھل کر پشت کے بل سیدھا جوہن کے اوپر جا گرا اور پھر جوہن اور ٹوگی دونوں کرسی سمیت نیچے جا گرے جبکہ روڈی نے نیچے گرتے ہی اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن خاور دونوں بندھے ہوئے پیروں سمیت ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں پیر اٹھتے ہوئے روڈی کے سینے پر پوری قوت سے پڑے اور اس کے ساتھ ہی اس نے قلابازی کھائی اور روڈی کی پشت پر جا کھڑا ہوا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں روڈی نے مشین گن رکھی تھی۔ ادھر جوہن اور ٹوگی دونوں نے کرسی سمیت فرش پر گرتے ہی قلابازیاں کھائیں اور اس کے ساتھ ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے روڈی کی کنپٹی پر صدیقی کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے لگا اور روڈی چیختا ہوا نیچے گرا جبکہ صدیقی نے یکلخت ہوا میں اچھل کر دونوں بندھے ہوئے پیر پوری قوت سے جوہن کے سینے پر مارے اور جوہن ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا جبکہ ضرب لگا کر صدیقی قلابازی کھا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ نعمانی بھی اس کی طرح اچھل کر بندھے ہوئے پیروں سمیت جوہن کے سینے پر کود پڑا۔ جوہن ابھی اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن یہ ضرب اس قدر اچانک اور زور دار ثابت ہوئی کہ جوہن کا فرش پر پڑا ہوا جسم جھٹکے

کھانے لگا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ خاور نے کی تھی اور اس کی زد میں روڈی اور نوگی دونوں ہی آ گئے تھے جبکہ صدیقی نے ہاتھ اٹھا کر اسے جوہن پر فائرنگ کرنے سے روکنا چاہا لیکن خاور پہلے ہی ٹریگر سے انگلی ہٹا چکا تھا اس لئے جوہن فرش پر ساکت لیکن زندہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سب نے اپنے پیروں میں موجود رسیاں کھول لیں اور پھر خاور اور نعمانی دونوں مشین گنیں لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ صدیقی کے کہنے پر چوہان نے اس کے ساتھ مل کر جوہن کو فرش سے اٹھایا اور ایک کرسی پر بٹھا کر انہوں نے اسے رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آ گیا اور اس نے بتایا کہ یہ عمارت کسی دیہاتی علاقے میں ہے اور باہر ایک سفید رنگ اور جدید ماڈل کی کار موجود ہے اور عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس عمارت کے چاروں طرف دور دور تک گھنے درخت اور کھیت پھیلے ہوئے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب باہر جا کر فرنٹ اور بیک دونوں سائیڈوں کا خیال رکھو۔ میں اس جوہن سے پوچھ گچھ مکمل کر لوں''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی چوہان بھی باہر چلا گیا جبکہ صدیقی اب اس کمرے میں اکیلا رہ گیا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر پہلے رسیاں چیک کیں۔ اسے یقین تھا کہ جوہن یہ رسیاں ازخود نہ کھول سکے گا کیونکہ یہ گانٹھ خصوصی تربیت یافتہ افراد

ہی کھول سکتے تھے۔ عام آدمی یا بدمعاش اسے کسی صورت نہیں کھول سکتے تھے۔ اس نے چیکنگ اس لئے کی تھی کہ کہیں رسی ڈھیلی نہ رہ گئی ہو اور جوہن کو اسے کھولنے کا موقع مل جائے۔ صدیقی نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جوہن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر اس نے فرش پر پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کی اور پھر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ وہی کرسی تھی جس پر پہلے جوہن بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ جوہن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی اور جب وہ اٹھ نہ سکا تو اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے الجھن کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس کی نگاہیں سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے صدیقی پر جم گئیں۔

''یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا''۔۔۔ جوہن نے رک رک کر کہا۔ اس کے چہرے پر اب شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا نہیں ہو سکتا مسٹر جوہن''۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوہن کے جسم کو جیسے جھٹکا سا لگا۔

''تم۔ تم۔ تم تو بندھے ہوئے تھے۔ تم۔ تم۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔ نوگی اور روڈی دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے''۔۔۔ جوہن نے رک رک کر کہا۔

''تم تو ہمیں عبرتناک موت مارنے کے لئے یہاں آئے تھے لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں کہ موت اور زندگی کسی انسان کے بس میں نہیں ہوتی۔ اب دیکھو تم خود اس کرسی پر بندھے ہوئے بیٹھے ہو''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم واقعی خطرناک لوگ ہو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میں آج کے بعد تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنوں گا''...... جوہن نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پہلے میرے سوال کا جواب دو''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کس سوال کا''...... جوہن نے چونک کر پوچھا۔

''لیبارٹری والے سوال کا''......صدیقی نے جواب دیا۔

''سوری۔ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے''...... جوہن نے کہا۔

''جبکہ رینالڈ نے بتایا ہے کہ لیبارٹری سرنگ نمبر تھرٹین کے اندر ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ ایک لیبارٹری ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہاں پاکیشائی سائنس دان موجود ہے یا نہیں''...... جوہن نے جواب دیا۔

''کسے معلوم ہو گا''...... صدیقی نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... جوہن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم پر کوئی حربہ آزمانا پڑے گا۔ اس سے تمہیں

تکلیف تو ہو گی لیکن مجبوری ہے''...... صدیقی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں''...... جوہن نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو مزے لے لے کر ہماری عبرت ناک موت کی تفصیل بتائی تھی۔ اب خود معمولی سی تکلیف پر ہی بے چین ہو گئے ہو''...... صدیقی نے اس کے قریب جا کر رکتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوہن کچھ کہتا صدیقی نے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کی شہ رگ پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں مسلنا شروع کر دیا۔

''یہ۔ یہ کیا۔ کیا کر رہے ہو۔ یہ۔ یہ''...... جوہن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن چند لمحوں بعد اس کی نہ صرف آواز بند ہو گئی بلکہ اس کا چہرہ بھی تکلیف کی شدت سے مسخ ہونا شروع ہو گیا۔ صدیقی اب مسلنے کی بجائے مخصوص انداز میں دباؤ ڈالے ہوئے تھا اور وہ لمحہ بہ لمحہ دباؤ بڑھائے چلا جا رہا تھا جس کی وجہ سے جوہن کا سانس رکتا جا رہا تھا۔ یہ عمران والی اس تکنیک کی جدید شکل تھی جس میں عمران پیر کے دباؤ سے شہ رگ کو دبایا کرتا تھا۔

''بولو۔ کہاں ہے لیبارٹری۔ بولو۔ ورنہ''...... صدیقی نے دباؤ کو کم کرتے ہوئے کہا تو جوہن کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اس کا رکا ہوا سانس بھی آہستہ آہستہ بحال ہوتا جا رہا تھا۔

''بولو ورنہ''...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

دباؤ کو مزید بڑھا دیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بہت ہولناک عذاب ہے۔ رک جاؤ''۔ جوہن نے اس بار رک رک کر کہا۔ اس کی حالت ایک بار پھر خراب ہونا شروع ہو گئی تھی۔

''بولو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں بولو۔ ورنہ شہ رگ کچل دوں گا''۔ صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دباؤ کم کر دیا۔

''ریتالڈ نے ٹھیک بتایا ہے۔ سرنگ نمبر تھرٹین کے اندر زیر زمین لیبارٹری ہے''..... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سرنگ میں لیبارٹری کیسے بن سکتی ہے۔ اصل بات بتاؤ''۔ صدیقی نے پوچھا۔

''سرنگ سے ایک خفیہ راستہ لیبارٹری کو جاتا ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے''..... جوہن نے کہا۔

''سرنگ میں سے کتنے راستے جاتے ہیں''..... صدیقی نے پوچھا۔

''سرنگ نمبر تھرٹین کی دائیں طرف سے ایک خفیہ راستہ لیبارٹری کو جاتا ہے اور بائیں طرف ایک خفیہ راستہ ایک خفیہ ہسپتال کو جاتا ہے''..... جوہن نے جواب دیا۔

''یہ راستے کیسے کھلتے ہیں''..... صدیقی نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ جب مجھے وہاں لے جایا گیا تھا تو راستہ کھلا ہوا تھا اور مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ یہ خفیہ راستہ ہے۔ پھر میں چیکنگ ہسپتال گیا۔ وہاں کا راستہ بھی کھلا ہوا تھا۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے''۔

جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کتنی بڑی ہے۔ اس کا اندرونی نقشہ کیا ہے''۔ صدیقی نے پوچھا تو جوہن نے جواب دینا شروع کر دیا اور پھر صدیقی نے پے در پے سوالات کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کر لیں تو اس نے انگوٹھا اس کی گردن سے ہٹا لیا اور جوہن کا پسینے میں ڈوبا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ وہ مسلسل لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

''بہت خوفناک عذاب ہے یہ''..... جوہن نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو صدیقی مسکراتا ہوا مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''مجھے رسیوں سے نجات دلا دو ورنہ میں یہاں بیٹھے بیٹھے مر جاؤں گا''..... جوہن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن صدیقی کوئی جواب دیئے بغیر باہر آ گیا۔ باہر اس کے ساتھی موجود تھے۔

''کیا ہوا''..... نعمانی نے مڑ کر پوچھا۔

''معلومات مل گئی ہیں۔ اب ان معلومات سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ سوچنا ہمارا کام ہے البتہ اس جوہن کو ہلاک کر دو۔ میرے پاس اسلحہ نہیں تھا''..... صدیقی نے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور چند لمحوں بعد کمرے میں تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جوہن کی ادھوری چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

کیرونا کالونی کی عقبی طرف قدرتی کریک کے قریب فلیمنگ ایک چٹان کی اوٹ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا اور وہ کریک میں جانے اور وہاں سے آنے والے سب افراد کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے ایک گروپ کا تعاقب کرتا ہوا کیرونا ٹاؤن آ رہا تھا کہ اس کی جیپ راستے میں خراب ہو گئی لیکن اس نے دیکھ لیا تھا کہ ایک اور مقامی آدمی بھی اس گروپ کا تعاقب کر رہا ہے تو اس نے اسے کہہ دیا کہ وہ تعاقب جاری رکھے۔ ہم آپس میں رابطہ رکھیں گے اور پھر جیپ کو ٹھیک کر کے اس نے اس مقامی آدمی جس کا نام برونو تھا، سے رابطہ کیا تو اس برونو نے بتایا کہ یہ گروپ دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر کیرونا کالونی کی عقبی طرف پہنچا ہے اور پھر کریک سے اندر داخل ہو کر غائب ہو گیا ہے تو فلیمنگ یہاں پہنچ گیا۔ برونو سے ملاقات تو ہو گئی لیکن وہ گروپ غائب تھا۔ برونو نے

اسے بتایا کہ یہاں اس کالونی میں اس کے باس پیٹر کا گھر ہے۔ لیمور کلب کے مالک اور منیجر پیٹر کا۔ پھر اس برونو نے اس کے سامنے پیٹر سے سیٹلائٹ فون کے ذریعے رابطہ کر کے اسے گروپ کی آمد کے بارے میں بتایا لیکن پیٹر نے ان لوگوں کے اندر آنے کے تمام امکانات کو مسترد کر کے انہیں باہر تلاش کرنے کا کہا تو برونو واپس چلا گیا۔ فلیمنگ نے پوری کالونی چھان ماری لیکن اسے وہ گروپ یا اس کا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور اس کے ساتھ ساتھ کالونی کی کسی کوٹھی میں کسی قسم کی کوئی افراتفری وغیرہ بھی نظر نہ آ رہی تھی۔ ہر طرف گہرا سکوت طاری تھا اس لئے آخرکار تھک ہار کر وہ اس کریک کے قریب ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ بہرحال اس کریک کے راستے سے ہی واپس جائیں گے کیونکہ کالونی سے جانے کا خفیہ راستہ یہی تھا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے اسے کافی دیر ہو گئی تھی اور وہ اب سوچ ہی رہا تھا کہ کہیں برونو کو کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی۔ اسے یہاں وقت ضائع کرنے کی بجائے کیرونا ٹاؤن جا کر انہیں تلاش کرنا چاہئے۔ لیکن وہ ابھی اس معاملے پر غور کر ہی رہا تھا کہ اسے کچھ فاصلے سے ایک گروپ ایک کوٹھی کی آڑ سے نکل کر کریک کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل تھا اور انہیں دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ انہیں پہچان گیا تھا۔ یہ وہی گروپ تھا جس کے تعاقب میں آتے ہوئے اس کی جیپ خراب ہو گئی تھی اور

پھر برونو سے رابطے پر وہ یہاں پہنچا تھا اور برونو کے بقول یہ گروپ یہاں پہنچ کر غائب ہو گیا تھا اور اس وقت جب فلیمنگ مایوس ہو کر واپس جانے کا سوچ رہا تھا اسے وہ گروپ نظر آ گیا تو وہ بے حد محتاط اور چوکنا نظر آ رہا تھا۔ فلیمنگ اپنی جگہ پر ہی رہا کیونکہ اب اگر وہ اوٹ سے باہر آتا تو فوراً اس گروپ کی نظروں میں آ جاتا۔ جب یہ گروپ کریک میں داخل ہوا تو فلیمنگ جلدی سے اٹھا اور چٹان کی اوٹ سے نکل کر ان کے پیچھے کریک میں چل پڑا۔ وہاں اور لوگ بھی آ جا رہے تھے لیکن یہ سب نچلے درجے کے ملازمین تھے۔ فلیمنگ کے جسم پر بھی عام سا لباس تھا اس لئے اسے یہ خطرہ نہ تھا کہ گروپ اس کے بارے میں مشکوک ہو جائے گا۔ ویسے بھی اس گروپ کو تو ظاہر ہے اپنے تعاقب اور نگرانی کا علم ہی نہیں ہو سکتا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا کریک میں داخل ہوا اور پھر وہ ان کے پیچھے چلنے لگا لیکن اس نے دانستہ اتنا فاصلہ رکھا تھا کہ انہیں شک نہ ہو سکے اور پھر یہ گروپ باتیں کرتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ اس دوران ان کے درمیان ہونے والی بات چیت گو پوری طرح تو فلیمنگ کی سمجھ میں نہیں آئی تھی البتہ ایک بات سن کر وہ چونک پڑا تھا کہ عمران نامی آدمی کسی صفدر نامی آدمی سے کہہ رہا تھا کہ اب سیدھے کرنل رچرڈ کا خاتمہ کرنے جائیں گے اور اس نے کرنل رچرڈ کا نام لیا تھا اس لئے وہ چونک پڑا تھا۔ یہ گروپ باہر پہنچنے کے بعد ایک طرف موجود دو ٹیکسیوں کی طرف مڑا تو فلیمنگ

وہیں رک گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن ہر طرف لوگوں کی آمد و رفت دیکھ کر وہ واپس کریک میں داخل ہوا اور چند لمحوں بعد وہ واپس اس چٹان کی اوٹ میں جا کر بیٹھ گیا کیونکہ یہ جگہ اس کے نقطہ نظر سے ہر طرح سے محفوظ تھی۔ اس نے جیب سے سٹیلائٹ فون نکالا اور تیزی سے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''..... رابطہ ہوتے ہی مردانہ آواز سنائی دی تو فلیمنگ آواز سے ہی پہچان گیا کہ بولنے والا کرنل رچرڈ ہے۔

''میں فلیمنگ بول رہا ہوں جناب''..... فلیمنگ نے کہا۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''یس سر۔ یہ گروپ جو دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے کیرونا کالونی کی کسی کوٹھی میں ہی موجود تھا اور میرا شک ہے کہ وہ پیٹر ہاؤس میں رہا تھا کیونکہ وہ اسی کوٹھی کی آڑ سے ہی نکل کر عقبی کریک کی طرف آئے تھے''..... فلیمنگ نے کہا۔

''وہاں نہیں ہو سکتے کیونکہ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے پیٹر سے بات ہوئی ہے۔ بہرحال اب وہ کہاں ہیں''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''سر۔ میں نے ان کے پیچھے چلتے ہوئے ان کی گفتگو سنی ہے۔ وہ آپ کی رہائش گاہ پر پہنچنے کی بات کر رہے تھے''..... فلیمنگ نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا

ہے کہ میری رہائش گاہ کہاں ہے''..... کرنل رچرڈ نے تیز اور سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں نے ان کے منہ سے گرین ہلز کالونی اور کوٹھی نمبر ون ون ٹو کے الفاظ سنے ہیں''..... فلیمنگ نے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بات انہوں نے پیٹر سے معلوم کی ہے کیونکہ پیٹر کے علاوہ اور کسی کو اس بارے میں علم نہ تھا اور پیٹر نے ہی اس رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا۔ پیٹر نے یقیناً غداری کی ہے۔ میں اسے اس کی سخت سزا دوں گا اور اسے یہ سزا فوری دی جانی چاہئے۔ تمہارے پاس میگا بکس بم تو ہوگا''..... کرنل رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر ہے۔ وہ تو میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں تاکہ ایمرجنسی کو ڈیل کیا جا سکے''..... فلیمنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کو جا کر پیٹر کی رہائش گاہ پر استعمال کرو اور پھر وہاں موجود سب افراد کا خاتمہ کر کے اس پیٹر کو باندھ کر ہوش میں لے آؤ اور اس سے پوچھ گچھ کرو کہ اس نے کیوں ہمارے ساتھ غداری کی ہے اور پھر اسے گولی مار دینا تاکہ اسے غداری کی سزا فوری مل جائے''..... کرنل رچرڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔ آپ ان چھ افراد کا نوٹس لیں۔ وہ یقیناً سیدھے آپ کی طرف آئیں گے''..... فلیمنگ نے

کہا۔

''ان کی فکر نہ کرو۔ ان سے میں نمٹ لوں گا''..... کرنل رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فلیمنگ نے فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا کیپسول نکال لیا۔ یہ انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا خصوصی کیپسول تھا۔ ایمرجنسی میں اسے فائر کیا جاتا تھا۔ اس کا اثر وسیع ایریا میں اور انتہائی فوری ہوتا تھا لیکن چند سیکنڈوں کے بعد اس کا اثر فضا میں ختم ہو جاتا تھا اس لئے اسے استعمال کرنے والا صرف چند سیکنڈ کے لئے سانس روک کر اسے آسانی سے استعمال کر سکتا تھا اور اپنے آپ کو خطرناک سچویشن سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ اس نے کیپسول کو باہر والی جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا جسے پیٹر کی رہائش گاہ بتایا گیا تھا۔ اس نے جا کر کال بیل کا بٹن پریس کیا لیکن جب کافی دیر تک کوئی جواب نہ آیا تو اس نے ویسے ہی چھوٹے پھاٹک کو دبایا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ پھاٹک اندر سے بند نہ تھا بلکہ ویسے ہی بند کیا گیا تھا۔ اس نے اندر جھانکا اور جب اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی ہے لیکن اس کے باوجود اس نے جیب سے میگا بم نکال لیا تھا اور پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب کمروں کی طرف بڑھا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ دونوں کمروں میں لاشیں

پڑی ہوئی ہیں اور پھر اس نے پوری کوٹھی چیک کر لی۔ اندر بھی لاشیں موجود تھیں۔ البتہ ایک کمرے میں اس نے پیٹر کی لاش دیکھی۔ اس کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے۔ اس کی شہ رگ بھی کٹی ہوئی تھی اور چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات جیسے منجمد ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ چونکہ پیٹر کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس گروپ نے یہاں پیٹر کے ملازمین اور گارڈز کو ہلاک کر کے پیٹر پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کیں اور پھر وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اس نے ایک بار پھر جیب سے سیٹلائٹ فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس'' ...... چند لمحوں بعد کرنل رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

''فلیمنگ بول رہا ہوں سر'' ...... فلیمنگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے احکامات کی تعمیل کر دی گئی ہے یا نہیں'' ...... کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

''سر۔ پیٹر اور اس کے ملازمین کو یہاں پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا ہے'' ...... فلیمنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے ہی۔ کیا مطلب'' ...... کرنل رچرڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''جناب۔ میرا خیال ہے کہ اس ایشیائی گروپ نے انہیں ہلاک کیا ہے'' ...... فلیمنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹھی کے

اندر جانے اور وہاں نظر آنے والی تمام صورت حال پوری تفصیل سے بتا دی۔

''اوہ۔ وری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب پیٹر کا انتقام بھی اس گروپ سے ہی لیا جائے گا۔ تم واپس اپنے پوائنٹ پر جا کر رپورٹ کرو''۔ کرنل رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فلیمنگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کیرونا کالونی کے عقب میں موجود ان دو ٹیکسیوں تک پہنچ گیا جن میں وہ یہاں پہنچے تھے اور عمران نے ٹیکسی ڈرائیوروں کو کریک کی دوسری طرف رک کر ان کی واپسی کا انتظار کرنے کو کہا تھا۔ وہ دونوں ٹیکسیاں واقعی وہاں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی پہلے کی طرح دوبارہ ٹیکسیوں میں بیٹھ گئے۔

''اب کہاں جانا ہے جناب''...... ڈرائیور نے سائیڈ سیٹ پر موجود عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیفاٹس کلب لے چلو''...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ عمارت کے باہر جہازی سائز کا نیون سائن موجود تھا جس پر لیفاٹس کلب کے الفاظ جل بجھ رہے تھے۔ عمران نے ٹیکسیاں وہیں رکوا دیں اور دونوں ڈرائیوروں

کو کرائے کے ساتھ مزید رقم دے کر انہیں واپس بھجوا دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ آپ کہاں آ گئے ہیں۔ ہم نے تو کرنل رچرڈ کی رہائش گاہ پر جانا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''کرنل رچرڈ کوئی بدمعاش نہیں ہے بلکہ سیکرٹ ایجنسی کا آدمی ہے اور اس کے تربیت یافتہ ایجنٹ یہاں موجود ہیں اور سب سے خطرناک بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ کہ دو آدمی ایئر پورٹ سے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے کیرونا کالونی پہنچے لیکن ہمیں اس کا احساس نہ ہو سکا اور یقیناً واپسی کے وقت بھی وہ وہاں موجود ہوں گے۔ ہم چونکہ انہیں نہیں پہچانتے اس لئے ہم انہیں چیک نہیں کر سکے۔ ایسی صورت میں اگر ہم براہ راست کرنل رچرڈ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے تو وہاں ہمارا استقبال زیادہ شایان شان طریقے سے بھی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اسے ہمارے بارے میں اطلاع مل چکی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا اس لئے ہمیں بہرحال محتاط رہنا چاہئے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہاں کیا ہے۔ ہم نے یہاں کیا کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیفاٹس کلب کے مالک ٹام کا تعلق ولنگٹن کے ایک گینگسٹر ریڈ ٹاڈ سے ہے اور ریڈ ٹاڈ کا چیف میکین علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی

ایس سی (آکسن) کا دوست ہے اور اس نے میرے فون کرنے پر ٹام کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ علی عمران یہاں آ رہا ہے بلکہ یہ سمجھے کہ میکن خود آ رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے بھی نجانے کہاں کہاں دوست بنا رکھے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''دوست بنانے کے لئے قربانیاں دینا پڑتی ہیں مسٹر صفدر یار جنگ بہادر صاحب''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مین گیٹ کو دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ اب وہ ایک خاصے بڑے ہال میں تھے لیکن ہال کا ماحول خاصا نفیس اور پرسکون تھا۔ وہاں موجود افراد میں زیادہ تعداد جاپانی سیاحوں کی تھی جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ ان سب کے گلوں میں جدید ٹائپ کے کیمرے تھے۔ وہ سب آہستہ آواز میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ کھانے پینے میں مصروف تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر تین خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر۔ میں کیا خدمت کر سکتی ہوں''...... کاؤنٹر کے کونے میں سٹول پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے بڑے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی فہرست ہے آپ کے پاس''...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

''فہرست۔ کس کی فہرست''...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خدمات کی فہرست تاکہ ہم سب اپنی اپنی مرضی کی خدمت کا انتخاب کر سکیں۔ ویسے میرا دل تو چاہتا ہے کہ آپ سے درخواست کروں کہ آپ بس اسی طرح مسکراتے ہوئے مجھ سے خدمت پوچھتی رہیں''...... عمران نے عاشقانہ لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ شاید وہ سیاحوں اور یہاں آنے والے لوگوں کی طرف سے ایسے ریمارکس سننے کی عادی تھی۔

''کام کی بات کرو۔ کیوں فضول باتیں شروع کر دیتے ہو''۔ ساتھ کھڑی جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو صالحہ، جولیا کے اس غصے کے اظہار پر بے اختیار مسکرا دی۔

''کام کی بات آج تک تم سے نہیں کر سکا تو اس بے چاری سے کیا کروں گا۔ بہرحال ہم نے کلب کے مالک اور منیجر ٹام سے ملنا ہے''...... عمران نے بات کرتے کرتے اصل بات پر آتے ہوئے کہا کیونکہ جولیا نے اب آنکھیں دکھانا شروع کر دی تھیں۔

''سوری۔ ان سے ملاقات کے لئے چوبیس گھنٹے پہلے وقت لینا پڑتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو کل اسی وقت تشریف لے آئیں۔ ملاقات ہو جائے گی''...... لڑکی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

“آپ یہ وقت کیا ڈائری پر لکھتی ہیں”...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

“یس سر۔ کیوں”...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

“اس لئے کہ کل تو آپ چھٹی پر تھیں۔ یہاں جو خوبصورت لڑکی جو بہرحال آپ سے کم خوبصورت تھی اس نے ہمیں آج کا وقت دیا تھا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر وقت کسی ڈائری میں لکھا جاتا ہے تو اس میں دیکھ لو”...... عمران نے جواب دیا تو لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔

“میں تو کل یہیں موجود تھی۔ آپ تو کل تشریف نہیں لائے”۔ لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

“تم نے سنا نہیں کہ ہم نے ٹام سے ملنا ہے۔ بات کراؤ اس سے ہماری”...... جولیا نے یکلخت مداخلت کرتے ہوئے اس لڑکی سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

“سوری۔ چیف اس وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتے”۔ لڑکی نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

“تم اس سے کہو کہ ہمیں ریڈ ٹاؤ کے میکن نے بھیجا ہے۔ پھر اگر وہ ملنے سے انکار کر دے تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے اور اگر تم نے فون نہ کیا تو پھر اس کلب کا انجام یہ ہو گا کہ اسے میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا اور یہ تم جیسی خوبصورت لڑکی کی قبر بن جائے گا۔ بولو۔ کیا کہتی ہو”...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت اور

سرد ہو گیا تو لڑکی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔ عمران نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ لڑکی نے ایک بار تو چونک کر عمران کو دیکھا لیکن اسی لمحے رابطہ قائم ہو گیا۔

“کاؤنٹر سے ایملی بول رہی ہوں سر۔ ایک خاتون جو سوئس نژاد ہیں اور ایک خاتون اور چار مرد صاحبان جو ایشیائی ہیں یہاں کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ وہ آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ انہیں ریڈ ٹاؤ کے میکن نے بھیجا ہے”...... ایملی نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

“انہیں فوراً میرے آفس بھجوا دو۔ ابھی اسی وقت اور انتہائی عزت و احترام سے”...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

“یس سر”...... ایملی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ سٹول سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

“آئی ایم سوری۔ مجھے آپ کے بارے میں علم نہ تھا۔ میں معافی چاہتی ہوں”...... ایملی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

“چاہنا یا چاہے جانا مخصوص خواتین کے لئے کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ آپ معافی چاہتی ہیں تو چاہتی رہیں”...... عمران نے کہا۔

“جیکب۔ ادھر آؤ”...... لڑکی شاید اس کی گہری بات کا مطلب ہی نہ سمجھ سکی تھی اس لئے وہ ایک سائیڈ پر کھڑے ایک ادھیڑ عمر آدمی

کی طرف متوجہ ہوگئی۔

''یس مس''...... اس آدمی نے جسے جیکب کے نام سے پکارا گیا تھا تیزی سے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''انہیں چیف کے آفس تک چھوڑ آؤ''...... ایملی نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا۔

''آیئے جناب''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی اس راہداری میں واقع ایک وسیع لیکن خوبصورت انداز میں سجائے گئے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ آفس ٹیبل کے پیچھے ایک چھوٹے قد لیکن پھیلے ہوئے جسم کے آدمی نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

''میرا نام ٹام ہے۔ میکن نے مجھے فون کیا تھا کہ آپ میرے پاس آئیں گے اور میں نے آپ کی خدمت کرنی ہے''...... ٹام نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا جبکہ جولیا اور صالحہ پہلے ہی سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ چکی تھیں۔ عمران نے تعارف کے دوران صرف اپنا تعارف بطور پرنس کرایا جبکہ باقی لوگوں کو اپنے ساتھی کہہ کر ان کا تفصیلی تعارف کرانے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔

''اب بتائیں جناب پرنس کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ٹام نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب

ہو کر کہا۔

''فی الحال تو ایپل جوس منگوا لیں۔ باقی خدمت بعد میں''۔ عمران نے کہا تو ٹام بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کسی کو ایپل جوس کے چھ گلاس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''لیجئے۔ یہ کام تو ہو گیا اور کوئی حکم''...... اس بار ٹام نے مسکراتے ہوئے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے مخبری کا کوئی نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے جو ہے تو انتہائی محدود پیمانے پر لیکن خاصا فعال ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے''...... عمران نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ نے درست سنا ہے''...... ٹام نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ایپل جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اندر آ کر اس نے ایک ایک گلاس ان سب کے سامنے رکھا اور پھر ٹرالی ایک طرف کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''لیجئے''...... ٹام نے جوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور گلاس اٹھا لیا۔

''یہ بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارے آدمی انتہائی جدید ترین آلات اور مشینری استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے''...... عمران

نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے''...... ٹام نے جواب دیا۔

''لیکن یہاں کس قسم کے کام کا سکوپ بنتا ہے۔ یہ چھوٹا سا پہاڑی شہر ہے۔ یہاں بس آثار قدیمہ کی قدیم سرنگیں ہیں جنہیں دیکھنے سیاح آتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں تمہارا نیٹ ورک کیا کرتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹام نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''میکن کی وجہ سے مجھ آپ کو سب کچھ بتانا پڑ رہا ہے ورنہ شاید میں کسی صورت نہ بتاتا۔ آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ یہاں بظاہر ایسے گروپ کے لئے کوئی کام نہیں ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہاں ریڈ ٹاڈ نے خفیہ طور پر ایک انتہائی قیمتی سائنسی دھات جسے کوڈ میں ایکس ایکس یا ڈبل ایکس کہا جاتا ہے، دریافت کی ہے اور یہ دھات بے حد قیمتی ہے۔ ریڈ ٹاڈ اس دھات کو تھوڑا تھوڑا نکال کر یہاں سے ونگٹن میکن کے پاس بھجواتا ہے جو اسے سپر پاورز اور یورپی ملکوں کو فروخت کر دیتا ہے۔ اس میں نصف حصہ میرا ہوتا ہے جو ونگٹن میں میرے اکاؤنٹ میں خودبخود ٹرانسفر ہوتا رہتا ہے۔ میرا گروپ جسے کارڈ گروپ کہا جاتا ہے اس کان کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس ڈبل ایکس دھات کو نکالنے والوں کی سیکورٹی بھی میرا گروپ کرتا ہے اور اس دھات کو ونگٹن پہنچانے تک کی ذمہ داری بھی میرے گروپ کی ہے''...... ٹام نے تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

''تھینک یو ٹام۔ تم نے واقعی اپنا بہت بڑا سیکرٹ مجھے بتا دیا ہے۔ لیکن بے فکر ہو۔ تمہارا یہ راز ہم لوگوں تک ہی محدود رہے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے میکن نے آپ کے بارے میں چونکہ تفصیل سے بتا دیا تھا اس لئے مجھے پہلے ہی یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا ورنہ تو میں اس بارے میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتا۔ ہمیں یہ سب کچھ کرتے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک حکومت یا کسی دوسرے گینگ کے لوگوں کو بھی اصل بات کی ہوا تک نہیں لگی۔ ویسے بھی اس دھات کی اب بہت تھوڑی مقدار رہ گئی ہے جو زیادہ سے زیادہ دو سال اور چلے گی''...... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں سرنگوں میں سے ایک سرنگ میں ایک خفیہ ہسپتال ہے۔ کیا تمہیں اس بارے میں علم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے صرف سنا ہے لیکن وہاں کے بارے میں کوئی کام ہی نہیں پڑا اس لئے صرف سننے کی حد تک ہی واقف ہوں''...... ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں ان دنوں ایک حکومتی ایجنسی کا گروپ کرنل رچرڈ کی سربراہی میں موجود ہے۔ کیا اس بارے میں تمہیں کوئی اطلاع ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ دس افراد کا گروپ ہے جو پورے کیرونا ٹاؤن میں

کسی دوسرے گروپ کو ٹریس کرتا پھر رہا ہے اور اس کا چیف کرنل رچرڈ ہے جو گرین ہلز کالونی کوٹھی نمبر ون ون ٹو میں رہائش پذیر ہے۔ اس کوٹھی میں انتہائی سخت اور جدید سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس کوٹھی کو جانے والی گٹر لائن میں بھی آٹومیٹک سرچنگ اور چیکنگ سسٹم نصب کیا گیا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ ہمارے معاملے میں مداخلت نہیں کر رہے اس لئے ہم نے بھی انہیں نظرانداز کر رکھا ہے''...... ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان سرنگوں میں سے سرنگ نمبر تھرٹین کو اندر باہر سے جاننے والا کوئی آدمی ہے تمہارے پاس''...... عمران نے کہا۔

''سرنگ نمبر تھرٹین۔ وہاں کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے''... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہاں ایک خفیہ ہسپتال ہے۔ کرنل رچرڈ بھی اسی ہسپتال کی سیکورٹی کے لئے یہاں موجود ہے اور ہم نے اس ہسپتال میں موجود ایک فلسطینی رہنما کو رہا کرانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سرنگ میں ہسپتال۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح تم لوگ قیمتی دھات ڈبل ایکس یہاں سے نکال کر فروخت کر رہے ہو اور کسی کو

اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا اسی طرح ہسپتال کو بھی خفیہ رکھا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب آپ صرف ایسا آدمی چاہتے ہیں جو اس سرنگ کے بارے میں جانتا ہو یا کوئی اور خدمت بھی ہمیں کرنی ہے''...... ٹام نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمران سے پوچھا۔

''صرف ایک کام اور ہے کہ آپ کا کوئی آدمی ہمیں کرنل رچرڈ کی دفاعی مشینری کی رینج سے آگاہ کر دے اور اس سے بڑھ کر رینج کا پی زیرو ہمیں مہیا کر دے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ کرنل رچرڈ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں ابھی آرڈر کرتا ہوں۔ یہ ہمارے لئے معمولی کام ہے''...... ٹام نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رولینڈ سے بات کراؤ''...... ٹام نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ٹام نے کہا۔

''رولینڈ بات کر رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تمہاری ڈیوٹی گرین ہلز کالونی ایریئے میں ہے''...... ٹام نے

پوچھا۔

''یس باس۔ میرے ایریا میں ہی گرین ہلز کالونی آتی ہے''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

''گرین ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر ون ون ٹو میں ایکریمین سیکرٹ ایجنٹ کرنل رچرڈ رہائش پذیر ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے''...... ٹام نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں اس سلسلے میں تحریری رپورٹ دے چکا ہوں''۔ رولینڈ نے کہا۔

''مجھے یاد ہے۔ لیکن تم نے اس رپورٹ میں یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے کوٹھی کی سیکورٹی کے لئے کس رینج کی مشینری نصب کر رکھی ہے''...... ٹام نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ یہ میں نے نہیں لکھا کیونکہ ایسی پہلے کبھی چیکنگ نہیں کی گئی''...... رولینڈ نے جواب دیا۔

''مجھے یہ رپورٹ فوری چاہئے اور رپورٹ سو فیصد درست ہونی چاہئے۔ بولو۔ کتنی دیر میں رپورٹ دے سکتے ہو۔ کم از کم کتنا وقت لو گے''...... ٹام نے کہا۔

''صرف نصف گھنٹہ باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا''...... ٹام نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر رولینڈ سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس نہ ہونے کی وجہ سے عمران اور اس کے

ساتھی رولینڈ کی آواز نہ سن سکے تھے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹام نے رسیور اٹھا لیا۔

''رولینڈ لائن پر ہے باس''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... ٹام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''رولینڈ بول رہا ہوں باس''...... بٹن پریس ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... ٹام نے پوچھا۔

''باس۔ میں نے گرین ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر ون ون ٹو کو دوبارہ سپر ایکس زیرو ون سے چیک کیا ہے۔ وہاں نصب تمام مشینری ہائی لیول سٹار سکس ہنڈرڈ رینج کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ یہ لوگ اس وقت بے چوکنا نظر آ رہے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے انہیں کسی طرف سے حملے کا خطرہ ہو''۔ رولینڈ نے کہا۔

''کیا جو رینج تم نے بتائی ہے وہ حتمی ہے''...... ٹام نے کہا۔

''یس باس۔ یہ بات حتمی ہے''...... رولینڈ نے کہا۔

''او کے۔ ہمیں اپنی رپورٹ مکمل کرنی ہے اور بس''...... ٹام نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر مزید تین بٹن پریس کر دیئے۔

''سولجر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے دوسری طرف کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''سولجر۔ مجھے فوری طور پر ہائی لیول سٹار سکس ہنڈرڈ رینج کی مشینری کو بے اثر کرنے والی پی زیرو چاہئے۔ کیا یہ ہمارے خصوصی سٹور میں موجود ہے''...... ٹام نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو ٹام کے چہرے پر یکلخت چمک آ گئی۔

''اس کی کیا قیمت ادا کی گئی ہے''...... ٹام نے پوچھا۔

''بیس لاکھ ڈالر''...... سولجر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

''اوکے۔ تم اسے فوری طور پر میرے آفس پہنچا دو۔ ابھی اور اسی وقت''...... ٹام نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹام نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''ہم آپ سے منافع نہیں لیتے۔ آپ بیس لاکھ ڈالر دے دیں''۔ ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور بغیر کسی معاوضے کے تمہیں واپس بھی مل جائے گی''۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک نکالی اور میز پر موجود قلم دان سے ایک بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے ایک چیک پر

اندراجات کئے اور پھر مخصوص دستخط اور کوڈ وغیرہ لکھ کر اس نے چیک بک سے علیحدہ کر کے چیک ٹام کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ سنٹرل بینک آف ایکریمیا کا گارینٹڈ چیک ہے''...... عمران نے کہا تو ٹام نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے چیک تہہ کر کے اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

''بے حد شکریہ۔ کوئی اور خدمت ہو تو بتا دیں۔ مجھے آپ کی ہر خدمت کرتے ہوئے مسرت ہو گی''...... ٹام نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ اس آدمی کی بات رہ گئی جو سرنگ نمبر تھرٹین کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... ٹام نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ نے فون پر سرنگ نمبر تھرٹین کا خصوصی طور پر ذکر نہیں کرنا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں''...... ٹام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''جارج بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹام بول رہا ہوں لیفاٹس کلب سے"...... ٹام نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"مجھے قدیم سرنگوں کے بارے میں چند اہم معلومات چاہئیں۔ تمہارے پاس مقامی آدمی کافی تعداد میں موجود رہتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو اس بارے میں معلومات مہیا کر سکے۔ اسے اس کا معقول معاوضہ دیا جائے گا اور تمہیں بھی"...... ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان سرنگوں کے بارے میں معلومات تو محکمہ آثار قدیمہ کے آفس سے مل سکتی ہیں اور پھر تمہیں اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آثار قدیمہ کی معلومات نہیں بلکہ ان سرنگوں کے اندر کے حالات کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ سنا ہے ان سرنگوں میں خفیہ تہہ خانے وغیرہ موجود ہیں اور میں نے یہ معلومات ایک پارٹی کو فروخت کرنی ہیں"...... ٹام نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایک آدمی موجود ہے۔ اس کا نام بورک ہے۔ ادھیڑ عمر ہے اور آباؤ اجداد سے انہی غاروں والے علاقے میں رہتا ہے۔ اسے ضرور اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی"...... جارج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے میرے پاس بھجوا دو اور تمہیں کتنی رقم بھیجوں"۔ ٹام نے پوچھا۔

"مجھے کوئی رقم مت بھیجو۔ یہ معمولی سا کام ہے۔ میں کسی بڑے کام میں تم سے معقول رقم لے لوں گا۔ البتہ اس بورک کو ایک ہزار ڈالر دے دینا۔ وہ خوش ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹام کو بورک کی آمد کی اطلاع دی گئی۔

"کیا اسے یہیں بلانا ہے"...... ٹام نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہیں بلا لو"...... عمران نے کہا تو ٹام نے اسے آفس بھیجنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میرا نام بورک ہے جناب اور مجھے جارج نے بھیجا ہے"۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں میرے پاس بیٹھو"...... عمران نے اسے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بورک عمران کے ساتھ بیٹھ گیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کا ایک نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"یہ تمہارا ہو گیا۔ ہمیں غاروں کے سلسلے میں چند معلومات

چاہئیں''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

''کیسی معلومات جناب''...... بورک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

''تم نے قدیمی سرنگیں دیکھی ہوئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میرا بچپن اور جوانی انہی سرنگوں میں ہی گزری ہے''۔ بورک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کل کتنی سرنگیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''اٹھارہ ہیں جناب۔ جن میں سے چھ بہت طویل ہیں جبکہ آٹھ درمیانی اور چار چھوٹی ہیں۔ یہ تمام سرنگیں قدیم دور میں پہاڑوں کو کاٹ کر مصنوعی طور پر بنائی گئی ہیں۔ یہی ان کی خوبصورتی ہے۔ جس ماہرانہ انداز میں یہ سرنگیں ہزاروں سال پہلے بنائی گئی ہیں ایسی شاندار سرنگیں شاید موجودہ دور کی انتہائی جدید ترین مشینری سے بھی نہیں بنائی جا سکتیں''...... بورک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ شاید فطری طور پر باتونی واقع ہوا تھا۔

''ان میں سے سرنگ نمبر تھرٹین کتنی بڑی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سرنگ نمبر تھرٹین سب سے طویل سرنگ ہے جناب۔ لیکن خطرناک سرنگ ہے۔ اس کے اندر انتہائی زہریلے سانپ رہتے ہیں اس لئے اس سرنگ میں سیاحوں کو داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ وہاں باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے''...... بورک نے کہا۔

''کوئی آتا جاتا تو ہوگا وہاں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ سرنگ کی صفائی کے لئے گاڑیاں اور افراد اندر جاتے ہیں۔ وہ حفاظتی لباس پہن کر اندر جاتے ہیں تاکہ زہریلے سانپ انہیں کاٹ نہ سکیں''...... بورک نے کہا۔

''ہم نے تو سنا ہے کہ وہاں کوئی خفیہ ہسپتال موجود ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہسپتال اور وہاں۔ نہیں جناب۔ میں تو اس سرنگ سے دو تین بار گزر چکا ہوں اور پھر وہاں ہسپتال بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا تو ممکن نہیں ہے''...... بورک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیک پوسٹ کس قسم کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''باقاعدہ خاردار تار لگا کر سرنگ کو بند کیا گیا ہے۔ باہر مسلح افراد موجود ہیں''...... بورک نے کہا۔

''اگر ہم اس سرنگ میں جانا چاہیں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''عقبی طرف زولو لینڈ کے علاقے میں اس کا دہانہ کھول کر اندر پہنچا جا سکتا ہے''...... بورک نے کہا۔

''کیا تم نے وہ دہانہ دیکھا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بے شمار بار دیکھا ہے''...... بورک نے کہا۔

''کیا تم نقشہ بنا کر ہمیں سمجھا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آسانی سے''...... بورک نے کہا تو عمران نے ٹام کو

ایک کاغذ دینے کا کہا تو ٹام نے دراز میں سے ایک بڑا سادہ سفید کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''اس پر نقشہ بناؤ اور وہاں پہنچنے والی سڑک اور راستے کی نشاندہی بھی کرو''...... عمران نے کاغذ اور قلم بورک کے آگے رکھتے ہوئے کہا تو بورک نے اس پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ٹام بول رہا ہوں''...... ٹام نے کہا۔

''سولجر بول رہا ہوں باس۔ آپ کا مطلوبہ پی زیرو لے آیا ہوں''۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کسی کے ہاتھ میرے آفس بھجوا دو اور تم خود واپس سٹور چلے جاؤ''...... ٹام نے کہا۔

''یس باس''......سولجر نے جواب دیا تو ٹام نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ عمران بورک کی طرف متوجہ تھا جو سوچ سوچ کر کاغذ پر لکیریں ڈال رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں لیدر کا بیگ تھا جس کا تسمہ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

''سر۔ یہ سولجر لے کر آیا ہے''......نوجوان نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میز پر رکھ دو اور جاؤ''...... ٹام نے کہا تو نوجوان نے بیگ میز پر رکھ دیا اور خود سلام کر کے واپس چلا گیا۔ اس

دوران بورک نے نقشہ تیار کر لیا تھا اور اب اس نقشے کو سمجھنے کے لئے عمران اس سے سوالات کر رہا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ تم اب جا سکتے ہو''...... عمران نے نقشے والا کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو بورک اٹھا اور سلام کر کے واپس جانے لگا۔

''ایک منٹ''...... عمران نے کہا تو بورک رک کر مڑا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم نے کسی کو یہ نہیں بتانا کہ ہم نے تم سے سرنگوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور نہ تم نے اس بارے میں کچھ بتایا ہے ورنہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن تمہیں ہلاک کرا دیا جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو بورک کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''ٹھیک ہے سر۔ شکریہ سر''...... بورک نے کہا اور پھر مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

''آپ کا کام ہو گیا ہے یا نہیں''...... بورک کے جانے کے بعد ٹام نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ کسی حد تک۔ بہرحال باقی کام ہم خود کر لیں گے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کا مطلوبہ پی زیرو آ گیا ہے۔ اسے چیک کر لیں تاکہ

کوئی تبدیلی کرنا ہو تو کر لی جائے''...... ٹام نے کہا تو عمران نے اٹھ کر بیگ کھولا تو اس میں ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی۔ عمران اسے چاروں طرف سے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے مشین کو واپس بیگ میں رکھ کر اس کی زپ بند کر دی۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تمہارے کلب سے باہر جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے۔ کیوں''...... ٹام نے چونک کر پوچھا۔

''ایک اور کاغذ اور بال پوائنٹ مجھے دو۔ مجھے تھوڑا سا سامان چاہئے وہ منگوا دو اور اس کے ساتھ ہی ایک خالی کمرے کا انتظام کر دو اور آخری بات یہ کہ ہم خاموشی سے چلے جائیں گے۔ ہماری تمہاری ملاقات بعد میں ہو گی اور یہ پی زیرو بھی تمہیں واپس کر دیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''سب انتظام ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... ٹام نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ بیس لاکھ ڈالر کی مشین کی نقد قیمت وصول کر لینے کے بعد اگر مشین دوبارہ مل جاتی تو ظاہر ہے یہ اس کے لئے خوشی کا باعث تھی۔

صدیقی اور اس کے ساتھی ٹیکسیوں کے ذریعے گرین ہلز کالونی کے آغاز میں پہنچ کر ڈراپ ہو گئے تھے اور انہوں نے ٹیکسی ڈرائیوروں کو کرایہ کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ دے کر فارغ کر دیا تھا۔

''ہمیں دو دو کر کے آگے بڑھنا ہے۔ میرے ساتھ نعمانی رہے گا اور چوہان اور خاور علیحدہ رہیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص وجہ ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے بارے میں اطلاع کرنل رچرڈ تک پہنچ گئی ہو اس لئے اس کے آدمیوں کو چار افراد کے گروپ کی تلاش ہو گی''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ہمیں بہرحال رہنا تو اکٹھا ہی

پڑے گا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔تم دونوں سڑک کی دوسری طرف ہو کر چلو۔ ضرورت پڑنے پر ہم اکٹھے بھی ہو سکتے ہیں۔ میں فوری طور پر چار کے گروپ کے تاثر سے بچنا چاہتا ہوں''...... صدیقی نے کہا تو خاور اور چوہان سر ہلاتے ہوئے مڑ گئے اور پھر وہ دونوں سڑک کی دوسری طرف صدیقی اور نعمانی سے کچھ پیچھے ہو کر چلنے لگے۔ ان چاروں کا انداز ایسے تھا جیسے وہ اسی کالونی کے رہائشی ہوں اور چہل قدمی کے لئے گھر سے نکلے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ون ون ٹو کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک درمیانے درجے کی کوٹھی تھی۔ اس کے تینوں اطراف میں اس سے ملحقہ کوٹھیاں تھیں جبکہ صرف سڑک کی طرف والا حصہ کھلا ہوا تھا اور اس سائیڈ پر ایک پھاٹک تھا جو بند تھا لیکن کوٹھی کی فرنٹ دیوار عام دیواروں سے اونچی تھی اور اس پر حفاظتی خاردار تار بھی لگی ہوئی تھی۔

''اس کوٹھی میں پھاٹک کے راستے سے ہی داخل ہوا جا سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ سیکرٹ ایجنسی کا پوائنٹ ہے۔ عام بدمعاشوں کا گڑھ نہیں ہے اس لئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے سوچ سمجھ کر کرنا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''لیکن کیا سوچیں سمجھیں۔ تینوں اطراف سے اس میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ گٹر لائن بھی کہیں دور سے آ رہی ہو گی اس لئے

ایک ہی راستہ ہے کہ بیل دے کر پھاٹک کھلوایا جائے اور پھر جبراً اندر داخل ہوا جائے''...... صدیقی نے کہا۔

''ایک بات تو بتاؤ صدیقی۔ جب ہمیں پیٹر سے معلوم ہو گیا ہے کہ لیبارٹری سرنگ نمبر تھرٹین میں ہے تو پھر ہم یہاں گرین ہلز کالونی میں کیوں الجھ رہے ہیں۔ ہمیں اصل ٹارگٹ کی طرف بڑھنا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ہمیں اپنی بیک بھی محفوظ رکھنی ہے۔ کرنل رچرڈ کے خاتمے سے اس گروپ میں افراتفری پھیل جائے گی اور اس افراتفری سے ہم فائدہ اٹھا سکیں گے''...... صدیقی نے جواب دیا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے کوٹھی سے کافی آگے پہنچ گئے۔ سڑک کی دوسری طرف خاور اور چوہان بھی چلتے ہوئے آگے بڑھ آئے تھے۔ پھر وہ دونوں سڑک کراس کر کے ان کے قریب آ گئے۔

''صدیقی۔ میرا خیال کہ ہمیں عمران صاحب کی طرح اصل ٹارگٹ پر نظر رکھنی چاہئے۔ یہاں خواہ مخواہ الجھ کر ہم پھنس جائیں گے''...... خاور نے کہا تو چوہان نے بھی اس کی تائید کر دی۔ شاید وہ بھی سڑک کی دوسری طرف چلتے ہوئے نعمانی کے سے انداز میں سوچ رہے تھے۔

''اگر تم تینوں اس پر متفق ہو تو پھر ایسا کرو کہ تم تینوں وہاں پہنچ جاؤ۔ میں تو کرنل رچرڈ کا خاتمہ کر کے ہی وہاں آؤں گا کیونکہ ہمیں

عقب سے زیادہ آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ میں کوشش کروں گا کہ اس کرنل رچرڈ کے ذریعے اس گروپ کو بھی پیچھے ہٹا دوں''۔۔۔ صدیقی اپنی بات پر مصر ہو رہا تھا۔

''تم لیڈر ہو اس لئے تمہاری بات تسلیم ہے۔ آؤ پھر دیر نہ کرو۔ جو کرنا ہے ہمیں فوری کرنا ہو گا''۔۔۔ نعمانی نے کہا تو باقی ساتھیوں نے صرف اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''آؤ پھر''۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر وہ چاروں سڑک کراس کرتے ہوئے دوسری طرف پہنچ گئے۔ پھاٹک بدستور بند تھا۔ صدیقی نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''۔۔۔ ڈور فون سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''ٹاؤن پلاننگ آفیسرز کی ٹیم ہے۔ ہم نے کوٹھی کو چیک کرنا ہے''۔۔۔ صدیقی نے ایکریمین لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اجازت نامہ ہے آپ کے پاس''۔۔۔ دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ ہمارے پاس تحریری اجازت نامہ موجود ہے۔ ہم نے گرین ہلز کالونی کی ہر کوٹھی کی چیکنگ کرنی ہے''۔۔۔ صدیقی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لیکن ہم تحریری اجازت نامہ دیکھ کر ہی آپ کو اندر آنے کی اجازت دے سکتے ہیں''۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''یس سر۔ یہ تو قانون کے مطابق ہے جناب''۔۔۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

''پوری طرح ہوشیار رہنا۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ہم نے صرف کرنل رچرڈ کو بے ہوش کرنا ہے باقی سب کا اس انداز میں خاتمہ کرنا ہے کہ آواز دوسری کوٹھیوں تک نہ پہنچے''۔۔۔ صدیقی نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر آہستہ سے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ فائرنگ نہیں ہونی چاہئے''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے''۔۔۔ صدیقی نے کہا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور صدیقی جو سب سے آگے کھڑا تھا مزید قریب ہو گیا۔ چھوٹا پھاٹک کھلتے ہی ایک ایکریمین نظر آیا جو باہر آ رہا تھا کہ صدیقی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پوری قوت سے باہر آنے والے آدمی کے سینے پر اس طرح پڑا کہ وہ اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی کہ صدیقی اچھل کر اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تیزی سے اندر داخل ہو گئے اور دوسرے لمحے برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر عمارت کے اندر غائب ہو گئے جبکہ صدیقی نے تیزی سے مڑ کر پھاٹک بند کر کے اسے لاک کر دیا تاکہ باہر سے کوئی اندر نہ آ

سکے۔ جس آدمی نے پھاٹک کھولا تھا وہ فرش پر گر کر چند لمحے اٹھنے کی کوشش کرتا رہا پھر اس کے منہ سے یکلخت خون فوارے کی طرح ابلا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساکت ہو گیا۔ صدیقی نے چونکہ دانستہ اس کے دل پر بھرپور ضرب لگائی تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ یہ شخص اب دوبارہ نہ اٹھ سکے گا۔ پھاٹک کے ساتھ ہی گارڈز روم تھا اور صدیقی بجائے عمارت میں جانے کے گارڈز روم کی طرف بڑھ گیا لیکن گارڈز روم خالی تھا۔ صدیقی نے ایک نظر میں ہی چیک کر لیا کہ ڈور فون کا مائیک وہاں موجود تھا جس کا مطلب تھا کہ اندر سے بات چیت کی جاتی ہو گی اور پھر گارڈ کو حکم دیا جاتا ہو گا کہ پھاٹک کھول دے۔ صدیقی تیزی سے مڑا اور پھر وہ عمارت کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے اندر سے زوردار فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ جیب میں ہاتھ ڈالے تیزی سے بھاگتا ہوا اندر کی طرف بڑھا لیکن ابھی وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا کہ نعمانی بھاگتا ہوا باہر آیا۔ اس نے کاندھے پر خاور کو لاد رکھا تھا جس کی گردن لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے چوہان تھا۔

''کیا ہوا''...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

''اسے گولی لگی ہے۔ اندر پانی نہیں ہے اس لئے باہر لان میں اس کی بینڈیج کریں گے۔ تم اندر جاؤ۔ اندر چار افراد زخمی پڑے ہیں''...... نعمانی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ چوہان کے ساتھ برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر باہر لان میں چلے گئے جہاں کونے میں

پانی کا ایک پائپ موجود تھا جس کا سرا ایک بڑے پائپ سے جڑا ہوا تھا۔

''کیا حالت ہے اس کی'' صدیقی نے پوچھا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ فضل کرے گا''...... نعمانی نے جواب دیا تو صدیقی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ دو کمروں میں دو آدمی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جسم کانپ رہے تھے اور ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا لیکن ان کی حالت دیکھتے ہی صدیقی سمجھ گیا کہ ان کے پاس رکنا فضول ہے۔ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ چند لمحوں بعد آخری ہچکی لے کر ساکت ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ انہیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تو یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی دروازے کے قریب قالین پر پڑا ہوا تھا لیکن وہ زخمی نہ تھا صرف بے ہوش تھا اور صدیقی سمجھ گیا کہ یہی کرنل رچرڈ ہو گا۔ وہ آگے بڑھ گیا اور پھر پوری کوٹھی کو چیک کر کے سٹور میں سے رسی کا بنڈل اٹھائے وہ کرنل رچرڈ والے کمرے میں واپس آ گیا۔ اس نے فرش پر پڑے ہوئے کرنل رچرڈ کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر خود ہی اس نے رسی کی مدد سے اسے کرسی سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ کسی صورت رسیوں سے آزاد نہ ہو سکے اور پھر گانٹھ لگا کر اسے چیک کر کے وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ پھر وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے نعمانی اور چوہان کو برآمدے کی طرف

آتے ہوئے دیکھا۔ خاور ان کے درمیان آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اس کی حالت خراب نہ تھی۔ صدیقی نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

''اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ کہاں گولی لگی تھی۔ کیا ہوا تھا''۔ صدیقی نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

''یہ اس کمرے میں داخل ہوا تھا جو آفس کے انداز میں سجایا گیا ہے۔ اس نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا اندر سے فائر ہوا اور گولی اس کے پیٹ میں لگی لیکن خاور نے گولی کھانے کے باوجود اچھل کر اس آدمی کو ٹکر مار دی اور یہ ٹکر اس قدر بھرپور تھی کہ وہ آدمی چیختا ہوا وہیں گر گیا اور اس کے اوپر ہی خاور گر گیا۔ نیچے موجود آدمی نے اٹھنے کی کوشش کی تو بے ہوش ہوتے ہوتے خاور نے ایک اور ٹکر رسید کر دی۔ اس دوران میں وہاں پہنچ گیا۔ خاور اور اس کا مخالف دونوں ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ میں نے خاور کو اٹھایا اور کمرے سے باہر لے آیا جبکہ چوہان کی مدد سے میں نے اس کے زخم کی چیکنگ کی تو گولی سائیڈ سے نکل گئی تھی لیکن خون بہہ رہا تھا اس لئے زخم کو دھونے اور خون کو بہنے سے روکنے کے کافی پانی کی ضرورت تھی اس لئے ہم نے سوچا کہ اسے باہر لے جا کر بڑے نل کے نیچے لٹا دیں اور وہی ہوا۔ جیسے ہی میں نے نل کھولا اور اس کے زخم پر کثیر پانی پڑا تو خون بہنا بند ہو گیا۔ پھر ہم نے اس کا زخم صاف کیا اور اس کی بینڈیج کر دی''۔۔۔۔ نعمانی نے پوری تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

''اب کیسی طبیعت ہے خاور''۔۔۔۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر خاور سے براہ راست پوچھا۔

''اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا ہے''۔۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اسے کہیں لٹا دو نعمانی اور تم اس کے ساتھ رہو جبکہ چوہان باہر پہرہ دے گا۔ فائرنگ کی آوازیں ویسے تو خاصی مدہم تھیں لیکن پھر بھی کوئی آ سکتا ہے۔ میں اس دوران کرنل رچرڈ سے پوچھ گچھ کر لوں۔ پھر ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا''۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے تو صدیقی ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا جہاں اس نے کرنل رچرڈ کو کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں باندھا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس نے کرنل رچرڈ کو اسی طرح کرسی پر بندھے ہوئے اور بے ہوشی کے عالم میں پایا تو اس نے قدرے اطمینان کا سانس لیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کرنل رچرڈ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر مزید چند لمحوں بعد جب کرنل رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کے بعد اس کی آنکھیں سامنے کھڑے صدیقی پر جم

گئیں اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم۔ تم کون ہو۔ تم یہاں کیسے داخل ہو گئے''..... کرنل رچرڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کرنل رچرڈ ہے اور تم یہاں اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کام کر رہے ہو جس میں پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو رکھا گیا ہے اور تمہارا تعلق بلیک ایجنسی سے ہے''..... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

''جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔ لیکن تم کون ہو۔ کیا تم عمران ہو''..... کرنل رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ وہ کون ہے۔ یہ تو ایشیائی نام ہے جبکہ ہمارا ایشیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا تعلق ورلڈ پیس آرگنائزیشن سے ہے اور ہم پوری دنیا کے امن کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایشیائی ڈاکٹر اس لیبارٹری میں ایسی ایجاد کر لیں جس کے ذریعے دنیا کا امن تہہ و بالا ہو کر رہ جائے''..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے''..... کرنل رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا کوئی تعلق کسی سیکرٹ سروس سے نہیں ہے لیکن یہ بھی سن لو کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور تم چونکہ ایک سرکاری ایجنسی سے وابستہ ہو اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔

البتہ تمہارے یہاں موجود باقی ساتھی لڑتے ہوئے ہلاک ہو چکے ہیں''..... صدیقی نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو کرنل رچرڈ کے چہرے پر موجود حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ تمہارا واقعی کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے''..... کرنل رچرڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے صدیقی کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''سنو۔ میں یہاں تمہارے سامنے حلف اٹھانے نہیں آیا یا تمہیں کسی بات کا یقین دلانے کے لئے موجود نہیں ہوں۔ میری بات آخری بار سن لو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتا دو لیکن یہ سن لو کہ ہمیں پیٹر کے ذریعے تمام تفصیل پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے۔ ہم تم سے صرف کنفرمیشن چاہتے ہیں ورنہ دوسری صورت میں جیسے پیٹر نے زبان کھولی تھی اسی طرح تمہاری زبان بھی کھلوائی جا سکتی ہے چاہے تم کتنے ہی تربیت یافتہ کیوں نہ ہو لیکن پھر پیٹر کی طرح تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ بولو۔ کیا جواب ہے تمہارا''..... صدیقی نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تم اس لیبارٹری کے بارے میں کس قسم کی معلومات چاہتے ہو''..... کرنل رچرڈ نے کہا۔

''یہی کہ وہ کہاں ہے۔ اس کے راستے کون کون سے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''وہ میری جیب میں پڑی ہیں۔ آگے بڑھ کر نکال لو''..... کرنل

رچرڈ نے یکلخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو صدیقی اس کے لہجے کی تبدیلی پر بے اختیار چونک پڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی ایکشن لیتا کرنل رچرڈ یکلخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اسی لمحے صدیقی اچھل کر پشت کے بل نیچے قالین پر جا گرا۔ کرنل رچرڈ نے یکلخت کرسی سے اچھل کر پوری قوت سے صدیقی کے سینے پر ٹکر مار دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کرنل رچرڈ نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا کیونکہ صدیقی نے اسے باندھنے کے بعد اس کی تلاشی نہ لی تھی لیکن اس سے پہلے کہ کرنل رچرڈ فائر کرتا صدیقی کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے گھومیں اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے موم کاغذ سے بنایا گیا آدمی معمولی سی گرمی دینے سے تیزی سے حرکت میں آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کرنل رچرڈ کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اڑتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں جا گرا۔ صدیقی نے اٹھتے ہی ہاتھ گھما دیا تھا لیکن وہ صرف مشین پسٹل ہی اس کے ہاتھ سے نکال سکا تھا جبکہ کرنل رچرڈ نے اس کے ساتھ ہی لات گھما دی تھی اور صدیقی پسلیوں پر زوردار ضرب کھا کر اچھل کر پہلو کے بل دوبارہ نیچے جا گرا اور کرنل رچرڈ نے اچھل کر دوسری ٹانگ سے اسے ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن اب صدیقی سنبھل چکا تھا اس لئے اس نے یکلخت اچھل کر ٹانگ گھمائی اور کرنل رچرڈ جو اچھل کر اسے ضرب لگانے جا رہا تھا ضرب کھا کر سر کے بل نیچے فرش پر جا گرا لیکن

اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی تھی لیکن اس دوران صدیقی بھی اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔

''تم نے رسی کیسے کھول لی''۔۔۔ صدیقی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی حیرت ہو رہی ہو۔

''میرا نام کرنل رچرڈ ہے۔ کرنل رچرڈ۔ میری ساری عمر انہی کاموں میں گزری ہے''۔۔۔ صدیقی کے اچانک بول پڑنے پر اس پر حملہ کرنے کے لئے اچھلنے والا کرنل رچرڈ نہ صرف رک گیا تھا بلکہ اس نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب بھی دیا تھا اور اس طرح وہ صدیقی کے داؤ میں آ گیا تھا۔ صدیقی صرف اسے فوری حملے سے روکنا چاہتا تھا کیونکہ صدیقی جس جگہ کھڑا تھا وہاں سے کرنل رچرڈ پر بھرپور ضرب نہ لگائی جا سکتی تھی کیونکہ بڑی سی آفس ٹیبل اس میں رکاوٹ بن سکتی تھی جبکہ کرنل رچرڈ جس جگہ موجود تھا وہاں سے اس کا جسم پوری طرح گھوم کر صدیقی کو مضروب کر سکتا تھا اس لئے صدیقی نے اسے روکنے اور خود اس پر حملہ کرنے کے لئے اچانک گفتگو شروع کر دی تھی اور صدیقی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ ابھی کرنل رچرڈ کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ صدیقی نے ایک قدم آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے کمرہ کرنل رچرڈ کے حلق سے نکلنے والی بے ساختہ چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی قدم بڑھاتے ہی کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما تھا اور اس سے پہلے کہ کرنل رچرڈ سنبھلتا صدیقی کا گھومتا ہوا ہاتھ پوری قوت سے کرنل رچرڈ کے سینے پر کسی بھاری گرز کی

طرح پڑا۔ صدیقی کے تیزی سے گھومنے کی وجہ سے ضرب بے حد زور دار انداز میں پڑی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ کرنل رچرڈ چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے پہلو کے بل نیچے جا گرا تھا۔ کرنل رچرڈ جیسے ہی نیچے گرا صدیقی دوبارہ گھوما اور اس بار اس کی لات پوری قوت سے کرنل رچرڈ کی پسلیوں پر پڑی اور ایک بار پھر کمرہ کرنل رچرڈ کی چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی واقعی مسلسل کسی لٹو کی طرح گھوم رہا تھا اس لئے ایک بار پھر اس کی لات کرنل رچرڈ کی پسلیوں پر پڑی اور کرنل رچرڈ کے حلق سے اس بار ادھوری سی چیخ نکلی اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا تو صدیقی رک کر اسے دیکھنے لگا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ کرنل رچرڈ واقعی بے ہوش ہو چکا ہے تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر جھک کر اس نے کرنل رچرڈ کو ایک بار پھر اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور کھلی ہوئی رسی کی مدد سے اس نے اسے دوبارہ کرسی سے باندھنا شروع کر دیا۔ کھلی ہوئی گانٹھ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل رچرڈ نے اس گانٹھ کو کس انداز میں کھول کر اپنے آپ کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کیا تھا۔ صدیقی سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ اس نے عام سی گانٹھ لگا دی تھی جسے کوئی بھی تربیت یافتہ آدمی آسانی سے کھول سکتا تھا لیکن اس بار اس نے افریقن انداز کی خصوصی گانٹھ لگائی تھی تا کہ ایک ایکریمین اسے نہ کھول سکے۔ رسیوں سے باندھنے کے بعد صدیقی نے دونوں ہاتھوں سے کرنل رچرڈ کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کرنل رچرڈ کے جسم میں

حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹا لئے۔ چند لمحوں بعد کرنل رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کی صورت میں اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور سامنے کھڑے ہوئے صدیقی کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے صدیقی کے آر پار دیکھ رہا ہو۔

''تم۔ تم نے کرنل رچرڈ کو فائٹنگ میں شکست دے دی ہے۔ تم نے۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ کرنل رچرڈ نے آج تک فائٹنگ میں کبھی شکست نہیں کھائی''...... کرنل رچرڈ نے رک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے الفاظ پر خود یقین نہ آ رہا ہو۔

''ابھی تم نے فائٹنگ دیکھی ہی کب ہے کرنل رچرڈ۔ اگر تم اسے فائٹنگ کہتے ہو تو مجھے حیرت ہو رہی ہے۔ بہرحال اب تم نے جو کچھ بتانا ہے وہ میں خود معلوم کر لوں گا لیکن اس کے بعد تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہو گا۔ میں نے کوشش کی تھی کہ تم زندہ رہ جاؤ لیکن''...... صدیقی نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے مجھے فائٹنگ میں شکست دے دی ہے اس لئے اب میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ اس کے بعد تم جو چاہے کرنا۔ اب مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں ہے۔ شکست کھانے کے بعد کرنل رچرڈ زندہ رہتا ہے یا نہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... کرنل رچرڈ نے بڑے مایوسانہ لہجے انداز میں کہا تو صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ ایسے لوگوں کی نفسیات سے بخوبی واقف تھا۔ اسے معلوم تھا

کہ کرنل رچرڈ جیسے انا پرست افراد جب شکست کھاتے ہیں تو اندر سے مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اس کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور تھوڑی دیر بعد اسے احساس ہوا کہ کرنل رچرڈ جو کچھ جانتا تھا وہ اس نے معلوم کر لیا ہے تو وہ واپس مڑا اور ایک طرف پڑے ہوئے کرنل رچرڈ کے مشین پسٹل کو اٹھا کر وہ مڑا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل رچرڈ کے حلق سے نکلنے والی گھٹی گھٹی سی چیخ دب کر رہ گئی۔ صدیقی نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر اس کے ساتھی موجود تھے۔

''کیا معلوم ہوا ہے''..... نعمانی نے پوچھا۔

''صرف اتنا کہ یہ لیبارٹری سرنگ نمبر تھرٹین میں ہے اور سرنگ نمبر تھرٹین کے دہانے پر باقاعدہ چیک پوسٹ موجود ہے جسے ختم کئے بغیر آگے نہیں بڑھا جا سکتا۔ اس سرنگ کے اندر دو کراس راستے ہیں۔ ایک راستہ تو کسی خفیہ ہسپتال کو جاتا ہے جبکہ دوسرا لیبارٹری کو جاتا ہے۔ دائیں ہاتھ والا راستہ لیبارٹری کو اور بائیں ہاتھ والا راستہ ہسپتال کو جاتا ہے۔ ہم نے اس چیک پوسٹ پر موجود آدمیوں کو ہلاک کر کے اندر داخل ہونا ہے اور پھر کارروائی کرنا ہے''۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہم نے لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے یا صرف اس ڈاکٹر احسان کو

واپس لے جانا ہے۔ کیا کرنا ہے''..... چوہان نے پوچھا۔

''ڈاکٹر احسان اپنی مرضی سے یہاں آیا ہے اس لئے اگر اسے واپس لے جایا گیا تو وہ دوبارہ ایکریمیا آ جائے گا۔ ہم کب تک اس کے پیچھے دوڑتے رہیں گے اس لئے ڈاکٹر احسان کو بھی ختم کرنا ہے اور لیبارٹری بھی تباہ کرنی ہے تاکہ یہ فارمولا بھی ساتھ ہی مکمل طور پر تباہ ہو جائے اور ایکریمیا اور خصوصاً اسرائیل اس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر تباہی نازل نہ کر سکیں''..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی تباہی کے لئے ہمیں سپیشل وائرلیس بم بھی چاہئیں۔ وہ کہاں سے آئیں گے''..... نعمانی نے کہا۔

''میرے پاس تھری تھاؤزنڈ میگا سپریم بم موجود ہے۔ میں نے ونگٹن سے لیا تھا''..... صدیقی نے جواب دیا تو سب چونک پڑے۔

''اتنا پاور فل بم۔ کیا تمہاری جیب میں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''..... تقریباً سب ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مخصوص دھات کے کیس میں بند ایک چپٹی پتی نکال کر انہیں دکھا دی۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی جدید ترین ساخت کا ہے''..... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر چونکہ چاند تک موجود نہ تھا اس لئے تاریکی عام راتوں سے زیادہ گہری تھی۔ اس تاریکی میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت بڑے محتاط انداز میں پہاڑی چٹانوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ علاقہ زولو لینڈ کہلاتا تھا اور یہاں صرف بنجر پہاڑیاں تھیں۔ کسی قسم کی کوئی آبادی کا یہاں وجود نہ تھا۔ یہ علاقہ ان پہاڑیوں کے عقب میں تھا جن میں قدیم دور کی سرنگیں موجود تھیں۔ عمران کے ذہن میں بورک کا بنایا ہوا نقشہ موجود تھا اور عمران نے اس سے جو سوالات کئے تھے ان کے جوابات بھی اس کے ذہن میں موجود تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت میک اپ میں تھے۔ ٹام کے کلب سے وہ ایکریمی میک اپ کر کے کلب کے خفیہ راستے سے باہر آئے تھے تاکہ اگر کرنل رچرڈ اور اس کے ساتھی ان کی تلاش

میں ہوں تو وہ ان کو پہچان نہ سکیں اور پھر وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر زولو لینڈ پہنچے تھے اور یہاں آ کر انہوں نے رات کی تاریکی گہری ہونے کا خصوصی طور پر انتظار کیا تھا تاکہ اگر پہاڑیوں پر کوئی چیک پوسٹ قائم کی گئی ہو تو وہ لوگ انہیں چیک نہ کر سکیں لیکن یہ علاقہ اپنی ساخت کے لحاظ سے بے حد خطرناک تھا اس لئے وہ سب پھونک کر قدم رکھ رہے تھے۔ آگے آگے عمران تھا۔ اس کے پیچھے جولیا اور صالحہ جو ایک دوسرے کو تھام کر قدم بڑھا رہی تھیں۔ ان کے پیچھے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے اور تقریباً دو گھنٹوں کی انتہائی محتاط پیش قدمی کے بعد عمران ایک بڑی سی چٹان کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔

''یہ چٹان تو قدرتی ہے عمران صاحب''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ بھی انسانی ہاتھوں کی کاریگری ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چٹان کے نچلے حصے میں چٹان کے تقریباً درمیان میں زور سے پیر مارا لیکن کچھ نہ ہوا تو اس نے دوبارہ پیر مارا اور تیسری بار جب اس نے اس جگہ پر پیر مارا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی بڑی سی چٹان اس طرح سائیڈ پر گھوم گئی جیسے اس کے اندر کوئی میکانکی نظام کام کر رہا ہو۔

''کیا یہ میکنزم جدید دور میں بنایا گیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ قدیم دور کے لوگوں کی ذہانت ہے۔ قدیم دور میں

دروازے اس انداز میں بنائے جاتے تھے۔ اوپر اور نیچے ایک مخصوص کیل نما چٹانیں تراش کر نصب کی جاتی تھیں جن پر ایسی چٹانوں یا دروازوں کو منسلک کر دیا جاتا تھا اور مخصوص انداز میں ضرب لگانے سے وہ کیل حرکت میں آ جاتے اور اس طرح وہ چٹانیں یا دروازے خودبخود گھوم کر دوسری طرف چلے جاتے جس طرح یہ چٹان گھوم کر سائیڈ پر چلی گئی ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس قدر جدید نظام قدیم دور میں بھی استعمال ہوتا تھا''۔۔۔ جولیا نے کہا تو عمران نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا اور آگے بڑھنے لگا۔

''عمران صاحب۔ وہ بورک کہہ رہا تھا کہ اس سرنگ میں سانپ ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا حفاظتی انتظامات کئے ہیں''۔ صالحہ نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''سانپ پہلے کسی زمانے میں ہوتے ہوں گے۔ اب یہاں ہسپتال بنایا گیا ہے تو لامحالہ پہلے سانپوں کو ختم کر دیا ہوگا اور اس جدید دور میں سانپوں کو ختم کرنا بے حد آسان ہے۔ پوری سرنگ کو دونوں اطراف سے بند کر کے اس میں زہریلی گیس پھیلا دی جائے تو سرنگ تو سرنگ چٹانوں کے رخنوں میں موجود سانپ بھی ہلاک کئے جا سکتے ہیں''۔۔۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ باقی ساتھیوں کے ذہنوں میں بھی اس

بارے میں خدشات موجود ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ سرنگ کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے اور پھر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اب ان کے انداز میں اس لئے احتیاط شامل نہ تھی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سرنگ کے دہانے پر باقاعدہ خاردار تار لگا کر چیک پوسٹ بنائی گئی ہے اس لئے سرنگ کے اندر کوئی حفاظتی انتظامات نہ کئے گئے ہوں گے اور نہ ہی کوئی مسلح گارڈ موجود ہوگا۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ سرنگ کے اندر دائیں ہاتھ پر ایک اور چھوٹا سا راستہ ہے جو اس خفیہ ہسپتال کو جاتا ہے جہاں فلسطینی رہنما ولید عارفی کو رکھا گیا تھا اور جسے چھڑانے کے لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت کام کر رہا تھا لیکن وہ راستہ ابھی کافی دور تھا۔

''عمران صاحب۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع ہے آپ کے پاس''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ اپنا کام کر رہے ہوں گے۔ یہاں سے فارغ ہو کر ان سے رابطہ کیا جا سکتا ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن اب بھی انہوں نے ٹارچیں روشن نہ کی تھیں کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہاں کوئی ایسے آلات نہ لگائے گئے ہوں جن کی وجہ سے روشنی ہوتے ہی کوئی حفاظتی نظام آن ہو جائے۔ البتہ مسلسل اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے اب ان کی

آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں اس لئے انہیں سرنگ کا فرش، دیواریں اور چھت دھندلی دھندلی سی نظر آنے لگ گئی تھی۔ وہ سب آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا۔

''یہاں سے کچھ فاصلے پر چند لوگ موجود ہیں۔ میری چھٹی حس نے الارم بجانا شروع کر دیا ہے'' عمران نے آہستہ سے سرگوشی کے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ بھی تیزی سے حرکت میں آئے اور سب نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لئے اور وہ سب کسی چیتے کی طرح ہوشیار اور محتاط نظر آنے لگ گئے تھے اور پھر عمران نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی طرح محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک جیسے سرنگ میں طوفان سا آ گیا اور پھر چٹانوں پر سے کچھ سائے ان پر کود پڑے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشین پسٹلز چلانے کا موقع ہی نہ ملا بلکہ اس اچانک حملے کی وجہ سے مشین پسٹلز ان کے ہاتھوں سے ہی نکل گئے تھے۔ انہیں یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ کچھ لوگ اوپر چٹانوں کے پیچھے بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں اور ان پر کودنے والے سایوں کے درمیان سرنگ کے اندر انتہائی خوفناک فائٹ شروع ہو گئی اور عمران

کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان پر حملہ آور انتہائی خوفناک اور تربیت یافتہ فائٹر ہوں۔ سرنگ میں گھپ اندھیرا ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو صرف سائے ہی نظر آ رہے تھے اور پھر اچانک ایک کراہ سی سرنگ میں گونجی اور پھر ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کراہ مقابل سایوں کی طرف سے اور چیخ اس کے ساتھیوں میں سے کسی کی ہے۔ اس نے اپنے اوپر حملہ آور سائے کو ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سایہ تو جیسے کسی بھوت کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا اور اس کی پوری کوشش تھی کہ عمران کے قدم اکھاڑ دے جبکہ عمران ہر قیمت پر اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا اور پھر اچانک ایک اور کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں یہ کراہ سنتے ہی خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔

صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت انتہائی محتاط انداز میں سرنگ نمبر تھرٹین کے دہانے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ رات کی گہری تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی لیکن سرنگ نمبر تھرٹین کے دہانے پر چونکہ چیک پوسٹ موجود تھی اس لئے چیک پوسٹ پر خاصی تیز روشنی ہو رہی تھی اس لئے صدیقی اور اس کے ساتھی ضرورت سے زیادہ ہی محتاط تھے کیونکہ چیک پوسٹ سے اگر انہیں چیک کر لیا جاتا تو پھر ان کی ہلاکت یقینی ہو سکتی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر رک گئے اور صدیقی نے چیک پوسٹ کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ چیک پوسٹ پر چار مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے نظر آ رہے تھے جبکہ سرنگ کے بڑے سے دہانے کو خار دار تاروں کے جال سے بند کر دیا گیا تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک میز بھی رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ چھ سات فولڈنگ چیئرز بھی

پڑی نظر آ رہی تھیں۔ چار افراد میں سے دو افراد ایک طرف کھڑے باتیں کرنے میں مصروف تھے جبکہ دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے سامنے اور سائیڈوں میں دیکھنے میں مصروف تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی آدمی ارد گرد نظر نہ آ رہا تھا۔ صدیقی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ صدیقی نے یہ مشین پسٹل خصوصی طور پر ڈنگلٹن سے خریدا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پہاڑیوں میں معمولی سی فائرنگ کی بازگشت دور دور تک گونج پیدا کرتی ہے اور ایسی صورت میں سرنگ کے اندر یا پہاڑیوں کے اوپر موجود افراد تک بھی یہ آواز پہنچ سکتی تھی اور ایسی صورت حال میں ان کا عقب محفوظ نہیں رہے گا اور وہ بل میں گھسے ہوئے چوہوں کی طرح آسانی سے مارے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ پسٹل خرید لیا تھا۔ اس کی رینج بھی عام پسٹلز سے زیادہ تھی اور اس کا سائیلنسر اس قدر نفیس تھا کہ معمولی سی ٹک کی آواز کے علاوہ اور کوئی دھماکہ یا آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ صدیقی نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جس جگہ وہ موجود ہے وہاں سے چیک پوسٹ اس پسٹل کی رینج میں ہے اس لئے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر اس کا میگزین بھی چیک کر کے اس نے پسٹل کا رخ چیک پوسٹ کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے موجود ایک مشین گن بردار اچھل کر نیچے گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہاں موجود باقی افراد سنبھلتے صدیقی نے آسانی سے ان چاروں کا خاتمہ

کر دیا۔ چونکہ اسے اپنے نشانے پر مکمل اعتماد تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ چاروں افراد کے دلوں میں گھس جانے والی گولیاں انہیں زیادہ دیر تک تڑپنے کا موقع بھی نہ دیں گی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جب صدیقی اور اس کے ساتھی چیک پوسٹ پر پہنچے تو وہاں چاروں مسلح افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا اس لئے صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو خار دار تار ہٹانے کا کہا اور خود وہ نگرانی میں مصروف ہو گیا۔ گو خاور زخمی تھا لیکن اب اس کی حالت پہلے کی نسبتاً کافی بہتر ہو گئی تھی اس لئے وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت خار دار تار ہٹانے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد خار دار تار سرنگ کے دہانے سے ہٹا کر ایک طرف کر دی گئی اور اب وہاں سرنگ کا دہانہ اس قدر کھل گیا تھا کہ آسانی سے اندر داخل ہوا جا سکتا تھا۔

''خار دار تار کو کھینچ کر واپس دہانے پر رکھ دو تاکہ عقب ہر طرح سے محفوظ ہو سکے''۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

''ان لاشوں کا یہاں پڑے رہنا درست نہیں ہے۔ اوپر بلب جل رہا ہے، یا تو اس بلب کو ہی توڑ دیں''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''بلب مت توڑنا۔ یہ جلتا رہے کیونکہ اس کے بند ہونے سے دور سے چیکنگ کرنے والے ہوشیار ہو جائیں گے۔ البتہ لاشیں نیچے کھائی میں گرا دو''۔۔۔ صدیقی نے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس کی ہدایت پر عمل درآمد کر دیا گیا۔ پھر وہ سرنگ میں آگے بڑھنے لگے۔

ٹارچیں انہوں نے دانستہ روشن نہیں کی تھیں کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ سرنگ میں بھی گارڈز موجود ہو سکتے ہیں۔ البتہ صدیقی بڑے غور سے سرنگ کی سائیڈوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اس راستے کی تلاش تھی جو لیبارٹری کی طرف جاتا تھا لیکن کافی فاصلہ طے کر لینے کے باوجود انہیں راستہ نظر نہ آیا تھا اور وہ آگے بڑھتے ہی چلے گئے کہ اچانک صدیقی جو سب سے آگے تھا ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو بھی روک دیا۔

''یہاں سرنگ میں کچھ فاصلے پر چند افراد موجود ہیں۔ یہ یقیناً گارڈ ہو سکتے ہیں۔ ہمیں محتاط رہنا ہو گا''۔۔۔ صدیقی نے آہستہ سے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی ہے لیکن یہ لوگ تو کافی فاصلے پر ہیں''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ ان کا رخ ہماری طرف ہی ہے''۔۔۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس سائیلنسر لگا مشین پسٹل تو ہے۔ پھر کیا مسئلہ ہے۔ تم آسانی اور خاموشی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہو''۔۔۔ چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ یہ سرنگ ہے۔ یہاں معمولی سی آواز بھی بے حد گونجتی ہے اور ایک لحاظ سے ہم آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں اور کامیابی ہمارے بالکل قریب ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اب اس

معاملے میں کوئی رخنہ پڑے''..... صدیقی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''پھر تم کیا چاہتے ہو کہ ہم ان سے ہاتھوں سے لڑیں لیکن خاور زخمی ہے اور ان لوگوں کی تعداد شاید زیادہ ہو''..... چوہان نے کہا۔

''ہم صورت حال کا جائزہ لے کر ہی کارروائی کریں گے۔ یہاں اوپر چٹانوں میں ایسے رخنے موجود ہیں جن میں ہم چھپ کر بیٹھ سکتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ہم ان پر اچانک چھلانگیں لگا کر ان کا آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں''..... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ چند افراد کو لڑائی کے دوران بغیر اسلحہ کے ہلاک کر دینا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ چنانچہ صدیقی کی ہدایت کے مطابق تھوڑی سی کوشش سے وہ چٹانوں کے پیچھے موجود رخنوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ صدیقی کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جدھر سے وہ لوگ آ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے چھ سائے بڑے محتاط انداز میں آتے ہوئے دیکھے۔ ان کے قدوقامت دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ تربیت یافتہ گارڈز ہیں اور ان کی احتیاط بتا رہی تھی کہ انہیں بھی شاید ان کی یہاں موجودگی کا احساس ہو گیا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد جیسے ہی یہ گروپ قریب آیا صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو ان پر کود کر حملہ کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کا مخصوص سگنل دے دیا اور پھر جیسے ہی وہ لوگ ان کے نیچے سے گزرنے لگے صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے ان پر

چھلانگیں لگا دیں اور پھر جیسے سرنگ میں خاموش لیکن انتہائی خوفناک لڑائی شروع ہو گئی۔ صدیقی سب سے آگے جانے والے سائے پر کودا تھا۔ لڑائی کے دوران پہلے ایک کراہ سنائی دی اور صدیقی سمجھ گیا کہ یہ خاور کی کراہ ہو گی کیونکہ وہ زخمی تھا۔ پھر ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ صدیقی جس سائے سے لپٹا ہوا تھا اس کی پوری کوشش تھی کہ اسے اٹھا کر نیچے فرش پر گرا کر ہلاک کر دے لیکن صدیقی اس سے اس انداز میں لڑ رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس کے قدم زمین سے اکھاڑ کر اسے نیچے پھینک دے اور پھر اس کے سینے پر مخصوص انداز میں پیر مارے کہ اس کا دل پھٹ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے لیکن صدیقی کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ کامیاب ہونے کی بجائے لمحہ بہ لمحہ کمزور پڑتا جا رہا ہے کہ اچانک ایک بار پھر خاور کی کراہ سنائی دی۔

''یہ تو خاور کی آواز ہے''..... اچانک صدیقی کے ساتھ لڑتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا تو صدیقی اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔

''عمران صاحب آپ''..... صدیقی نے یکلخت چیخ کر کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ رک جاؤ۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں''..... عمران نے چیخ کر کہا تو سرنگ میں ہونے والی خوفناک فائٹ یکلخت اس طرح رک گئی جیسے چابی سے چلنے والے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر یکلخت بے حرکت ہو جاتے ہیں۔

''یہ کون ہے جسے ہم نے گرایا ہے''..... اچانک جولیا کی آواز سنائی دی اور صدیقی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ فرش پر پڑے

ہوئے ایک آدمی پر جھک گیا۔ وہ بے حس و حرکت تھا۔

''یہ خاور ہے۔ یہ زخمی تھا''...... صدیقی نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اسے اطمینان ہو گیا۔ خاور زندہ تھا۔ عمران اور باقی ساتھی بھی وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔

''ویری بیڈ۔ تو یہ خاور تھا جو مجھ سے اور صالحہ سے بیک وقت لڑ رہا تھا''...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ اچانک کراہتے ہی بے ہوش ہو گیا ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کہ یہ کوئی سپر مین ہے''۔ صالحہ نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد صدیقی اور عمران نے مل کر اسے ہوش دلایا۔ جب خاور کو معلوم ہوا کہ وہ آپس میں ہی لڑ رہے تھے اور وہ جولیا اور صالحہ کے ساتھ لڑ رہا تھا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

''مجھے یہ تو احساس ہو گیا تھا کہ مجھ سے لڑنے والی دونوں عورتیں ہیں لیکن اس قدر جنگجو عورتوں سے اس سے پہلے میرا کبھی سابقہ نہ پڑا تھا''...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب تمہیں پتہ چلا کہ میں اور صفدر کیوں ان کے سامنے سہمے رہتے ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے اور پھر دونوں گروپوں نے ایک دوسرے کو تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''عجیب اتفاق ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپ ایک دوسرے سے لڑ پڑے ہیں اور اگر میں خاور کی آواز نہ پہچان لیتا تو پھر اس لڑائی کا انجام انتہائی بھیانک نکلتا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ لوگ تو اس فلسطینی رہنما کو برآمد کرنے نکلے تھے۔ پھر یہاں آپ کی موجودگی کا کیا جواز ہے۔ کیا آپ اپنے مشن کو چھوڑ کر یہاں لیبارٹری تباہ کرنے آئے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ اس سرنگ میں لیبارٹری بھی موجود ہے اور ہسپتال بھی اور یہ اتفاق ہے کہ تم سامنے کے راستے سے اندر داخل ہوئے اور ہم عقبی راستہ کھول کر اندر آئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی کے چہرے پر اس اندھیرے کے باوجود اطمینان کے تاثرات نظر آنے لگ گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہمیں مشن مکمل کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں اور صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بھی۔ آؤ اب مل کر ان راستوں کو تلاش کرتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بلیک ایجنسی کا چیف کرنل جیکب اپنے آفس میں بیٹھا کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مترنم آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے جناب''..... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''..... کرنل جیکب نے کہا۔

''ہیلو''..... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی۔

''کرنل جیکب بول رہا ہوں سر''..... کرنل جیکب نے قدرے

مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایکریمیا کا چیف سیکرٹری صدر مملکت کے بعد سب سے طاقتور اور بااثر شخص سمجھا جاتا ہے اور بلیک ایجنسی کا انچارج بھی وہی تھا۔

''تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اب تک کوئی رپورٹ نہیں بھجوائی۔ کیوں''..... چیف سیکرٹری نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ اب تک یہ لوگ ایکریمیا میں داخل ہی نہیں ہوئے ورنہ ان کے بارے میں رپورٹ مل جاتی۔ بلیک ایجنسی کا سیکشن ون ان کے خلاف کام کر رہا ہے اور سیکشن ون کی کارکردگی سے آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں''..... کرنل جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس فلسطینی لیڈر ولید عارفی کا کیا ہوا۔ اس بارے میں کوئی رپورٹ ہے تمہارے پاس''..... چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

''یس سر۔ اسے ایک سپیشل ہسپتال میں رکھا گیا ہے اور میں نے دو روز پہلے اس کی پوزیشن معلوم کی تھی۔ سپیشل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر ڈونلڈ نے بتایا تھا کہ اب وہ پہلے سے بہتر ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ بعد وہ ذہنی اور اعصابی طور پر اس قابل ہو جائے گا کہ اس سے تمام ضروری معلومات حاصل کی جا سکیں''..... کرنل جیکب نے جواب دیا۔

''اس کے پیچھے کوئی تنظیم تو کام نہیں کر رہی''..... چیف سیکرٹری

نے کہا۔

''ابھی تک اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں ملی جناب''۔۔۔ کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پھر بھی تم نے اور تمہاری ایجنسی نے ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ ریکارڈ ہے کہ وہ اپنے ملک کے سائنس دانوں کے لئے کام ضرور کرتی ہے''۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ ہم ہر طرح سے ہوشیار ہیں جناب''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو کرنل جیکب نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ دو روز سے کرنل رچرڈ نے کوئی رپورٹ نہیں دی اس لئے اس سے بات ہونی چاہئے۔ اس نے رسیور اٹھا کر فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل رچرڈ کیرونا ٹاؤن کی جس کوٹھی میں موجود تھا وہاں کا نمبر اسے معلوم تھا اور ساتھ ہی کوڈ نمبر بھی اس لئے اسے کوئی نمبر انکوائری سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو کرنل جیکب کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے اس میں موجود ایک سیٹلائٹ سپیشل کارڈلیس فون نکالا۔ اس فون کی مدد سے وہ پورے

ایکریمیا میں کہیں بھی اس کارڈلیس فون پر کال کر سکتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ بلیک ایجنسی کے سیکشن ون کے ہر آدمی کے پاس کارڈلیس فون موجود ہے۔ اس نے فون پر نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں فرینک بول رہا ہوں''۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیکب بول رہا ہوں''۔۔۔ کرنل جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم اس وقت کہاں موجود ہو''۔۔۔ کرنل جیکب نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں چیف کے حکم پر کیرونا ٹاؤن کے ایک داخلی راستے پر موجود ہوں۔ چیف کا حکم ہے کہ اس راستے سے داخل ہونے والوں میں سے مشکوک افراد کو چیک کیا جائے''۔۔۔ فرینک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا چیف کرنل رچرڈ کال کا جواب نہیں دے رہا۔ تم فوراً اس کی رہائش گاہ پر پہنچ کر چیک کرو اور پھر مجھے فون کر کے اطلاع دو کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے''۔۔۔ کرنل جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہاں چیف کے ساتھی بھی موجود ہیں۔ پھر کیوں کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی''۔۔۔ فرینک کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

''اسی لئے تو میں تمہیں ہدایات دے رہا ہوں''۔۔۔ کرنل جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی وہاں پہنچ کر آپ کو اطلاع دیتا وہاں سر''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکب نے اوکے کہہ کر فون آف کر کے اسے واپس دراز میں رکھنے کی بجائے میز پر ہی رکھ دیا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ فرینک اسے کارڈلیس فون پر ہی اطلاع دیتا۔ کرنل جیکب دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کارڈلیس فون کی مخصوص گھنٹی سنائی دی تو کرنل جیکب نے فون اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

''یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں''۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

''فرینک بول رہا ہوں باس''۔۔۔ دوسری طرف سے فرینک کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے۔ تمہاری آواز کیوں کانپ رہی ہے''۔۔۔ کرنل جیکب نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ یہاں باس کرنل رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے جبکہ کرنل رچرڈ کو رسیوں سے کرسیوں پر باندھا گیا اور پھر ان کے سینے میں گولیاں ماری گئی ہیں اور باقی ساتھیوں کی لاشیں مختلف کمروں میں پڑی ہوئی

ہیں''۔۔۔ فرینک نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو کرنل جیکب کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

''ویری بیڈ نیوز۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا اور کس نے ایسا کیا ہے''۔ کرنل جیکب نے تیز اور متوحش سے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں چیف۔ کوٹھی میں سوائے لاشوں کے اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے''۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

''ادھر سرنگوں کی طرف کون ڈیوٹی پر ہے''۔۔۔ کرنل جیکب نے پوچھا۔

''رونلڈ اور اس کے تین ساتھی جناب۔ وہ چیک پوسٹ پر تھے۔ میں نے آپ کو فون کرنے سے پہلے انہیں فون کیا ہے لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا''۔۔۔ فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم خود وہاں جاؤ اور وہاں سے مجھے رپورٹ دو''۔۔۔ کرنل جیکب نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف''۔۔۔ فرینک نے کہا تو کرنل جیکب نے ہونٹ بھینچ کر فون آف کر دیا۔ کرنل رچرڈ کی موت کا سن کر اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا تھا کیونکہ کرنل رچرڈ اور اس کا سیکشن ون بلیک ایجنسی کا اہم ترین سیکشن تھا اور کرنل رچرڈ آج سے پہلے کبھی ناکام نہیں رہا تھا لیکن اب اسے بتایا گیا تھا کہ اسے اس طرح بے بس کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔ اسے یقین تھا کہ سوائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اور

کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اچانک وہاں تک کیسے پہنچ گئی۔ یہی بات اسے حیران کر رہی تھی لیکن ظاہر ہے وہ ان حالات میں خود کیا کر سکتا تھا اس لئے وہ اب بیٹھا یہی دعائیں مانگ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان لیبارٹری اور ہسپتال تک نہ پہنچے ہوں۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ صدیقی اور اس کے ساتھیوں سمیت اس وقت بہاما میں موجود تھا۔ فلسطینی رہنما ولید عارفی کو عمران کیرونا سے بہاما لا کر یہاں ایک خفیہ فلسطینی تنظیم کے سربراہ کے حوالے کر کے ابھی واپس لوٹا تھا اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ سب اس وقت ایکریمین میک اپ میں ہی تھے اور بہاما کے ایک گیسٹ ہاؤس میں موجود تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے تو اپنا مشن مکمل کر لیا لیکن ہمیں اپنا مشن مکمل کرنے سے آپ روک رہے ہیں'' ..... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا مشن بھی تو مکمل ہو چکا ہے۔ لیبارٹری کے تمام سائنس دان ہلاک ہو چکے ہیں ڈاکٹر احسان سمیت اور وہ فارمولا بھی تم نے

جلا کر راکھ کر دیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''جب تک اس پوری لیبارٹری کو تباہ نہیں کر دیا جائے گا تب تک ہمارا مشن کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔ میں نے اس لئے وہاں میگا بم لگا دیا تھا تاکہ اس پوری لیبارٹری کو ہی اڑا دیا جائے لیکن آپ نے خواہ مخواہ مجھے روک دیا''۔۔۔ صدیقی نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''اس تباہی سے بے گناہ افراد بھی ہلاک ہو سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہسپتال تو بقول آپ کے خالی تھا۔ اس میں واحد مریض یہی فلسطینی رہنما تھا اور آپ نے وہاں موجود چار ڈاکٹروں اور عملے کے آٹھ افراد کو ہلاک کر دیا تاکہ فلسطینی رہنما کے محفوظ ہاتھوں تک پہنچنے تک کسی کو اطلاع نہ مل سکے اور کون سے بے گناہ افراد ہلاک ہو سکتے تھے''۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

''صدیقی۔ جب عمران صاحب نے تمہیں ایسا کرنے سے روک دیا ہے تو پھر تم کیوں خواہ مخواہ بحث کر رہے ہو''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب اپنے گروپ کے لیڈر ہیں اور میں اپنے گروپ کا اس لئے عمران صاحب مجھے نہیں روک سکتے۔ میں تو اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ فلسطینی لیڈر محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جائے''۔ صدیقی نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''تمہیں کیا ہو گیا ہے صدیقی۔ تم نے ایسی باتیں شروع کر دی

ہیں۔ کیا ایک مشن میں گروپ لیڈر بننے کے ساتھ ہی تمہارا ذہن بھی بدل گیا ہے''۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے۔ میں بھی عمران صاحب کی اسی طرح عزت کرتا ہوں جیسے تم کرتے ہو لیکن مشن تو مکمل ہونا ہی چاہئے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ وہ بم ابھی تک لیبارٹری میں موجود ہے۔ جا کر اسے ڈی چارج کر دو لیکن میرا مشورہ ہے کہ پہلے چیف سے اجازت لے لو''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف سے کیوں۔ کیا آپ نے چیف کو رپورٹ کر دی ہے''۔ صدیقی نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں کیوں تمہارے بارے میں رپورٹ کروں گا۔ میں تو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تمہاری ضد کی وجہ سے نہ صرف کیرونا ٹاؤن کی خاصی بڑی آبادی میں رہنے والے بے گناہ افراد ہلاک ہو جائیں گے بلکہ آثار قدیمہ کا انتہائی قیمتی اثاثہ وہ سرنگیں بھی مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گی اور آثار قدیمہ کا اثاثہ پوری دنیا کا اثاثہ ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چیف تمہیں اس اثاثے کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دے گا''۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں اس مشن کا انچارج ہوں اور مشن کی تکمیل کے لئے جو مناسب

سمجھوں وہ کر سکتا ہوں اور آپ مجھے نہیں روک سکتے اور مجھے اس بم کی وائرلیس رینج کا بھی علم ہے۔ اس کی رینج یہاں تک ہے اور میں اسے یہاں بیٹھے ہی ڈی چارج کر کے فائر کر سکتا ہوں'' ..... صدیقی نے اسی طرح ضد کرتے ہوئے کہا اور عمران کے سارے ساتھی اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

''صدیقی۔ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔ کیوں اس طرح باتیں کر رہے ہو'' ..... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا لیکن صدیقی نے جواب دینے کی بجائے جیب سے بم کا ڈی چارجر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جلنے بجھنے لگا جس کا مطلب تھا کہ بم کارآمد ہے۔ پھر صدیقی نے ایک نظر عمران کی طرف دیکھا اور دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی زرد رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے سرخ رنگ میں تبدیل ہوا اور پھر بجھ گیا۔

''وکٹری۔ ہم نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے'' ..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مبارک ہو'' ..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ میں نے آپ سے اختلاف تو کیا ہے لیکن یہ میری مجبوری تھی۔ مجھے چیف کو مشن کی تکمیل کی رپورٹ دینی ہے ادھوری نہیں۔ چیف نے حکم دیا تھا کہ لیبارٹری تباہ کر دی جائے اور ڈاکٹر احسان کو ہلاک کر دیا جائے۔ اب یہ دونوں کام مکمل ہو

گئے ہیں'' ..... صدیقی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اب وہ سرنگیں، وہ پہاڑی سب کچھ تباہ ہو چکا ہو گا'' ..... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہاں رکھا جانے والا بم کس قدر طاقتور تھا اور آپ نے اسے آپریٹ ہوتے بھی دیکھ لیا ہے اس لئے وہاں خوفناک تباہی کیا ایک قیامت ٹوٹ پڑی ہو گی'' ..... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے گیسٹ ہاؤس کی ایکس چینج سے کٹ کر کے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری'' ..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری سے میری بات کراؤ ورنہ ایکریمیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے'' ..... عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں'' ..... دوسری طرف سے تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو'' ..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں اور آپ مجھے جانتے ہیں۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دو مشنز مکمل کر لئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ فلسطینی رہنما وحید عارفی کو کیرونا ٹاؤن میں واقع سرنگوں میں بنے ہوئے خفیہ ہسپتال سے نکال کر محفوظ ہاتھوں میں پہنچا دیا گیا ہے اور دوسرا یہ کہ سرنگ نمبر تھرٹین میں موجود لیبارٹری میں موجود شار بیم کا فارمولا بھی جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو اس کی ملک سے غداری کی سزا میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور لیبارٹری میں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمام مشینری بھی جلا کر راکھ کر دی گئی ہے۔ لیکن گو ہم نے لیبارٹری میں انتہائی طاقتور بم نصب کر دیا تھا لیکن میں نے اسے ڈی چارج اس لئے نہیں کیا کہ اس قدر طاقتور بم کے فائر ہوتے ہی نہ صرف آثار قدیمہ کا قیمتی اثاثہ جو سرنگوں کی صورت میں ہے وہ بھی تباہ ہو جاتا بلکہ اس پوری پہاڑی کے تباہ ہونے سے کیرونا ٹاؤن پر بھی قیامت ٹوٹ پڑتی اور سینکڑوں ہزاروں بے گناہ افراد بھی ہلاک ہو جاتے۔ آپ کی بلیک ایجنسی نہ صرف ہمیں روکنے میں ناکام رہی ہے بلکہ اس کے سیکشن ون کا انچارج کرنل رچرڈ بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کا پورا سیکشن بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اب آئندہ اگر ایکریمیا نے پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پھر اس کے نتائج آپ کی ذات کو بھی بھگتنے پڑیں گے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے غلط بیانی کیوں کی عمران صاحب''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ تمہارا ڈی چارجر صرف تمہیں شو کرنے کی حد تک محدود تھا کہ اس نے کام کیا ہے ورنہ میں نے اس کی پن نکال دی تھی اس لئے اب یہ صرف بچوں کا کھلونا ہے اور بس''...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ڈی چارجر نکال کر اسے پلٹا اور اس کا عقبی حصہ کھولا تو اس میں موجود کی پن غائب تھی۔

''یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ آپ نے کب اور کیسے کیا''۔ صدیقی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم تھا کہ تم باز نہیں آؤ گے اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ ڈی چارجر تمہاری جیب میں ہے اس لئے میں نے اسے تمہاری جیب سے نکالا اور اس کی کی پن نکال کر اسے بے ضرر بنا کر واپس تمہاری جیب میں رکھ دیا کیونکہ میں واقعی بے گناہ افراد کی ہلاکت اور آثار قدیمہ کی ان سرنگوں کو تباہ کرنے کی اجازت نہ دے سکتا تھا اور وہاں سرنگ میں تو گروپ فائٹنگ بے خبری کی وجہ سے ہوئی تھی لیکن اب اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم اس طرح ضد میں آ کر بم ڈی چارج کرنے کی کوشش کرتے تو صحیح معنوں میں گروپ فائٹنگ عمل میں آ جاتی اور نتیجہ یہ کہ تم ضائع ہو جاتے اس لئے مجبوری تھی''۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میرا مقصد آپ کی حکم عدولی نہیں تھا۔ میں واقعی یہی سمجھ رہا تھا کہ اگر لیبارٹری تباہ نہ ہوئی تو چیف ہمارے گروپ سے ناراض ہو سکتا ہے لیکن اب آپ نے چیف سیکرٹری کو فون کر کے جو کچھ بتایا ہے اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ چیف بھی اسی انداز میں ہی سوچے گا"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ٹیم کے سارے ساتھیوں کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ انہیں واقعی احساس ہو رہا تھا کہ جس طرح صدیقی نے ضد کی ہے اگر عمران نے چیف سے اس کی شکایت کر دی تو صدیقی ہمیشہ کے لئے ان سے بچھڑ بھی سکتا ہے لیکن اب صدیقی کے سوری کرنے کے بعد معاملات ان کی نظروں میں درست ہو گئے تھے۔

کرنل جیکب نے فون کی گھنٹی بجتے ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں"...... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں چیف۔ سرنگ نمبر تھرٹین سے"۔ دوسری طرف سے فرینک کی متوحش سی آواز سنائی دی۔ فرینک کا لہجہ اس قدر متوحش تھا کہ کرنل جیکب کا چہرہ یکلخت پریشانی کی وجہ سے مسخ سا ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ بولو"...... کرنل جیکب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ یہاں قیامت برپا ہو چکی ہے۔ سرنگ نمبر تھرٹین جس کے اندر لیبارٹری اور سپیشل ہسپتال تھا، کے دہانے پر موجود سیکشن ون کے چاروں افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سرنگ کا عقبی راستہ بھی کھلا

ہوا ہے۔ لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ تمام سائنس دانوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو بھی ساتھ ہی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمام مشینری کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے اور لیبارٹری میں موجود تمام فارمولوں کو بھی جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔ تمام کمپیوٹرز اور مشینری کو نہ صرف جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے بلکہ اس کے اندر موجود میموری کو بھی مکمل طور پر واش کر دیا گیا ہے۔ جس فارمولے پر پاکیشیائی سائنس دان سے مل کر ایکریمین سائنس دان کام کر رہے تھے اسے بھی ختم کر دیا گیا ہے''۔۔۔ فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ حملہ آور بھی مارے گئے ہیں یا نہیں''۔ کرنل جیکب نے انتہائی جذباتی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ ان کا تو کسی کو پتہ بھی نہیں چل سکا اور چیف۔ وہاں موجود سپیشل ہسپتال میں موجود اکلوتے مریض فلسطینی لیڈر ولید عارفی کو بھی وہ لوگ ساتھ لے گئے ہیں۔ وہاں پانچ ڈاکٹر اور عملے کے دس افراد تھے۔ وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ ولید عارفی غائب ہے اور وہاں جو صورت حال ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ولید عارفی کو بھی حملہ آور ہی اپنے ساتھ لے گئے ہیں''۔ فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا جن بھوت ہیں۔ کہاں گئے ہیں۔ انہیں تلاش کرو۔ ہر صورت میں۔ ہر قیمت پر''۔

کرنل جیکب نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے زور سے میز پر پٹخ دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ سب کچھ اس فون کی وجہ سے ہوا ہو۔

''ویری بیڈ۔ یہ سب آخر کیسے ہو گیا۔ یہ سب کیوں ہو گیا۔ میں اس کا انتقام لوں گا۔ ہر صورت میں۔ ہر قیمت پر۔ میں قبر تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا''۔۔۔ کرنل جیکب نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ زور زور سے میز پر مکے مارنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہو۔ اسی لمحے میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اب کیا سننے کے لئے رہ گیا ہے''۔۔۔ کرنل جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ کرنل جیکب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب لائن پر ہیں۔ ان سے بات کیجئے جناب''۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں''۔۔۔ کرنل جیکب نے چیف سیکرٹری کا سن کر بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''آپ تو کہہ رہے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ابھی ایکریمیا میں داخل ہی نہیں ہوئے جبکہ انہوں نے تمہارے اس سیکشن ون کا خاتمہ کر کے لیبارٹری بھی تباہ کر دی ہے۔ سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر سپیشل ہسپتال سے فلسطینی رہنما ولید عارفی کو بھی

لے اڑے۔ یہی ہے آپ کی بلیک ایجنسی جس پر حکومت ایکریمیا کروڑوں، اربوں ڈالرز خرچ کرتی ہے۔ کیا وہ پسماندہ ملک کے چند افراد کو بھی نہیں روک سکتی۔ بولیں۔ جواب دیں''...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی ابھی ابھی اطلاع ملی ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان لوگوں کا قبر تک پیچھا کروں گا جناب۔ میں انہیں تباہ کردوں گا''...... کرنل جیکب نے چیف سیکرٹری سے بھی زیادہ پرجوش لہجے میں کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ ایکریمیا کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ان کا سایہ بھی نہیں دیکھ سکے اور وہ اپنا کام کر گئے اور وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں میرے خیال میں کوئی بھی کسی صورت نہیں پہنچ سکتا تھا اور آپ اور آپ کی ایجنسی منہ دیکھتی ہی رہ گئی۔ مجھے ان کے ایجنٹ علی عمران نے فون کال کر کے دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پھر ایکریمیا کو ایسا نقصان پہنچایا جائے گا جس کی تلافی صدیوں نہ ہو سکے گی اور اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ یہ لوگ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں ایکریمیا کے صدر صاحب کو مطلع کر دیا ہے اور انہوں نے بھی پاکیشیا کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے سے سختی سے منع کر دیا ہے اس لئے اب آپ بھی سن لیں کہ آپ نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہی ایکریمیا کے لئے کافی ہے۔ آپ آئندہ پاکیشیا کے

خلاف کوئی اقدام نہیں کریں گے ورنہ ایکریمیا کو نقصان پہنچانے کی بناء پر آپ کا کورٹ مارشل بھی کیا جا سکتا ہے۔ سن رہے ہیں آپ''۔ چیف سیکرٹری نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... کرنل جیکب نے دھیمے سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور کرنل جیکب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون کا رسیور رکھ دیا۔

''یہ ہماری حالت ہے۔ ہم جو پوری دنیا کے لئے سپر پاور ہیں ایک پسماندہ ایشیائی ملک کے چند افراد سے اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہیں کہ ہم ان کے خلاف انگلی بھی نہیں اٹھا سکتے۔ وری بیڈ''۔ کرنل جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر بے بسی اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا، میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ جولیا نے بڑی حیرت انگیز رپورٹ دی ہے کہ سرنگ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپ ایک دوسرے سے لڑ پڑے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے خاور کے کراہنے کی آواز پہچان لی ورنہ جس انداز میں وہاں لڑائی ہو رہی تھی پوری سیکرٹ سروس ہی اس سرنگ میں لڑ لڑ کر ختم ہو جاتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی شکر ہے کہ دونوں گروپس میں کسی نے اسلحہ استعمال نہیں کیا ورنہ تو شاید کسی کے بچنے کا معمولی سا سکوپ بھی نہ رہتا"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"سرنگ کی وجہ سے اسلحہ استعمال نہیں ہوا کیونکہ سرنگ میں آواز بہت گونجتی ہے اور نہ ہی اس لئے بھی کہ اسلحہ استعمال ہوتے ہی لیبارٹری اور ہسپتال میں موجود لوگ چوکنا ہو جاتے۔ بہرحال وہاں جو بھی ہوا اللہ تعالیٰ کا واقعی کرم ہو گیا ہے۔ مجھے اندازہ بھی نہ تھا کہ کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے اپنے دونوں گروپ ایک دوسرے کو دشمن سمجھ کر آپس میں لڑ پڑیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ گو سرنگ میں اندھیرا تھا لیکن اس کے باوجود کافی دیر سے اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے آنکھیں اس کی عادی ہو جاتی ہیں اس لئے کچھ نہ کچھ تو نظر آنے لگ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں نہ صدیقی اور اس کے ساتھی آپ کو پہچان سکے اور نہ ہی آپ انہیں پہچان سکے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہم میں سے کسی کو بھی یہ توقع نہ تھی کہ دوسرا گروپ بھی اس وقت ان حالات میں یہاں موجود ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ اندھیرے میں سائے تو نظر آ رہے تھے لیکن پہچان نہیں ہو سکتی تھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ اور آپ کے سب ساتھی قدوقامت سے تو فوراً

پہچانے جا سکتے ہیں“۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”ہمارے مخالف بھی بلیک ایجنسی کے افراد تھے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ ایجنسی میں شامل افراد کے قد وقامت تقریباً ایک جیسے ہی ہوتے ہیں اور پھر چونکہ دونوں گروپوں کو ایک دوسرے کی وہاں موجودگی کا تصور تک نہ تھا اس لئے اس طرف دھیان ہی نہیں جا سکتا تھا“۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ جولیا نے اپنی رپورٹ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ صدیقی نے کس طرح آپ کے حکم کے خلاف کام کیا اور سپر میگا بم کو ڈی چارج کر دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ نے پہلے ہی اس کے ڈی چارجر کی پن نکالی ہوئی تھی لیکن صدیقی کو یہ جرأت کیوں اور کیسے ہوئی کہ وہ آپ کی حکم عدولی کرے“۔ بلیک زیرو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس نے میری حکم عدولی کی تھی اور میں بے چارہ تو تین میں آتا ہوں نہ تیرہ میں اس لئے تمہیں غصہ کیوں آ رہا ہے“۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ میری نمائندگی کرتے ہیں“۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا۔ اس لئے تمہیں غصہ آ رہا ہے“۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”عمران صاحب۔ آپ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ آپ کو تو غصہ سرے سے آتا ہی نہیں“۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”غصہ ہر ایک کو آتا ہے لیکن غصے کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے ورنہ یہ نہ صرف انسان کی شخصیت کو تباہ کر دیتا ہے بلکہ عقل کو بھی ختم کر دیتا ہے اس لئے تو ہمارے دین نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ غصے کو قابو میں رکھا جائے۔ اب اگر میں وہاں تمہاری طرح غصہ کھا جاتا تو نتیجہ یہ کہ صدیقی نے شرمندہ ہو کر جو معذرت کی وہ نہ کرتا بلکہ جواب میں وہ بھی غصہ کھا کر مزید آگے بڑھتا تو واقعی گروپ فائٹنگ کی صورت میں انتہائی خوفناک نتیجہ برآمد ہوتا۔ غصہ مجھے بھی آیا تھا لیکن میں نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی بات منوانے کے لئے میں نے خاموشی سے اس کے ڈی چارجر کی پن نکال دی اور معاملہ ختم ہو گیا“۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے صدیقی کی تھوڑی بہت ڈانٹ ڈپٹ ضروری ہے تاکہ آئندہ وہ ایسا نہ کر سکے“۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”کس بات پر اسے ڈانٹ ڈپٹ کرو گے۔ تم نے خود ہی تو اسے گروپ لیڈر بنایا تھا اور علیحدہ مشن دیا تھا اور بحیثیت گروپ لیڈر وہ کوئی بھی مناسب کارروائی کر سکتا ہے تو پھر کیسی ڈانٹ ڈپٹ۔

ایکسٹو کا تو شروع سے ہی یہی اصول ہے کہ جو لیڈر ہوتا ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اب میں کیا کہوں۔ آپ تو کسی طرح بھی نہیں مان رہے''۔ بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس سے ایک سبق ملا ہے کہ آئندہ سیکرٹ سروس کے اگر گروپ بھی بنائے جائیں تو ان کا لیڈر ایک ہی ہونا چاہئے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ یہاں کے فون کا لاؤڈر مستقل پریسڈ ہی رہتا تھا اس لئے رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز دونوں کو سنائی دینے لگی۔

''صدیقی بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔۔۔ صدیقی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری طرف سے مجھ تک کوئی رپورٹ نہیں پہنچی ابھی تک۔ کیوں''۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

''وہ۔ وہ جناب۔ وہ مس جولیا نے تو رپورٹ بھجوا دی ہو گی''۔ صدیقی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جولیا نے تو اپنے مشن اور گروپ کی تفصیلی رپورٹ دی ہے جبکہ جولیا کا تمہارے گروپ سے تو کوئی تعلق نہیں تھا۔ تم نے تو اپنے مشن کی تفصیلی رپورٹ دینی تھی''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ

مزید سخت ہو گیا تھا۔

''آئی ایم سوری سر۔ میں رپورٹ لکھ کر بھجواتا ہوں سر''۔ صدیقی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''یہ ناقابل معافی کوتاہی ہے صدیقی۔ ڈسپلن کے تحت تمہیں فوری اپنی رپورٹ بھجوانی چاہئے تھی اور چونکہ ایسا پہلی بار ہوا ہے اس لئے تمہاری معذرت قبول کرتے ہوئے تمہیں معاف کیا جا رہا ہے۔ آئندہ ایسی کوتاہی کی سزا تمہارے تصور سے بھی زیادہ عبرتناک ہو سکتی ہے۔ آئندہ محتاط رہنا''۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اب تو خوش ہو۔ اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی۔ صدیقی کی ڈانٹ ڈپٹ کر دی گئی ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی بہت گہری نظر رکھتے ہیں۔ میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ آیا تھا''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھ سے زیادہ آغا سلیمان پاشا کی نظریں گہری ہیں اور اگر میں بغیر چیک کے فلیٹ پہنچ گیا تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہو گا''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں خیر و شر کی ازلی آویزش پر مبنی ایک منفرد کہانی

بلیک سکارب

سپیشل نمبر

مصنف مظہر کلیم ایم اے

بلیک سکارب * قدیم ترین دور میں شیطان کا ایک بہت بڑا اور موثر حربہ۔ جسے خیر کے خلاف انتہائی موثر انداز میں استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر ——؟

بلیک سکارب * جسے لکڑی کی ایک صندوقچی میں روشنی کی عظیم شخصیت نے بند کر کے اس پر اپنی مقدس مہر لگا دی۔ اس طرح بلیک سکارب کو بے بس کر دیا گیا۔ پھر؟

بلیک سکارب * جسے کنوئیں کی تہہ میں بند کر کے اور کنواں بند کر کے غائب کر دیا گیا اور بلیک سکارب صدیوں تک زمین کی تہوں میں دفن رہا۔

بلیک سکارب * موجودہ دور کے چند شیطانی پیروکاروں نے بلیک سکارب کا سراغ لگا لیا اور پھر یہودیوں کے ساتھ مل کر اسے دوبارہ سامنے لانے کے لئے سرگرم کار ہو گئے۔

بلیک سکارب * جس کے سامنے آنے کے بعد شیطان کی طاقت اس حد تک بڑھ جاتی کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ یہودیوں کے لئے ممکن ہو جاتا۔

امیر کازوق * خیر کا ایسا نمائندہ جس نے بلیک سکارب کو کھلنے سے روکنے کے لئے پوری دنیا میں پاکیشیا کے عمران کا انتخاب کیا۔ پھر ——؟

عمران * جسے بلیک سکارب کے خلاف کام کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا۔ کیسا ڈرامہ ——؟

وہ لمحہ * جب عمران اور اس کے ساتھی بلیک سکارب کے خلاف میدان عمل میں آ گئے لیکن ان کی تمام کوششوں کے باوجود بلیک سکارب صندوقچی کو کنوئیں کی تہہ سے باہر نکال لیا گیا۔

بلیک سکارب صندوقچی * جسے نہ کھولا جا سکتا تھا اور نہ جلایا جا سکتا تھا۔ کیوں؟

بلیک سکارب صندوقچی * جسے شر کے نمائندے کھولنے اور عمران اور اس کے ساتھی کسی طرح ہمیشہ کے لئے تباہ کرنے کے درپے تھے۔ لیکن نہ شر کے نمائندے کامیاب ہو رہے تھے اور نہ ہی عمران اور اس کے ساتھی۔

پھر کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

بلیک سکارب صندوقچی کا انجام کیا ہوا۔ کیسے ہوا۔ وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی بے بس اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گئے۔

مصر کی پراسرار سرزمین پر کھیلے جانے والا ایک ایسا کھیل جو اسرار تحیر کے دھندلکوں میں دل کی دھڑکنوں کو روک دینے اور ذہن کو منجمد کر دینے کی پراسرار طاقت رکھتا تھا

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

روزی راسکل مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

— ایک ایسا مشن —

جس میں عمران دلچسپی نہ لے رہا تھا۔ کیوں ——؟

— ایک ایسا مشن —

جس میں روزی راسکل نے کھل کر دلچسپی لی اور اس نے کارکردگی میں سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ کیوں اور کیسے ——؟

— ایک ایسا مشن —

جس کا روح رواں کافرستان کی نئی ایجنسی کا چیف کرنل جگدلیش تھا جو انتہائی تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ذھیٹ بھی تھا۔ مگر ——؟

وہ لمحہ —— جب ٹائیگر روزی راسکل کو ٹریس کرتا ہوا کافرستان پہنچ گیا۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ —— جب روزی راسکل اور کرنل جگدلیش کے درمیان ہولناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایک جسمانی فائٹ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ تھا۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

وہ لمحہ —— جب ٹائیگر روزی راسکل کی جان بچانے کے لئے اپنی جان پر بھی کھیل گیا۔ کیوں اور کیسے ——؟

وہ لمحہ —— جب ٹائیگر نے لیبارٹری سے فارمولا حاصل کر لیا لیکن جب یہ فارمولا عمران کو پیش کیا گیا تو ٹائیگر شرمندگی کی وجہ سے پتھرا سا گیا۔ کیوں۔ کیا فارمولا نقلی تھا۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب روزی راسکل نے اصل فارمولا عمران کے حوالے کر دیا۔ انتہائی حیرت انگیز چویشن۔

وہ لمحہ —— جب عمران جبراً ٹائیگر کی شادی روزی راسکل سے کرنے پر تل گیا۔ کیوں اور نتیجہ کیا نکلا ——؟

روزی راسکل اور ٹائیگر کی خوفناک جسمانی فائٹس سے بھرپور ایکشن فل ناول

— ناشران —

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob 0333-6106573